ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
ستمبر 2023ء جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 09

پس اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کر اور اُس سے مغفرت مانگ

ارشاداتِ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

از خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اگست 2023ء

☆ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب بھی تم انتخاب کرو تو اس بات کو مدّنظر رکھو کہ منتخب افراد امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں، انتخاب کے وقت خویش پروری یا رشتے داری کا خیال نہیں رکھنا چاہیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی عہدہ یا ایسا مقام جس میں لوگوں کے معاملات دیکھنے کا اختیار دیا گیا ہو تو یہ بھی ایک امانت ہے۔ پس اس لحاظ سے ہمارے جماعتی نظام میں بھی ہر عہدہ یا خدمت امانت ہے۔

☆ بعض دفعہ بعض عہدے دار مرکزی طور پر یا خلیفہ وقت کی طرف سے بھی مقرر کر دیے جاتے ہیں۔ کوشش یہی ہوتی ہے کہ غور کر کے جو بہترین شخص میسر ہو اسے مقرر کیا جائے لیکن کبھی اندازے کی غلطی بھی ہوسکتی ہے یا عہدے حاصل کرنے کے بعد لوگوں کے مزاج بھی بدل جاتے ہیں، اور عاجزی اور محنت سے کام کرنے کی روح برقرار نہیں رہتی۔

☆ جو خواہش کر کے کوئی کام خود اپنے ذمّے لے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مدد نہیں ہوتی، اس کے کام میں برکت نہیں پڑتی۔ پس کبھی بھی عہدے کی خواہش نہیں ہونی چاہیے، ہاں! خدمتِ دین کا شوق ہونا چاہیے۔

☆ بعض عہدے داروں کے رویوں میں عاجزی نہ ہونے کی شکایات آتی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض عہدے داروں کے متعلق رپورٹ ملتی ہے کہ سلام تک کا جواب نہیں دیتے۔ ایسے رویّے دِکھانے والے اپنی اِصلاح کریں اور زمین پر جھکیں۔ آپ کو افراد جماعت کی خدمت کے لیے مقرر کیا گیا ہے نہ کہ افسر شاہی کا رعب ڈالنے کے لیے۔

☆ بعض عہدے دار اپنے کام صحیح طرح انجام نہیں دیتے۔ انہیں بھی اپنی اصلاح کرنی چاہیے ورنہ انہیں خدمت سے محروم کر دیا جائے گا۔

☆ عہدے دار دوسروں کے لیے اپنے ذاتی نمونے قائم کریں۔ اگر سیکرٹریان تربیت اپنے اعلیٰ نمونوں کے ساتھ پیار اور محبت سے افراد جماعت کی تربیت کریں تو وہ ایک انقلابی تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح بہت زیادہ استغفار، اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

☆ ہر عہدے دار کو اپنے شعبے کی بہتری کے لیے کم از کم دو نفل روزانہ پڑھنے چاہئیں۔

☆ عہدے دار سٹیج پر بیٹھنے کے لیے نہیں ہیں۔ ہر عہدے دار کو کارکن بن کر اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہیے۔ یاد رکھیں آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہے۔ عہدے داروں کا یہ بھی کام ہے کہ افرادِ جماعت سے ذاتی تعلق قائم کریں، ان کی خوشیوں اور غموں میں شامل ہوں۔ لوگوں میں یہ اِحساس اُجاگر کریں کہ نظام جماعت ایک دوسرے کی ہمدردی اور خیال رکھنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ یہی سوچ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی ہے۔

☆ امورِ عامہ کا شعبہ بھی نہایت اہم ہے۔ عموماً سمجھا جاتا ہے کہ اس شعبے کا کام لوگوں کو سزائیں دلوانا یا سختی سے لوگوں کو تنبیہ کرنا ہے۔ اس کا کام لوگوں کو سزائیں دلانا نہیں بلکہ سزاؤں سے بچانا ہے۔ اس شعبے میں کام کرنے والوں کو پتا ہونا چاہیے کہ ان کا صرف یہ کام نہیں، یہ کام کا صرف ایک حصّہ ہے۔

☆ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو امام یعنی عہدے دار نادار اور مستحق لوگوں کے لیے اپنے دروازے بند کرتا ہے، خدا اس کی ضروریات کے لیے آسمان پر دروازے بند کر دیتا ہے۔ پس اگر ایسی سوچ رکھنے والا کوئی عہدے دار یا ان کے دفتر میں ایسا کوئی کارکن ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

☆ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو موسیٰؓ اور معاذ بن جبلؓ کو والی مقرر کر کے بھیجا تو انہیں یہ نصیحت فرمائی کہ آسانی پیدا کرنا، مشکلیں نہ پیدا کرنا۔ محبت اور خوشی پھیلانا اور نفرت نہ پہنچنے دینا۔ یہ نصیحت ہر عہدے دار کو رہنما اصول کے طور پر ہمیشہ اپنے سامنے رکھنی چاہیے۔

☆ افراد جماعت کو میں یہ بتادوں کہ ہر خط جو یہاں خلیفہ وقت کے دفتر میں پہنچے اسے کھولا بھی جاتا ہے، پڑھا بھی جاتا ہے اور اس پر کارروائی بھی کی جاتی ہے۔

اللہ کرے کہ خلافت احمدیہ کو ہمیشہ ایسے سلطان نصیر عطا ہوں جو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں نہ یہ کہ صرف عہدہ لینے کے لیے عہدے سنبھالے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(تلخیص از روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 21 اگست 2023ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جشن منانے کا سلیقہ

فتح مبین کا نقارہ بجا تو قدوسیوں کا بادشاہ ﷺ فاتح بن کر ایسی شان سے مکّہ میں داخل ہوتا ہے کہ اس کا نظّارہ چشم فلک نے کبھی نہ کیا ہوگا۔ اس کی گردن جذبۂ تشکر و امتنان اور عجز و انکسار سے جھکتی چلی گئی یہاں تک اونٹنی کی کوہان سے جالگی۔ وہ شہر جہاں سے اُسے ظلم وستم کی راہ سے نکالا گیا تھا، اس میں وہ بادشاہ داخل ہوتا ہے تو جنگ ہوتی ہے نہ ہی خون خرابہ اور نہ ہی قتل وغارت، بلکہ عام معافی کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ یہ عظیم فاتح ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت اور رحیم وکریم وجود تھا جنہوں نے اس موقع پر اپنے اسوہ حسنہ کے ساتھ جشن منانے کا سلیقہ سکھایا۔

کان خلقہ القرآن ، آپ ﷺ کا یہ اُسوہ بھی دراصل قرآنی تعلیم کا عکس ہے، سورہ النصر میں عظیم الشان فتوحات کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ جب فتح و نصرت کا وقت آئے تو اس خدا کی حمد وثناء کرنا جس نے یہ کامرانیاں عطا فرمائیں اور ساتھ استغفار بھی کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مومن جب کسی کامیابی یا فتح سے ہمکنار ہوتا ہے تو وہ بے اختیار الحمدللہ کہتا ہے ، سبحان اللہ کا ورد کرتا اور استغفار کے ذریعہ گناہوں اور ان کے مضر اثرات سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ سن 2023ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کے قیام پر سو سال ہو گئے ہیں اور ان سو سالوں کے دوران جماعت ایک سے ہزار ہو چکی ہے، الحمدللہ۔ اس موقع پر صد سالہ جوبلی کی نسبت سے ایک جشن کی سی کیفیت ہے۔ لیکن یہ جشن اسی قرآنی حکم کے تابع، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے ہم نے منانا ہے۔ اتنا جھکنا ہے کہ اس سے زیادہ ممکن ہی نہ رہے، اس قدر استغفار کرنا ہے کہ توّاب اور رحیم آقا ہم پر اپنے بے پایاں افضال وبرکات سے سایہ فگن ہوجائے۔ یہی حمد وثناء، یہی عاجزی انکساری اور یہی خدمتِ انسانیت کا جذبہ ہے جو اصل کامیابی و کامرانی ہے ورنہ دُنیاوی کامیابیاں اور فتوحات تو بہت سے بادشاہوں نے حاصل کیں مگر سب کچھ دنیا میں چھوڑ کر خالی ہاتھ اُسی زمین کا نوالہ بن گئے جو انہوں نے فتح کی تھی۔

محل نشیں بھی تو اک دن ہلاک ہوتا ہے ‏ ‏ ‏ یہ پُتلا سونے کا پیوندِ خاک ہوتا ہے

ہماری اصل کامیابی اُسی عظیم فاتح کے نقش قدم پر چلنے سے ہی حاصل ہوگی۔ جتنا ہم شکر کریں گے جتنی ہم حمد وثناء کریں گے اور جتنی عاجزی انکساری اور تذلل اختیار کریں گے اتنی ہی بڑی کامیابیاں ہمارے قدم چومیں گی۔

آئیں 100 سال پورے ہونے پر اسی رسول کے تتبع میں خدا کی حمد وثناء کے ترانے گائیں اور وہ راگ گائیں جو آسمان گاتا ہے۔ وہی گیت گائیں جو ہمارے آقا نے گائے۔ اُسی نغمہ کو دہرائیں، اُسی ساز کو چھیڑیں جو ہمارے دلوں کو بھی بدل دے اور دوسروں کے دلوں کو بھی اور دُنیا امن ومحبّت کا گہوارہ بن جائے ، جیسا کہ ہمارے پیارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر لمحہ جدوجہد فرما رہے ہیں، ملک ملک پہنچ کر امن وآشتی کا پیغام دے رہے ہیں۔ کبھی بڑی بڑی طاقتوں کے سربراہوں کو خطوط لکھتے ہیں تو کبھی مختلف ایوانوں میں اَمن کی آواز بلند فرماتے ہیں۔

اللہ کرے کہ جماعت احمدیہ جرمنی کی یہ جوبلی ہر فرد جماعت کے لئے ہر لحاظ سے مبارک ہو، ہر فرد جماعت اس موقع پر نئے عزم کے ساتھ نئے اہداف حاصل کرنے والا ہو، اپنی عملی حالتوں میں نیک اور پاک تبدیلیاں لانے والا ہو اور مسیح پاک علیہ السلام کی خواہش کے مطابق وہ چراغ بن جانے والا ہو جسے اونچی جگہ پر رکھا جاتا ہے، آمین ثم آمین۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

صفر/ربیع الاوّل 1445 ہجری قمری ستمبر 2023ء | جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 09 | تبوک 1402 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہٗ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ
06	نظم: تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
07	خطبہ جمعہ: خلافت احمدیہ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے اشاعتِ اسلام کے کام میں حصہ لیں
13	منظوم کلام: دیکھو ابر بہار آ پہنچا
14	تعارف کتب: توضیح مرام
15	صد سالہ جوبلی جماعت احمدیہ جرمنی، الٰہی افضال سے بھرپور ماضی اور روشن مستقبل
20	مسجد نور فرانکفرٹ سے وابستہ چند حسین یادیں
22	جلسہ سالانہ کا آغاز اور مختصر تاریخ
24	آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے
27	نور ہدایت
30	یاد رفتگان: مکرم مبشر احمد جّجہ صاحب مرحوم
32	جرمنی میں ڈاکٹریٹ کرنے والے اوّلین احمدی
36	اِک عجب چھاؤں میں ہم بیٹھے رہے یار کے پاس
39	جماعت احمدیہ جرمنی کے 100 سال

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعیداللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722
PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

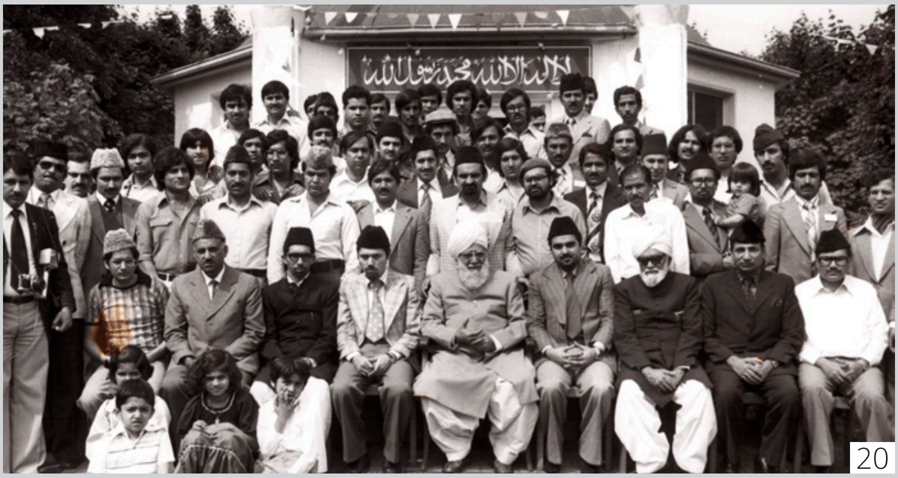
20

04

15

07

32

22

24

39

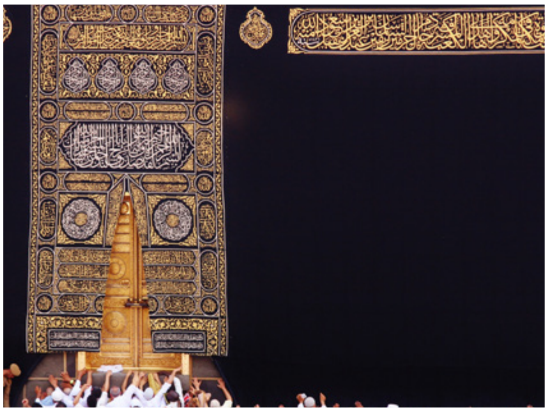

قال اللہ جل جلالہ

وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَلَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ

(ابراھیم: 8)

اور جب تمہارے ربّ نے یہ اعلان کیا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا
اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ مُعَاذِ بۡنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ يَا مُعَاذُ، وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ، وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ، فَقَالَ: أُوصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُولُ: اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسۡنِ عِبَادَتِكَ۔

(سنن ابی داؤد، حدیث 1522)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! قسم اللہ کی! مجھے تم سے محبّت ہے۔ پھر فرمایا: اے معاذ مَیں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا ہرگز ترک نہ کرنا۔ اے اللہ! اپنے ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہترین انداز میں اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اگر تم میرا شکر ادا کرو تو مَیں اپنے احسانات کو اور بھی زیادہ کرتا ہوں اور اگر تم کفر کرو تو پھر میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔یعنی انسان پر جب خداتعالیٰ کے احسانات ہوں تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور انسانوں کی بہتری کا خیال رکھے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور اُلٹا ظلم شروع کر دے تو پھر خداتعالیٰ اس سے وہ نعمتیں چھین لیتا ہے اور عذاب کرتا ہے‘‘۔

(بدر جلد 7 نمبر 16 مؤرخہ 23 اپریل 1908ء صفحہ 6)

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

قرآنِ شریف میں ہے۔ اُذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ وَاشۡکُرُوۡا لِیۡ وَلَا تَکۡفُرُوۡنِ (سورۃ البقرہ:153)۔یعنی اے میرے بندو تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو مَیں بھی تم کو نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکرِ الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے پس جو دَم غافل وہ دَم کافر والی بات صاف ہے یہ پانچ وقت تو خدا تعالیٰ نے بطور نمونہ کے مقرر فرمائے ہیں۔ ورنہ خدا کی یاد میں تو ہر وقت دل کو لگا رہنا چاہیے اور کبھی کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہیے۔ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسی کی یاد میں غرق ہونا بھی ایک ایسی صفت ہے کہ انسان اس سے انسان کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے اور خدا تعالیٰ پر کسی طرح کی امید اور بھروسہ کا حق رکھ سکتا ہے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 189۔ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’مومن کو چاہیے کہ خدا کی حمد اور تسبیح کرتا رہے اور اس کی حفاظت طلب کرتا رہے جیسے ایمان ہر نیکی کے مجموعہ کا نام ہے۔ اسی طرح بُرائی کا مجموعہ کفر کہلاتا ہے۔ ان کے ادنیٰ اور وسط اور اعلیٰ تین درجے ہیں۔ پس اُمید، بیم، رنج و راحت، عسر و یُسر میں قدم آگے بڑھاؤ اور اس سے حفاظت طلب کرو۔ غور کرو۔ حفاظت طلب کرنے کا حکم اس عظیم الشان کو ہوتا ہے جو خاتم الانبیاء، اصفی الاصفیاء سیّد ولدِ آدم ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو پھر اور کون ہے جو طلبِ حفاظت سے غنی ہوسکتا ہے مایوس اور نااُمید مَت ہو۔ ہر کمزوری، غلطی، بغاوت کے لیے دعا سے کام لو۔ دعا سے مَت تھکو‘‘۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 535-536)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’اُمت محمدیہ کا وہ حصہ جو اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور اس کے حکم سے استغفار کرتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ اُسے بار بار رحمت کرنے والا اور مغفرت کرنے والا پاتا ہے۔ کب ایسا ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ہو اور اُس نے اپنی رحمت سے اُسے نہ نوازا ہو۔ ہماری تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور دُنیا کا ہر ملک اور ہر قوم اس پر شاہد ہے‘‘۔

(انوار القرآن جلد سوم صفحہ 694)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

’’قرآنِ کریم میں آیا ہے ھٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ ۟ۖ لِیَبۡلُوَنِیۡۤ ءَاَشۡکُرُ اَمۡ اَکۡفُرُ (النّمل:41) تو جہاں بھی فضل نازل ہو وہاں یہ آزمائش ہوتی ہے کہ جس فرد پر یا جس جماعت پر اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوا وہ فرد اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے یا وہ جماعت خدا کا شکر ادا کرتی ہے یا ناشکری کی راہوں کو اختیار کرتی ہے۔ جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے بے شمار ایسے فضل نازل ہو رہے ہیں جو اُس کی قائم کردہ جماعتوں پر ہی نازل ہوتے ہیں اور دُنیا میں کہیں اور اس کی مثال ہمیں نہیں ملتی‘‘۔

(خطبات ناصر جلد 5 صفحہ 435، خطبہ جمعہ فرمودہ 22؍فروری 1974ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

’’اظہار تشکر ایک نہ مرنے والا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ یہ انسانی خوبی کو بہتر سے بہتر کرتا چلا جاتا ہے اور یہ لازوال خوبی ہے یہ کبھی بھی ختم نہیں ہوسکتی۔ دراصل یہ وہ حقیقت ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم:8) اگر تم میرا شکر ادا کرو تو مَیں تم پر مزید افضال نازل کروں گا اور اگر اللہ آپ پر مزید فضل نازل کرے تو کیا ہوتا ہے۔ اگر آپ شکر گزار ہوں گے تو اللہ کہتا ہے کہ ٹھیک ہے میرے بندے میرے شکر گزار ہوتے ہیں تو میں کیوں نہ اس کی قدر کروں اور پھر آپ سب اس کی رحمت تلے آجاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ ہمیں لازماً اللہ کا زیادہ شکر ادا کرنا چاہئے اور پھر اللہ کہتا ہے کہ اگر میرے بندے زیادہ شکر گزار ہیں تو میں کیوں ان پر زیادہ مہربان نہ ہوں۔ تو وہ اپنی رحمتیں اور فضل ان پر جاری رکھتا ہے‘‘۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 102۔خطبہ جمعہ فرمودہ 19 فروری 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’جو الٰہی جماعتیں ہوتی ہیں ان کا ایک اور خاصہ بھی ہوتا ہے ان کو اپنی ترقیات اپنی کسی قابلیت یا اپنی کسی محنت یا اپنی کسی خوبی کی وجہ سے نظر نہیں آ رہی ہوتی بلکہ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے فضلوں کی وجہ سے ہے نہ کہ ہماری کسی خوبی کی وجہ سے اور پھر جب جماعت بحیثیت جماعت بھی اور ہر فرد جماعت انفرادی طور پر بھی ان فضلوں کو دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اس کے آگے جھکتا ہے اس کے آگے گڑگڑاتا ہے کہ اے خدا! تو نے اس قدر فضل ہم پر کئے جو بارش کے قطروں کی طرح برستے جا رہے ہیں ہماری کسی غلطی، ہماری کسی نالائقی، ہماری کسی نااہلی کی وجہ سے بند نہ ہو جائیں۔ اس لئے ہمیں توفیق دے، ہمیں طاقت دے اور ہم پر مزید فضل فرما کہ ہم تیرے ان فضلوں کا شکر ادا کرسکیں‘‘۔ (خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 550-551۔خطبہ جمعہ 6؍اگست 2004ء)

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے

تِرے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے

گڑھے میں تو نے سب دُشمن اُتارے
ہمارے کر دِیئے اُونچے منارے

مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تُو نے ہی مارے

شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے

اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

تِری رحمت ہے، میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر

حریفوں کو لگے ہر سَمت سے تیر
گرفتار آ گئے جیسے کہ نخچیر

ہوا آخر وُہی جو تیری تقدیر
بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر

خدا نے اُن کی عظمت سب اُڑا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(انتخاب از درثمین 'بشیر احمد شریف احمد اور مبارکہ کی آمین'

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

خلافت احمدیہ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے اشاعتِ اسلام کے کام میں حصہ لیں

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 24 اگست 2008ء کا متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آجکل جماعت احمدیہ میں، افرادِ جماعت میں خلافتِ احمدیہ کے سَو سال پورے ہونے پر ہر بچے، جوان، بوڑھے، مرد، عورت کے دل میں خلافت سے تعلق اور اُس کی اہمیت کا احساس پہلے سے کئی گنا بڑھ کر نظر آتا ہے جس کا اظہار زبانی بھی اور خطوط میں بھی بہت زیادہ احباب و خواتین کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے خلافتِ احمدیہ کے سو سالہ سفر کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت کے افراد کو خلافت سے وفا اور اخلاص اور تعلق میں بڑھایا ہے۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زمانے کے امام کا یہ دعویٰ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے اپنی تائید و نصرت کے شاملِ حال رہنے کا وعدہ فرمایا ہے، سچا دعویٰ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر سو سال گزرنے کے بعد بھی افرادِ جماعت اُس رسّی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں بلکہ ہر وقت اُسے مضبوطی سے پکڑنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جس کے پکڑنے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنی جماعت کے افراد کو حکم دیا تھا اور نصیحت فرمائی تھی اور یہ اعلان فرمایا تھا کہ یہ قدرتِ ثانیہ جو میرے بعد آئے گی، یہ خدائی وعدوں کے مطابق دائمی قدرت ہے اور اس سے چمٹے رہ کر ہی ہر فردِ جماعت اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے بھی دیکھے گا اور اپنی روحانی ترقی کی طرف بھی قدم بڑھائے گا، کیونکہ خلافت کی طرف سے ملنے والی ہدایات و نصائح وہی ہوں گی جو خدا تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اب آئندہ تمام زمانوں کے انسانوں کے لئے ہمیں بتائی ہیں اور جو قرآنِ کریم کی تعلیم اور احادیث کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں لیکن سامنے ہونے کے باوجود دنیا اُنہیں بھلا چکی ہے یا اُس کی جاہلانہ وضاحتیں کرتے ہوئے اور تفسیریں بیان کر کے اُسے بگاڑ دیا ہے۔ اب غیروں کی تفسیریں پڑھ لیں تو بعض آیات کی عجیب مضحکہ خیز قسم کی تفسیریں کی ہوئی ہیں جو کسی کو اسلام کے قریب لانے کی بجائے دور ہٹانے والی ہوں گی۔ ان تعلیمات کا صحیح فہم اور ادراک اس زمانے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا ہے اور آپؑ کے بعد خلافتِ احمدیہ کے جاری نظام نے اُسے دنیا میں پھیلانے کی ہمیشہ کوشش کی اور کوشش کر رہی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ یہ کوشش جاری رہے گی۔ کیونکہ

جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا اُس مقصد کو آگے چلانے کے لئے اس زمانے میں آپ کے عاشقِ صادق کو خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو آپ کے ذریعے یہ اعلان کروایا کہ

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (الاعراف:159)

یعنی اے رسول! تو اعلان کردے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور پھر خاتم النبیین کہہ کر اس بات پر بھی مہر ثبت کر دی کہ اب آپ کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں ہو سکتا، اور رہتی دنیا تک صرف اور صرف آپؐ کی شریعت قائم رہے گی جو آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی صورت میں اتاری ہے۔

پس اگر اب خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا کوئی ذریعہ ہے تو آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ اب اگر نجات پانے کا کوئی ذریعہ ہے تو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آ کر یہ نجات مل سکتی ہے۔ پس آؤ اور خالص ہو کر اُس کی غلامی اختیار کرو کہ اس دَر کے علاوہ اب کوئی راہِ نجات نہیں ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بتانے کے لئے کہ آپ کا یہ دعویٰ کہ میں تمام دنیا کے انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور ہر زمانے کے انسان کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، سچا دعویٰ ہے، یہ بھی اعلان فرمایا کہ میرے اس نبی کی غلامی میں ہی وہ مسیح و مہدی مبعوث ہوگا جو میرے اس رسول کے پیغام کو محفوظ رنگ میں تمام دنیا تک پھیلائے گا۔ جب وہ ذرائع بھی میسر آئیں گے جب یہ پیغام پھیلانے میں کوئی روک مانع نہیں ہوگی۔ اگر زمینی روکیں پیدا کر دی جائیں گی تو فضاؤں سے یہ پیغام نشر ہوگا۔ اگر ایک علاقے میں مخالفت کا زور ہوگا تو دوسرے علاقے میں احمدیت کی لہلہاتی کھیتیوں کے پنپنے کے لئے زرخیز زمینیں میسر آجائیں گی۔ اگر ایک ملک میں پابندیاں لگیں گی تو دوسرے ملکوں میں احمدیت کے قبول کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی جو دراصل وہ حقیقی اسلام ہے جسے آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے۔

اب اگر نجات پانے کا کوئی ذریعہ ہے تو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آ کر یہ نجات مل سکتی ہے

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج مسیح محمدیؑ کے غلام آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے وعدے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں، جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بے شمار الہامات کی صورت میں ذکر فرمایا ہے، اس لئے وہ شریعت جو آنحضرت ﷺ تمام دنیا کے لئے لے کر آئے تھے، مسیح موعود کے غلاموں کے ذریعہ دنیا کے کونوں کونوں میں کامیابی سے پھیل رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اس وقت کے تمام مخالف مولویوں کو ضرور یہ بات ماننی پڑے گی کہ چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء تھے اور آپؐ کی شریعت تمام دنیا کے لئے عام تھی اور آپ کی نسبت فرمایا گیا تھا کہ

وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ (الاحزاب:41)

اور نیز آپؐ کو یہ خطاب عطا ہوا تھا۔

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (الاعراف:159)

سو اگرچہ آنحضرت ﷺ کے عہدِ حیات میں وہ تمام متفرق ہدایتیں جو حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک تھیں، قرآن شریف میں جمع کی گئیں، لیکن مضمون آیت قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا۔ (الاعراف:159) آنحضرت ﷺ کی زندگی میں عملی طور پر پورا نہیں ہو سکا کیونکہ کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی۔ اور یہ اُس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اُس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے، بلکہ اگر وہ ساٹھ برس الگ کر دیئے جائیں جو اس عاجز کی عمر کے ہیں تو 1257 ہجری تک بھی اشاعت کے وسائل کاملہ گویا کالعدم تھے۔ اور اس زمانہ تک امریکہ کُل اور یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ اور اس کے دلائل سے بے نصیب رہا ہوا تھا بلکہ دور دور ملکوں کے گوشوں میں تو ایسی بے خبری تھی کہ گویا وہ لوگ اسلام کے نام سے بھی ناواقف تھے۔ غرض آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! میں تم سب کی طرف رسول ہوں، عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہو سکی اور نہ اتمامِ حجّت ہوا کیونکہ وسائل اشاعت موجود نہیں تھے۔ اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی۔ اور نیز یہ کہ دلائل حقانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کرلیں۔ اور یہ دونوں امر اُس وقت غیر ممکن تھے لیکن قرآنِ شریف کا یہ فرمانا کہ وَ مَنۡۢ بَلَغَ (الانعام:20) یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغ قرآنی اُن تک نہیں پہنچی۔ ایسا ہی آیت وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ۔ (الجمعۃ:4) اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت ﷺ کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے۔ اور اس آیت میں جو مِنۡہُمۡ کا لفظ ہے ’’(یعنی وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ میں جو مِنۡہُمۡ کا لفظ ہے)‘‘ وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اُس زمانہ میں جو تکمیلِ اشاعت

آج مسیح محمدی کے غلام آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں

کے لئے موزوں ہے، مبعوث ہوگا جو آنحضرت ﷺ کے رنگ میں ہوگا اور اُس کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے۔... اُس وقت حسبِ منطوق آیت وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) اور نیز حسبِ منطوق آیت قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:159) آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور اُن تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بزبانِ حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لیے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لیے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ اُن تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمامِ حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں۔ تب آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر مَیں ملک ہند میں آؤں گا کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے''۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 260 تا 263)

پس ہم وہ خوش قسمت ہیں جو آنحضرت ﷺ کے بروز کی اس جماعت میں شامل ہیں جو آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو نہ صرف اپنے پر لاگو کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ دنیا میں بھی اس تعلیم کو پھیلانے والے ہیں جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ ذرائع مہیا فرما دیئے ہیں

خدا تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی شکل میں ہمیں انعام عطا فرما دیا اور تبلیغ کا ایک نیا ذریعہ مہیا فرما دیا

جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی وجود نہیں تھا۔ گو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پرنٹنگ پریس ایجاد ہو چکی تھی، دوسرے ذرائع موجود تھے لیکن جماعت کا اپنا پریس لگانے کے لئے اُس وقت وسائل نہیں تھے اور آسانی سے میسر نہیں تھے اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک علیحدہ تحریک فرمانی پڑی تھی۔ لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق اور غلامِ صادق سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ایشیا، یورپ اور افریقہ کے کئی ملکوں میں جماعت کے اپنے پریس کام کر رہے ہیں اور اُس پیغام کو پہنچانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں جس کے لئے آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ پھر صرف پریسوں تک ہی بات نہیں، بلکہ انٹرنیٹ اور سیٹلائٹ ٹیلیویژن کے ذریعے جدید ترین اور تیز ترین ذریعہ تبلیغ بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو میسر فرما دیا جو دنیا کے کونے کونے میں آنحضرت ﷺ کے پیغام کو پہنچانے کا کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ کوئی ہماری خوبی نہیں، یہ خدا تعالیٰ کا آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کے وعدے کا عملی اظہار ہے جو آج پورا ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تائید و نصرت کے وعدے کے پورا کرنے کا عملی ثبوت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے اجراء پر اس حقیقت کا اعلان فرمایا تھا کہ یہ ایم ٹی اے کا اجراء کوئی ہماری خوبی نہیں ہے۔ ہم تو اس کے بارے میں ابھی سوچ ہی رہے تھے بلکہ ریڈیو کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی شکل میں ہمیں انعام عطا فرما دیا اور تبلیغ کا ایک نیا ذریعہ مہیا فرما دیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے اُس وعدے

مَیں اور آپ اُن خوش قسمتوں میں سے ہیں جنہیں یہ ترقیاں دیکھنی نصیب ہو رہی ہیں

کا اظہار ہے کہ ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔

(تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن چہارم شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس یہ تبلیغ کے زمین کے کناروں تک پہنچنے کا کام اصل میں تو اُس اعلان کی کڑی ہے جو آنحضرت ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے کروایا تھا کہ قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:159)

کہ اے لوگو! تمام دنیا کے انسانوں مَیں تم سب کی طرف مَیں اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ دیکھ لیں، پریس بھی، انٹرنیٹ بھی اور ایم ٹی اے بھی دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ مختلف زبانوں میں جماعت کی ویب سائٹ کام کر رہی ہے۔ اٹلی میں بھی وہاں کے احمدی نوجوانوں نے Italian زبان میں بڑی اچھی ویب سائٹ بنائی ہے۔ اس طرح دوسری زبانوں میں بھی ہے۔ اٹلی کی مثال میں نے اس لئے دی ہے کہ یہی وہ ملک ہے جہاں اس وقت عیسائیت کی خلافت یعنی پوپ کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چند سال پہلے وہاں مرکز اور مسجد کے لئے جگہ خریدنے کے لئے جو کوشش ہو رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُسے بھی فائنل شکل دے کر وہ ہمیں مہیا فرما دی ہے اور مسیح محمدیؑ کے غلاموں کا، مسیح موسوی کے ماننے والوں کو اس آخری نبی کے قدموں میں لانے کی کوششوں کا ایک نیا میدان کھل گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صرف بنی اسرائیل کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا تھا۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو تکمیل اشاعتِ دینِ مصطفی ﷺ کے لئے اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے بروز کے طور پر مبعوث ہونا تھا، ہوا۔ اور مَیں اور آپ اُن خوش قسمتوں میں سے ہیں جنہیں یہ ترقیاں دیکھنی نصیب ہو رہی ہیں۔ اور جن کو یہ توفیق ملی کہ اُن کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

پس اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو بھی اس بات کا اہل ثابت کرنے کی کوشش کریں جس سے ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ اُن برکات سے فیض پاتی چلی جائیں جو حضرت محمد مصطفی خاتم الانبیاء ﷺ کے غلامِ صادق کی جماعت سے جڑے رہنے والوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔

اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4)

اس بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ ہدایت کا ذخیرہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں مکمل ہوگیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اُس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اُس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت ﷺ کا بروز ہوگا۔ اس لیے اس کے اصحاب آنحضرت ﷺ کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں، وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے''۔

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 502)

باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں سے تمکنت اور رعب کا وعدہ فرماتا ہے، یہ مسلمان کمزوری اور محتاجی کا شکار ہیں۔ چاہے وہ اسلامی ملکوں کے لیڈر ہوں یا اسلامی ملکوں کی حکومتیں ہوں، آپس کے معاملات کو طے کرنے کے لئے غیروں کی جھولی میں جاکر گرتے ہیں۔ ایک ہی ملک میں رہنے والے مسلمان لیڈر غیروں کو آوازیں دیتے ہیں کہ آؤ اور ہماری مدد کرو۔ اسلامی حکومتیں ہیں تو وہ غیر مسلم حکومتوں کی مرضی پر اپنے معاملات طے کرتی اور چلاتی ہیں۔ مسلمانوں کی ملکی دولت تو غیر مسلموں کے ہاتھ میں چلی گئی ہے۔ اگر لیڈروں اور ملکی سربراہوں

ایک ہی ملک میں رہنے والے مسلمان لیڈر غیروں کو آوازیں دیتے ہیں کہ آؤ اور ہماری مدد کرو

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:4)۔

یعنی آج مَیں نے تمہارے فائدے کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہارے پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔ پس اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہدایت کامل ہوگئی اور اب کوئی شرعی کتاب نہیں آسکتی۔ اب کوئی شرعی رسول نہیں آسکتا لیکن اشاعتِ دین کا کام باقی ہے جو آخرین نے کرنا ہے۔ اور وہ جیسا کہ مَیں نے حوالہ پڑھا ہے کہ حضرت

پس اشاعتِ دین کی تکمیل کا کام نئے زمانے کی ایجادات کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں شروع ہوا اور آپؑ کے صحابہ نے بھی اس میں بھرپور رنگ میں حصہ لیا۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب جو قرآنِ کریم کے علم و معرفت کے خزانے سے بھری پڑی ہیں۔ قرآنِ کریم کی آیات کی تفسیر کے نئے نئے راستے دکھاتی ہیں۔ قرآنِ کریم کے اُن خزانوں کی نشاندہی کرتی ہیں جو اس زمانے میں ظاہر ہونے تھے اور ہو رہے ہیں۔ پس آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین کو جو آپؐ پر کامل ہوا، آپؐ کے غلامِ صادق کے زمانے

کو کوئی دلچسپی ہے تو صرف اتنی کہ ہماری جائیدادیں بن جائیں، ہمارے بینک بیلنس بن جائیں، ہم امیر ہو جائیں۔ ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اسلامی ملکوں کے اندرونی فسادات کو روکنے کے لئے غیر اسلامی ملکوں کی فوجوں سے مدد لی جاتی ہے۔ یہ سب اُس نافرمانی کا نتیجہ ہے جو خدا تعالیٰ کے کلام کو نہ مان کر اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہوئے، اس زمانے کے امام کا انکار کرتے ہوئے کی گئی ہے۔ بجائے اس کے کہ آج مسلمان ممالک اپنی دولت کا صحیح استعمال کرتے اور مسیح موعود کے ماننے والوں میں شامل ہو کر تکمیلِ دین کے

آنحضرت ﷺ کے اس عاشقِ صادق کی مخالفت کرکے نہ دین کے رہے اور نہ دنیا کے

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس زمانہ میں یہ اشاعت کا کام ہی ہونا تھا اور ہو رہا ہے۔ کیونکہ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4)

کی سچائی اُس وقت ثابت ہوتی ہے جب ہم یہ تسلیم کریں کہ اشاعت کا کام آئندہ زمانے کے لئے ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ اُس پیشگوئی کے مصداق بنے جیسا کہ اس کی وضاحت میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) یعنی آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں سے ایک

میں اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا تک پہنچانے کا انتظام فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اور آپ کے صحابہ کی صورت میں وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) کا وعدہ پورا فرمایا۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اُس وعدے کے پورا ہونے کے گواہ بن کر مسیح محمدیؑ کی جماعت میں شامل ہوگئے اور ایک لڑی میں پروئے گئے جبکہ دوسرے مسلمان اُس انکار کی وجہ سے آپس میں پھٹے ہوئے ہیں، اور اُن کے ہر کام میں بے برکتی ہے۔

لئے آخری مقصد یعنی اشاعتِ دین کا کام سرانجام دیتے، اس دولت کو مسیح محمدیؑ کے قدموں میں رکھ کر غیر مسلم دنیا میں اشاعتِ اسلام کے اہم فریضہ میں ہاتھ بٹاتے، آنحضرت ﷺ کے اس عاشقِ صادق کی مخالفت کرکے نہ دین کے رہے اور نہ دنیا کے۔ اور جب تک یہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کریں گے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ پورا ہو چکا ہے اور آنے والا مسیح آچکا ہے اور اُس کی مخالفت کے بجائے اُس کی مدد کرنا ہمارا فرضِ اوّلین بنتا ہے، اُس وقت تک وہ اسی موجودہ حالت سے دوچار ہوتے رہیں گے اور ذلت کا سامنا کرتے رہیں گے۔

پس مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک احمدی کا ایمان اور زیادہ بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزاری کے جذبات اور زیادہ اُبھرتے ہیں کہ اُس نے ہمیں اس نعمت سے نوازا ہے۔ پھر یہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت ﷺ کے بروز کے طور پر مبعوث ہوئے اور قرآنی علم و عرفان کے خزانے شائع کر کے اسلام کی اشاعت کے سامان پیدا فرما دیئے اور مخالفین اسلام پر اتمام حجت کر دی اور دلائل سے اُن کے منہ بند کر دیئے اور اپنی زندگی میں قربانیاں کرنیوالوں کی ایسی جماعت قائم کر دی جنہوں نے صحابہ کا رنگ اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور انہوں نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ (المائدہ:120) کا درجہ پایا بلکہ آنحضرت ﷺ نے جو پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخرین میں جو میرا بروز کھڑا ہوگا وہ صرف اپنی زندگی تک ہی اشاعتِ اسلام کا کام نہیں کرے گا بلکہ اُس کے بعد خلافت کا سلسلہ بھی شروع ہوگا جو دائمی ہوگا۔ اور پھر مسیح محمدیؑ نے بھی یہ اعلان فرما دیا کہ میرے سلسلہ کی سچائی کی ایک بہت بڑی دلیل یہ ہوگی کہ میرے بعد نظامِ خلافت چلے گا جو اشاعتِ اسلام کے کام کو آگے بڑھائے گا، جو میرے مشن کی تکمیل کرے گا اور جب تک اُن باتوں کی تکمیل نہ ہو جائے، جب تک وہ مشن مکمل نہ ہو جائے جو آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا ہے۔ جب تک تمام دنیا پر اتمامِ حجّت نہ ہو جائے، قیامت نہیں آئے گی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے''۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہی حقیقت میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ کا وجود ہے کیونکہ اس طرح وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ۔(الجمعۃ: 4) کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے لیکن آنحضرت ﷺ کا ارشاد کہ مسیح موعود کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ یعنی وہ خلافت قائم ہوگی جو نبوت کے کام کو آگے بڑھائے گی اور اُس کے طریق پر چلنے والی ہوگی۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ وہ قدرت آسمان سے نازل ہوگی، یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھی خلیفہ بنائے گا اُس کے ساتھ آسمانی تائیدات اور قدرت کے نظارے بھی ہمیشہ دکھائے گا۔ اور خلافتِ احمدیہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ اشاعتِ دین محمد ﷺ کا کام کرتی چلی جائے گی اور اس کام کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ اُس کے ہاتھ بن جائے گا، اُس کے بازو بن جائے گا اور ہر فیصلہ جو خلیفۂ وقت خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اسلام کی اشاعت کے لئے کرے گا وہ خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوگا۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر نہ ہی خدا تعالیٰ کی قدرت ہے اور نہ ہی آسمان سے نازل ہونے والی ہے۔

اور اس بات نے اس معاملہ کو بھی حل کر دیا کہ بندوں کے انتخاب کو خدا تعالیٰ کا انتخاب کس طرح سمجھا جائے۔ اگر بندوں کے انتخاب کو خدا تعالیٰ کی تائید حاصل نہ ہو تو بے شک یہ بات سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ لیکن اگر اس انتخاب کو آسمانی تائیدات مضبوط کر رہی ہوں تو یہ بندوں کا انتخاب نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا بندوں کو ذریعہ بنا کر اپنی قدرت کا نازل کرنا ہے۔ آج ہر شہر اور ہر ملک میں ہر لحہ اور ہر دن جماعت کی ترقی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ یقینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اٰخَرِیۡن میں مبعوث ہونے والے وہی نبی ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے دین کی اشاعت کرنی تھی اور آپؑ کے بعد خلافتِ احمدیہ بھی یقیناً اُسی سچے وعدوں والے خدا کی تائید یافتہ ہے جس کے ذریعہ سے یہ کام آگے بڑھنا تھا۔

پس آج ہر احمدی کا بھی کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت سے حصہ لینے کے لئے، اپنے آپ کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بنانے کے لئے خلافت احمدیہ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے اشاعتِ اسلام کے کام میں حصہ لیں تا کہ ہمیشہ اُن لوگوں میں شامل رہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا۔ (النور:56)

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح اُس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُسے مضبوطی سے اُن کے لئے قائم کر دے گا۔ اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کو امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔

پس ایمان میں مضبوطی والوں کے ساتھ، اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ خلافت کے انعام سے فیض پاتے رہیں گے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُس دین کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کونسا دین پسند کیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدہ: 4) تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''مَیں تمہارا دین اسلام ٹھہرا کر خوش ہوا۔ یعنی دین کا انتہائی مرتبہ وہ امر ہے جو اسلام کے مفہوم میں پایا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ محض خدا کے لئے ہو جانا اور اپنی نجات اپنے وجود کی قربانی سے چاہنا، نہ اَور طریق سے اور اس نیّت اور اس ارادہ کو عملی طور پر دکھلا دینا''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 368)

پس یہ وہ مقام ہے جو ایک احمدی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس بات کو سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی حقیقت کامل فرمانبرداری ہے اور اپنے وجود کی قربانی ہے۔ اور یہی کامل فرمانبرداری اور قربانی ہے جو بہترین اعمال کی انتہا ہے۔ اور یہ فرمانبرداری اور کامل اطاعت دکھانے والے اور قربانی کے لئے تیار رہنے والے بھی وہی لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کے پیغام کی نشر و اشاعت میں خلافت کا ہاتھ بٹانے والے ہیں اور اس کام کے لئے اپنا مال، جان اور وقت قربان کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حٰمٓ سجدة:34)

یعنی اور اُس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور نیک اور صالح عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہ حکم پھر اسی طرف توجہ پھیرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو اپنے عمل بھی اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے چاہئیں جس کی طرف وہ دوسرے کو بلا رہا ہے۔ جس پیغام کی اشاعت میں مدد و معاون بن رہا ہے۔ اور وہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک مکمل طور پر اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا جُوا اپنی گردن پر نہ ڈالے۔ اور جب یہ صورتحال پیدا ہوگی، جب ہر احمدی کی یہ کیفیت ہو گی تو وہ جہاں خلافت کے انعام سے فیض پانے والا ہو گا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں سے وابستہ انعامات کا وارث بنے گا وہاں وہ آنحضرت ﷺ کی حقیقی اُمت میں بھی شامل ہو گا، صرف دعویٰ ہی نہیں ہو گا جیسا کہ آجکل کے مسلمان کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ دنیا میں امن و سلامتی کا پیغام پہنچانے والا بھی ہو گا۔ اس خوبصورت پیغام کی وجہ سے، اس خوبصورت تعلیم کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر اُتاری، مخالفین کو اس ذریعہ سے یہ پیغام بھی پہنچایا جا سکتا ہے کہ اُن کی سختی کا جواب پیار سے دیا جائے اور جب سختی کا جواب نرمی سے ہو، غصے کا جواب صبر سے ہو تو ایک وقت آتا ہے جب مخالف سے مخالف بھی بات سننے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے سوائے اُن کے جن کے دل خدا تعالیٰ کی طرف سے سخت کر دیئے گئے ہیں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ان کو ہدایت نہیں ملنی۔ اور جب مخالفِ اسلام، اسلام کے محاسن کا علم حاصل کرے گا تو یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہے گا کہ واقعی یہ کامل دین ہے۔

پس ہر احمدی کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ خلافت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے اور آنحضرت ﷺ کے دین کی اشاعت کے لئے ہر قربانی کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اس زمانے میں مسیح محمدیؑ کے غلاموں میں شامل ہو کر ''نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰه'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اپنے ایمان کو بھی کامل کرتے چلے جائیں، اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کے معیار بھی بلند سے بلند کرتے چلے جائیں۔ اور جب یہ ہو گا تو ہر فرد اس زمانے کے امام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو انفرادی طور پر اپنے ساتھ بھی پورا ہوتا دیکھے گا۔ اور اجتماعی طور پر تو یہ مقدر ہو ہی چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مومنوں کی اس جماعت نے جو مسیح محمدیؑ سے منسوب ہے تمام دنیا پر غالب آنا ہے۔ دشمن کا ہر حملہ چاہے وہ سامنے سے ہو، چاہے پیچھے سے ہو، چاہے دائیں سے ہو یا بائیں سے ہو، اُس کام کو جو مسیح موعود کے سپرد ہو چکا ہے اُس میں روک نہیں ڈال سکتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ جماعت خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حفاظت کی ڈھال میں محفوظ ہے۔ اور یہ ایسی ڈھال ہے جس نے ہر طرف سے جماعت کو اپنی حفاظت میں لیا ہوا ہے، اپنے حصار میں لیا ہوا ہے اور گزشتہ 120 سال کی جماعت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر جماعت کی، احمدیت کی حفاظت فرمائی ہے اور جماعت کو ختم کرنے کی دشمن کی ہر تدبیر نے ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھا ہے اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کا کوئی براعظم نہیں جس کے بڑے بڑے ملکوں میں آنحضرت ﷺ کا پیغام مسیح محمدیؑ کے غلاموں نے نہ پہنچا دیا ہو، بلکہ اکثر چھوٹے چھوٹے ملک اور جزائر بھی اس نور کی روشنی سے فیضیاب ہو رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نور کا پرتو ہے۔

اور آج یہ کام ہم صرف اس لئے باحسن انجام دے رہے ہیں کہ خلافت کے انعام سے انعام یافتہ ہیں۔ آج جب میں دنیا کے کسی بھی ملک میں بسنے والے احمدی کے چہرہ کو دیکھتا ہوں تو اُس میں ایک قدرِ مشترک نظر آتی ہے اور وہ ہے خلافتِ احمدیہ سے اخلاص و وفا کا تعلق۔ چاہے وہ پاکستان کا رہنے والا احمدی ہے یا ہندوستان میں بسنے والا احمدی ہے، انڈونیشیا اور جزائر میں بسنے والا احمدی ہے یا بنگلہ دیش میں رہنے والا احمدی ہے، آسٹریلیا میں رہنے والا احمدی ہے یا یورپ و امریکہ میں بسنے والا احمدی ہے یا افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بسنے والا احمدی ہے، خلیفہ وقت کو دیکھ کر ایک خاص پیار، ایک خاص تعلق، ایک خاص چمک چہروں اور آنکھوں میں نظر آ رہی ہوتی ہے۔ اور یہ صرف اس لئے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت اور وفا کا سچا تعلق ہے۔ اور یہ صرف اس لئے ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کامل اطاعت اور محبّت کا تعلق ہے، یہ اس لئے ہے کہ اس بات کا مکمل فہم و ادراک ہے کہ آنحضرت ﷺ ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کُل انسانیت کے نجات دہندہ بنا کر بھیجے گئے ہیں اور خلافتِ احمدیہ آپ تک لے جانے کی ایک کڑی ہے۔ اُس وعدہ کی نشانی ہے جو خدائے واحد کے قدموں میں ڈالنے کے لئے ہمہ وقت مصروف ہے۔

پس کیا کبھی ایسی قوم کو ایسے جذبات رکھنے والی روحوں کو کوئی قوم شکست دے سکتی ہے؟ کبھی نہیں اور کبھی نہیں۔ اب جماعت احمدیہ کا مقدر کامیابیوں کی منازل کو طے کرتے چلے جانا ہے اور تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ یہ اس زمانے کے امام سے خداتعالیٰ کا وعدہ ہے جو کبھی اپنے وعدوں کو جھوٹا نہیں ہونے دیتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ ... سوا ے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا''۔

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409-410)

پس آج بعض جگہ پر اگر ہمیں مخالفین بظاہر زور میں نظر آ رہے ہیں اور احمدی ظلم میں پستے ہوئے نظر آ رہے ہیں تو یہ عارضی تکلیفیں ہیں، یہ عارضی حالت ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ جلد اب وہ دن طلوع ہونے والا ہے جب احمدیوں پر ظلم کرنے والے خس و خاشاک کی طرح اُڑا دیئے جائیں گے۔ کیونکہ یہی خداتعالیٰ کا منشاء ہے اور کوئی طاقت نہیں جو خداتعالیٰ کا مقابلہ کر سکے۔

پس آج دنیا میں بسنے والے وہ مظلوم احمدی جو چاہے انڈونیشیا میں بس رہے ہوں یا بنگلہ دیش میں بس رہے ہوں یا پاکستان میں رہنے والے ہوں، صبر اور دعا سے خدا کا فضل مانگتے ہوئے اُس کے حضور سجدہ ریز رہیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ آخری فتح مسیح محمدیؑ کے غلاموں کی ہی ہے کیونکہ آپ ہی وہ قوم ہیں جو اخلاص و وفا سے آنحضرت ﷺ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہر کوشش میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت دکھاتے ہوئے اس کام کی توفیق دیتا چلا جائے۔ ہمیشہ یاد رکھیں ہم وہ خوش قسمت ہیں جن کے ساتھ مسیح الزمان کی دعائیں شامل ہیں، اُس شخص کی دعائیں شامل ہیں جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اُس کا آنا میرا آنا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ باب قولہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم حدیث 4897)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ہم تو یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا جماعت کو محفوظ رکھے اور دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ نبی کریم ﷺ برحق رسول تھے اور خدا کی ہستی پر لوگوں کو ایمان پیدا ہو جائے''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 261۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے اور ہم ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ اب اس جلسے کا اختتام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ ان دنوں میں جو پاک تبدیلیاں آپ لوگوں نے اپنے اندر پیدا کیں، اُنہیں ہمیشہ اپنے اندر قائم رکھیں اور ہر دن آپ کے ایمان اور ایقان کو بڑھاتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو خیریت سے اپنے گھروں میں واپس لے جائے اور ہمیشہ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ ہمیشہ آپ کی حفاظت کرے۔ اور ہر وہ فیض اور ہر وہ دعا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے فرمائی اُس کو ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ اس دفعہ اس حوالے سے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی اس امید کا بلکہ یقین کا اظہار کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یقین رہا ہے کہ ہماری تعداد بڑھتی ہے، اس سال میں خاص طور پر حیرت انگیز طور پر بڑھ رہی ہے۔ میرا اندازہ تھا کہ پچھلے سال سے تین چار ہزار زیادہ حاضری ہو گی لیکن یہ جو حاضری سامنے آئی ہے اس میں گزشتہ سال اس وقت ٹوٹل حاضری ستائیس ہزار تھی اور اِس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے، شامل ہونے والوں کی کُل تعداد سینتیس ہزار پانچ سو گیارہ ہے۔ ان میں خواتین کی تعداد ساڑھے انیس ہزار ہے اور مرد اٹھارہ ہزار ہیں۔ عورتیں مردوں سے بڑھ گئی ہیں۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

(خطابات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صفحہ 85-105)

اَھْلًا وَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَباً

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ جرمنی کے دَورہ پر مورخہ 27 اگست 2023ء کی شب بیت السبوح فرانکفرٹ ورود فرما ہوئے۔ حضور انور جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر اپنے خطابات سے نوازیں گے اور متعدد مساجد کا افتتاح فرمائیں گے، ان شاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کی عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے اور آپ کو تمام مقاصد میں کامیابی سے نوازے، آمین

دیکھو ابرِ بہار آ پہنچا

مظہر کردگار آ پہنچا
رہبر کامگار آ پہنچا

اہل واللیل کو مبارک ہو
صاحب والنہار آ پہنچا

پھر فرشتے بڑھے قدم لینے
پھر وہی شہسوار آ پہنچا

پھر دھڑکنے لگا دلِ زنداں
پھر وہی رستگار آ پہنچا

بے دلوں کی امید بر آئی
بیکلوں کا قرار آ پہنچا

چھوڑو جورِ خزاں کے افسانے
دیکھو ابرِ بہار آ پہنچا

چل مبشّر متاعِ جاں لے کر
اب تو پیغامِ یار آ پہنچا

(مبشر احمد راجیکی صاحب مرحوم)

تعارف کتب

مرتبہ: محمد انیس دیالگڑھی

توضیح مرام

فتح اسلام کو تحریر کرتے وقت حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اس کے بعد دو مزید رسالے توضیح مرام اور ازالہ اوہام تالیف ہوں گے اور یہ فتح اسلام کا ہی حصہ ہوں گے۔

حضور علیہ السلام نے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے مسئلہ کو دوبارہ تفصیل سے بیان کیا اور عام فہم دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح کے آسمان پر چڑھ جانے کا عقیدہ نیا نہیں بلکہ مذہب کی تاریخ میں اس سے قبل ایلیا اور ادریس علیہم السلام کے بارہ میں یہ خیال تھا جو آسمان پر چڑھ گئے ہیں اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر واپس نازل ہوں گے۔ ایلیا کے بارہ میں کہا جاتا تھا کہ وہ مسیح کی آمد سے قبل نازل ہوں گے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا کہ ایلیا کہاں ہے جس نے مسیح سے قبل آنا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ''یوحنا جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو''۔ یعنی حضرت یوحنا (یحیٰ) ہی ایلیا کے رنگ میں آئے ہیں۔ کہ اس مثال سے یہ مقدمہ طے پا گیا کہ آسمان سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اور شخص اس کے رنگ میں آئے گا۔ مگر یہودیوں نے ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لئے نہیں مانا کہ وہ ایلیا جس کا آسمان سے آنا مقدر تھا وہ آسمان سے ہی آئے گا نہ کہ کوئی اور اس کی مماثلت میں۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی واپس نہیں آئیں گے۔ خود انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ایک چور کو تسلی دے کر کہتے ہیں آج تو میرے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا۔ اب عیسائیوں اور مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ کوئی شخص بہشت میں داخل ہو کر اس سے نکالا نہیں جائے گا۔

اللہ جل شانہٗ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔ وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ (الحجر:49) کہ وہ بہشت سے نکالے نہیں جائیں گے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جنت میں داخل ہو کر وہاں سے نکالے نہیں جائیں گے

ابن مریم مر گیا حق کی قسم

داخل جنت ہوا وہ محترم

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کے عقیدہ کے خلاف ہے کہ کوئی شخص آسمان پر چڑھ جائے۔ خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معجزہ مانگا گیا کہ آپ آسمان پر چڑھ کر دکھا دیں تو قرآن نے اس کا یہی جواب دیا کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي۔ یعنی خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان اس سے پاک ہے کہ ایسے کھلے کھلے خوارق اس دارالابتلاء میں دکھاوے اور ایمان بالغیب کی حکمت کو تلف فرمائے۔

آپ علیہ السلام نے احادیث کی رُو سے بھی ثابت کیا کہ بخاری کی حدیث میں جہاں ابن مریم کے نازل ہونے کا ذکر ہے وہاں یہ بھی ذکر ہے کہ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ وہ تمہارا ہی امام ہوگا جو تم میں سے ہی ہوگا۔ پس یہ مت خیال کرو کہ سچ مچ مسیح ابن مریم ہی اتر آئے گا بلکہ یہ نام استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے ورنہ درحقیقت وہ تم میں سے، تمہاری ہی قوم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا جو ابن مریم کی سیرت پر پیدا ہوگا۔

حضور علیہ السلام نے تفصیل سے پیش گوئیوں میں استعارہ استعمال کئے جانے کی وجہ اور حکمت بتائی اور قرآنِ کریم کے لطیف اشارات اور استعارات کو بیان فرمایا ہے۔

آپؑ نے سورۃ شمس میں بیان کئے جانے والے استعارات کی تفسیر بھی فرمائی۔ آپؑ نے ملائکہ کے فرائض کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے تین کام بیان فرمائے۔

اوّل یہ کہ جب رِحم میں ایسے شخص کے وجود کے لئے نطفہ پڑتا ہے جس کی فطرت کو اللہ جلّشانہٗ اپنی رحمانیت کے تقاضا سے جس میں انسان کے عمل کو کچھ دخل نہیں ملہمانہ فطرت بنانا چاہتا ہے تو اس پر اسی نطفہ ہونے کی حالت میں جبریلی نور کا سایہ ڈال دیتا ہے تب ایسے شخص کی فطرت منجانب اللہ الہامی خاصیت پیدا کر لیتی ہے اور الہامی حواس اس کو مل جاتے ہیں۔ پھر دوسرا کام جبریل کا یہ ہے کہ جب بندہ کی محبت خدائے تعالیٰ کی محبت کے زیر سایہ آپڑتی ہے تو خدائے تعالیٰ کی مربّیانہ حرکت کی وجہ سے جبریلی نور میں بھی ایک حرکت پیدا ہو کر محب صادق کے دل پر وہ نور جا پڑتا ہے یعنی اس نور کا عکس محب صادق کے دل پر پڑ کر ایک عکسی تصویر جبریل کی اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جو ایک روشنی یا ہوا یا گرمی کا کام دیتی ہے اور بطور ملکۃ الہامیہ کے ملہم کے اندر رہتی ہے۔ ایک سرا اس کا جبریل کے نور میں غرق ہوتا ہے اور دوسرا ملہم کے دل کے اندر داخل ہو جاتا ہے جس کو دوسرے لفظوں میں روح القدس یا اس کی تصویر کہہ سکتے ہیں۔ تیسرا کام جبریل کا یہ ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کی طرف سے کسی کلام کا ظہور ہو تو ہوا کی طرح موج میں آ کر اس کلام کو دل کے کانوں تک پہنچا دیتا ہے یا روشنی کے پیرایہ میں افروختہ ہو کر اس کو نظر کے سامنے کر دیتا ہے یا حرارت محرکہ کے پیرایہ میں تیزی پیدا کر کے زبان کو الہامی الفاظ کی طرف چلاتا ہے۔

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT

100 JAHRE

1923 - 2023 DEUTSCHLAND

LIEBE FÜR ALLE - HASS FÜR KEINEN

مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی

تقریر بر موقع جلسہ جرمنی 2023ء

صد سالہ جوبلی جماعت احمدیہ جرمنی

الٰہی افضال سے بھرپور ماضی اور روشن مستقبل

اللہ تعالیٰ جب بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نبی بھیجتا ہے تو ان کی اور ان کو ماننے والوں کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ ان کے دشمن ناکام و نامراد رہتے ہیں۔ یہی وہ سنّت اللہ ہے جو ازل سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس سنّت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ۔ (سورۃ المؤمن:52)

نیز فرمایا:

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (المجادلۃ:22)

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کے طور پر بھیجا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ کی یہ جاری سنّت دہرائی گئی۔ خدائے قادر و مقتدر کی تائید و نصرت شروع سے ہی آپ اور آپ کی جماعت کے شامل حال رہی۔ ہر دیوار جو آپ کی کامیابی کی راہ میں کھڑی کی گئی خدا کے فضل سے منہدم ہوئی اور ہر مشکل جس میں آپ کو مبتلا کرنے کی کوشش کی گئی مشکل کشا خدا نے معجزانہ طور پر اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتے ہوئے اس کو دور کر دیا۔ آپ خدا تعالیٰ کی گود اور اس کی حفاظت کے سائے میں ترقیات پر ترقیات حاصل کرتے چلے گئے۔ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

اِبتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیر خوار
اِک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
مَیں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دِیا

اسلام کا تمام ادیان پر غالب آنا ایک الٰہی تقدیر ہے اور تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ غلبہ آخری زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہو گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُس وقت جبکہ

آپ گوشۂ گمنامی اور کمزوری کی حالت میں زندگی گزار رہے تھے الہاماً غلبہ، فتوحات اور ترقیات کی خبریں دیں۔ علام الغیوب خدا سے خبر پا کر آپ نے اعلان فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبّت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا...... ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا...... خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا''۔

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

عالم کشف میں وہ بادشاہ آپ کو دکھائے بھی گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔

یہ پیشگوئیاں تو عمومی غلبہ کا رنگ رکھتی ہیں کہ آپ کی جماعت اور آپ کی تبلیغ ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔ اُس زمانے میں یہ باتیں دور از قیاس نظر آتی تھیں۔ لیکن ہم سب اس بات کے گواہ ہیں کہ اُس گمنام بستی سے نکلنی والی آواز آج ساری دنیا میں گونج رہی ہے اور خدا کے وعدوں کو ہم بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ آپ اپنے تعارف کے حوالے سے اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

مَیں تھا غریب و بیکس و گُم نام و بے ہُنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کِدھر
لوگوں کی اِس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اِک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

اس روحانی انقلاب کی جھلک دکھاتے ہوئے آپ نے بعض قوموں کا نام لے کر بھی ذکر فرمایا ہے کہ خدا ان میں آپ کے سلسلہ کو پھیلا دے گا اور بالآخر وہ اسلام کی سچائی کی قائل ہو کر آپ کی جماعت میں شامل ہو جائیں گی۔ زار روس کا عصا آپ نے اپنے ہاتھوں میں دیکھا۔ اسی طرح روس میں اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنی جماعت ریت کے ذروں کی طرح دکھائی۔ اسی طرح آپ نے اہلِ مکہ کے فوج در فوج خدائے قادر کے گروہ میں شامل ہونے اور صلحاء عرب اور شام کے ابدال کے آپ کو قبول کرنے اور آپ پر درود بھیجنے کا ذکر فرمایا ہے۔ یورپ اور مغربی اقوام کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ انہیں اسلام سے حصہ ملے گا اور اُن کے دل آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے۔

آپ علیہ السلام نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ آپ لندن شہر میں ہیں اور انگریزی زبان میں نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت بیان فرما رہے ہیں۔ پھر اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ آپ نے بہت سے سفید پرندوں کو پکڑا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ اگرچہ آپ خود تو نہیں مگر آپ کی تحریریں مغربی اقوام میں پھیلیں گی اور بہت سے سفید لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کی توفیق ملے گی۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''یورپ اور امریکہ کے لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کی تیاری کر رہے ہیں اور اس سلسلہ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں''۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد صفحہ 107)

آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎

آ رہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش اَلْوَداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

یہ غلبہ اور فتوحات بندوق یا تلوار کے زور سے نہیں بلکہ یہ دلائل اور دعا کے ہتھیار سے ہوں گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الفتح:29) یعنی اس نے ہدایت اور دین حق دیکر آنحضرت ﷺ کو دنیا میں اِس مقصد کے لئے بھیجا ہے تا کہ اسلام کو سارے دینوں پر غالب کرے نہ کہ سارے ملکوں پر۔ ہمارا مشن ملکوں کو نہیں بلکہ دلوں کو جیتنا ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کا تذکرہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے زیورخ میں ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا تھا۔ جب صحافی نے سوال کیا کہ آپ یورپ میں اپنا مشن کیسے سر انجام دیں گے۔

How do you conduct your mission in europe.

اس پر حضور نے بَرجستہ جواب دیا کہ

We try to win the hearts.

یعنی ''ہم دلوں کو جیتنے کی کوشش کریں گے''۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نَے دیار
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا مُلک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

یورپ صدیوں سے مادیت اور مسیحیت کا گڑھ ہے اِس کا مسلمان ہونا لا ریب اسلام کی ایک بہت بڑی فتح ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دلی تمنّا تھی کہ یورپ میں جلد سے جلد اسلام کی اشاعت ہو۔ اس حوالے سے آپ کے دل میں جو تڑپ تھی اُس کا اندازہ اس روایت سے بخوبی ہوتا ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جب میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کے کمرہ کا دروازہ زور سے کھٹکا اور سیّد آلِ محمدؓ صاحب امروہوی نے آواز دی کہ حضور میں ایک نہایت عظیم الشان فتح کی خبر لایا ہوں۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ جاکر ان کی بات سن

لیں کہ کیا خبر ہے۔ میں گیا اور سید آل محمد صاحب سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ فلاں جگہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کا فلاں مولوی سے مباحثہ ہوا تو مولوی صاحب نے اُسے بہت سخت شکست دی۔ اور بڑا رگیدا۔ اور وہ بہت ذلیل ہوا وغیرہ وغیرہ۔ اور مولوی صاحب نے مجھے حضرت صاحب کے پاس روانہ کیا ہے کہ جاکر اس عظیم الشان فتح کی خبر دوں۔ مفتی صاحب نے بیان کیا کہ میں نے واپس آکر حضرت صاحب کے سامنے آل محمد صاحب کے الفاظ دہرا دیئے۔ حضرت صاحب ہنسے اور فرمایا۔ (کہ ان کے اس طرح دروازہ کھٹکھٹانے اور فتح کا اعلان کرنے سے) ”میں سمجھا تھا کہ شاید یورپ مسلمان ہوگیا ہے“۔ مفتی صاحب کہتے تھے کہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کو یورپ میں اسلام قائم ہو جانے کا کتنا خیال تھا۔

(حوالہ سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 273)

یورپی اقوام میں سے جرمن قوم غیرمعمولی مقام رکھتی ہے اور اس کا کریکٹر بہت بلند ہے۔ آپ علیہ السلام نے جہاں دوسری اہم قوموں کو اسلام کی طرف دعوت دی وہاں جرمن قوم کی اہمیت اور عظمت کے پیشِ نظر اس عظیم قوم کو بھی اسلام کی حقیقی تعلیم سے متعارف کرانا ضروری سمجھا۔ آپ نے نہ صرف اس قوم کے پادریوں اور پیشواؤں کو خطوط اور اشتہارات ارسال فرمائے بلکہ آپ کی آواز کی بازگشت جرمنی کے ایوانوں میں بھی سنائی دی۔ اس لحاظ سے جرمنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن خوش قسمت ممالک کی فہرست میں شامل ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اسلام کا زندگی بخش پیغام پہنچایا۔

آپ علیہ السلام نے اپنے دعویٰ سے بھی بہت پہلے 1885ء میں جرمن شہزادہ بسمارک کو ایک خط کے ذریعہ اسلام کی دعوت دی۔ جرمنی میں آپ علیہ السلام کی تبلیغ کا اس قدر چرچا تھا کہ صوبہ بائرن کے ایک قصبہ Passing کی ایک خاتون مسز کارولامن نے 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک مخلصانہ خط لکھا اور پوچھا کہ وہ دنیا کے اس حصہ میں آپ کی کیا خدمت کرسکتی ہیں۔ اسی طرح اس نے آپ علیہ السلام کو اپنا فوٹو بھجوانے کی درخواست کی اور لکھا کہ پیارے مرزا صاحب میں آپ کی مخلص دوست ہوں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں جرمن زبان سیکھنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

خلافت اولیٰ میں برطانیہ میں تو جماعت کا مشن قائم ہوچکا تھا۔ لیکن جرمنی ابھی اس سعادت سے محروم تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جرمنی میں بھی مشن کھولنے کا فیصلہ فرمایا۔ 1922 میں مولوی مبارک علی صاحب بنگالی لنڈن سے جرمنی بھجوائے گئے اور انھوں نے اپنی مساعی کا آغاز برلن سے کیا۔ اس کے بعد جلد ہی ملک غلام فرید صاحب ایم اے کو بھی جرمنی بھجوادیا گیا ان دونوں کے ذریعہ دسمبر 1923 میں جرمنی میں مشن قائم ہوا۔ یہ یورپ میں قائم ہونے والا جماعت احمدیہ کا دوسرا مشن تھا۔ برلن میں مسجد کی تعمیر کے لئے نہ صرف پلاٹ خریدا گیا بلکہ مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جرمنی کے سیاسی اور معاشی حالات یکایک بدل گئے۔ کساد بازاری عام ہوگئی اور قیمتوں میں کئی سو گنا اضافہ ہو گیا۔ ان حالات میں حضرت مصلح موعودؓ نے برلن میں مسجد تعمیر کرنے کا کام ملتوی کردیا اور مبلغین سلسلہ کو جرمنی سے واپس بلا لیا۔

2023ء کا سال جماعت احمدیہ جرمنی کے لیے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ ہمارا صد سالہ جوبلی کا سال ہے اور اسے ہم اظہارِ تشکر کے طور پر منا رہے ہیں۔ ہمارا یہ سو سالہ سفر خدا تعالیٰ کی غیرمعمولی تائید و نصرت اور اس کی حفاظت کے سائے میں گزرا۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے ہمیں بےشمار ترقیات سے نوازا ہے اور اس کے افضال اور عنایات کی موسلا دھار بارش ہم پر مسلسل ہوتی رہی۔ ان افضال کا شمار ہماری طاقت سے باہر ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡھَا (ابراھیم:35) کہ تم اگر خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ان کو شمار نہیں کرسکو گے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے
سائے کی طرح سایہ فگن ہم پہ خدا ہے

1939ء میں جرمنی نے پولینڈ پر قبضہ کرلیا اور دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی۔ جون 1940ء میں جرمنی نے فرانس پر قبضہ کرلیا۔ برٹش ایمپائر کا مرکز لندن بھی نازی بمبار طیاروں کی زَد میں آگیا۔ جرمن فوجیں بڑی تیزی کے ساتھ آگے سے آگے بڑھنے لگیں عین اس وقت جب کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ جرمنی کو شکست ہوسکتی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 13 اپریل 1941ء کو مجلس مشاورت کے ممبران سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جناب الٰہی کی طرف سے مجھے بتایا گیا ہے کہ اس جنگ میں خدا تعالیٰ کا دخل ہے اور جس جنگ میں خدا تعالیٰ کا دخل ہو اس کا نتیجہ احمدیت کے لئے مضر نہیں ہوسکتا۔ مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اگر اس جنگ میں جرمنی کو شکست ہوئی تو اس کے بعد احمدیت کا بہترین مقام جرمنی ہوگا۔

چنانچہ جنگ عظیم دوئم میں جرمنی کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جنگ کے بعد اشاعت اسلام کے لئے جونہی حالات سازگار ہوئے تو فوری طور پر حضرت مصلح موعودؓ نے جرمنی میں تبلیغی مشن کا ازسرِ نَو احیاء کرنے کی غرض سے تین مبلغین مکرم چودھری عبداللطیف صاحب، مکرم شیخ ناصر احمد صاحب اور مکرم غلام احمد بشیر صاحب کو بھجوایا۔ جرمن حکومت نے ان مبلغین کو جرمنی میں داخل ہونے سے روک دیا۔ گو محترم شیخ ناصر احمد صاحب وقفہ وقفہ سے ہفتہ، دو ہفتہ کے لیے جرمنی کا دَورہ کرتے رہے۔ تاہم مستقل ویزا طویل انتظار کے بعد چودھری عبداللطیف صاحب کو ملا اور آپ 20 جنوری 1949ء کو مستقلاً جرمنی تشریف لے آئے اور 25 سال کے لمبے وقفہ کے بعد آپ کے ذریعہ جرمنی میں اسلامی مشن کا احیاء عمل میں آیا اور اس طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی، الحمدللہ علیٰ ذٰلک

چودھری صاحب نے ہمبرگ سے اپنے کام کا آغاز کیا اور وہاں 8 افراد پر مشتمل جرمنی کی پہلی جماعت قائم ہوئی۔ آپ کو چرچ کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ چرچ مخالفت کیوں نہ کرتا۔ صدیوں تک تو انھوں نے اپنے جھوٹے عقائد کے خلاف نہ کوئی زبان ہلتی دیکھی اور نہ کوئی قلم چلتی دیکھی تھی۔ آج مبلغین اسلام نے ان کے ایمانوں کی جڑوں پر تبر رکھ دیا تھا اور مسیح محمدی کے سپاہی زبان اور قلم سے ان کے عقیدوں کا بطلان کرنے لگے تھے۔ وہ کب برداشت کر سکتے تھے کہ مسیح موسوی کی خدائی کا بت جو انہوں نے اپنے دلوں میں بسایا ہوا تھا کوئی اس کو توڑے۔

شروع شروع میں جرمن لوگ سمجھتے تھے کہ احمدیوں کی یہ تبلیغی سرگرمیاں چند روز کا کھیل ہیں۔ وہ ہمارے مبلغین کی حوصلہ شکنی کرتے اور ان کی باتیں ہنسی میں اُڑا دیتے اور سمجھتے تھے کہ ان کے اس رویہ سے جلد وہ جرمن قوم سے مایوس ہو کر اپنے ملک واپس چلے جائیں گے اور احمدیت کا یہ ننھا پودا جلد سوکھ جائے گا۔ ایک کیتھولک اخبار نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ مغرب میں زیادہ کامیابی کی امید نہ رکھیں بہتر یہی ہے کہ اپنا بوریا بستر ابھی سے باندھ لیں اور واپسی کی ٹھان لیں۔

انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ مسیح محمدی کے سپاہی ہیں جن کی سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کئے گئے فتوحات کے وعدوں پر کامل ایمان اور پختہ یقین رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سفید پرندے ایک دن مسیح محمدی کے پیغام کو ضرور قبول کریں گے اور احمدیت کا یہ پودا جو خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے ایک دن شجر سایہ دار کی صورت اختیار کر جائے گا۔ پس دعوت اسلام کا یہ کام جاری رہا۔ احمدی مبلغ کی محنت رنگ لائی اور نیورن برگ میں تین جرمن احباب کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اس طرح وہاں جرمنی کی دوسری جماعت قائم ہوئی۔

چودھری عبداللطیف صاحب مسلسل 10 سال تک تن تنہا جرمنی میں دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

اس دوران 1955 میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جرمنی کا دورہ کیا۔ 1957ء میں ہمبرگ مسجد فضل عمر اور پھر 1959ء میں فرانکفرٹ میں مسجد نور کی تعمیر عمل میں آئی۔ یہ دونوں مساجد اپنے اپنے شہر کی اوّلین مساجد کے طور پر رجسٹرڈ ہیں۔ متعدد کتب کے جرمن تراجم شائع ہوئے۔ جرمن ترجمہ قرآن کریم پہلی بار 1954ء شائع ہوا اور بہت جلد ختم ہو جانے پر اس کا دوسرا ایڈیشن 1959ء میں طبع ہوا۔ آپ نے جرمنی کے صدر، چانسلر اور دیگر کئی اہم سیاسی اور سماجی اور علمی شخصیات تک رسائی حاصل کی۔ مسجد فضل عمر افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جو پیغام بھیجا اس میں آپ نے فرمایا:

''خدا کرے جرمن قوم جلد اسلام قبول کرے اور اپنی اندرونی طاقتوں کے مطابق جس طرح وہ یورپ میں مادیت کی لیڈر ہے روحانی طور پر بھی لیڈر بن جائے... بلکہ (ہم) چاہتے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں مبلغ جرمنی سے پیدا ہوں اور کروڑوں جرمن باشندے اسلام کو قبول کریں تا اسلام کی اشاعت کے کام میں یورپ کی لیڈری جرمن قوم کے ہاتھ میں ہو''۔

(الفضل 24 جون 1957ء)

1934ء میں احرار کی طرف سے جو فتنہ پیدا کیا گیا اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے 10 جنوری 1936ء کو خطبہ جمعہ میں احمدیوں کو دنیا میں پھیل جانے کی تحریک فرمائی۔ فرمایا کہ یہ فتنہ تمہیں بیدار کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر تم سو گئے تو یاد رکھو کہ اگلی شورش پہلے سے سخت ہوگی۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں دنیا میں پھیلائے۔ اگر تم دنیا میں نہ پھیلے اور سو گئے تو وہ تمہیں گھسیٹ کر جگائے گا اور ہر دفعہ کا گھسیٹنا پہلے سے زیادہ سخت ہوگا۔ پس پھیل جاؤ دنیا میں۔ پھیل جاؤ مشرق میں پھیل جاؤ مغرب میں۔ پھیل جاؤ شمال میں۔ پھیل جاؤ جنوب میں۔ پھیل جاؤ یورپ میں۔ پھیل جاؤ امریکہ میں۔ پھیل جاؤ افریقہ میں۔ پھیل جاؤ جزائر میں...... پھیل جاؤ دنیا کے کونے کونے میں۔ یہاں تک کہ کوئی گوشہ دنیا کا اور کوئی ملک دنیا کا اور کوئی علاقہ دنیا کا ایسا نہ ہو جہاں تم نہ ہو۔ مزید فرمایا کہ ہماری جماعت کے لوگ اگر دنیا میں پھیل جائیں گے تو وہ خود بھی ترقیات حاصل کریں گے اور اُن کی ترقیات سلسلہ پر بھی اثر انداز ہوں گی۔ جو قومیں دنیا میں نکلیں خدا نے اُن کو عزت دی حالانکہ ان کے ساتھ نصرت کا وعدہ نہیں تھا۔ تمہارے ساتھ تو وعدہ ہے خدا کا کہ تمہیں دنیا میں غلبہ دیا جائے گا۔ پس اگر تم اس غرض کے لئے باہر نکلتے ہو تم وہ کام کرتے ہو جس کے متعلق آسمان پر فرشتے تیاریاں کر رہے ہیں جب تم دنیا کے ممالک میں نکل جاؤ گے تو خدا تعالیٰ کے فرشتے تم پر برکتیں نازل کریں گے۔ اور تم جو کام بھی کرو گے خواہ وہ بظاہر دنیا کا نظر آتا ہو۔ اس کے بدلہ میں تم ثواب پاؤ گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 1936ء)

جہانِ نَو کے حسین اور پائیدار نقشے ان شاءاللہ عنقریب یورپ میں ابھرنے والے ہیں اور ان کی تکمیل کی خاطر اللہ تعالیٰ نے پاکستانی احمدیوں کو 1953 پھر 1974 اور پھر 1984 میں یک بعد دیگرے جھٹکے دیئے اور ہر دفعہ کا جھٹکا پہلے سے زیادہ سخت تھا۔ 1974ء کے فسادات کے بعد احمدیوں نے مغربی ممالک کا رخ تو کیا مگر محدود تعداد میں۔ اس سے جرمنی میں جماعت کو کسی حد تک تقویت ملی۔ 1984 میں لگنے والا جھٹکا اتنا شدید تھا کہ خدا تعالیٰ نے گویا گھسیٹ کر احمدیوں کو بیدار کیا اور اس کی تقدیر نے انہیں ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ خلافت احمدیہ کو بھی پاکستان چھوڑ کر انگلستان منتقل ہونا پڑا۔ ہر احمدی چونکہ خلافت کا فدائی ہے اور خلیفہ وقت کے ساتھ انتہائی محبت کا تعلق رکھتا ہے۔ اس وجہ سے احمدیوں نے بھی بڑی تیزی کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک کی طرف نقل مکانی شروع کر دی۔ اس ہجرت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں مخلص احمدیوں کی تخم ریزی کی اور انہیں مشرق و مغرب میں پھیلا دیا تا کہ ان کے ذریعہ ہر ملک میں احمدیت کی ترقی اور فتوحات کی بنیاد رکھی جاسکے۔ ان مہاجرین میں سے ایک بھاری تعداد کی منزل جرمنی تھی اور جرمن حکومت نے بھی ان مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے کھلے دل کے ساتھ ان کو قبول کیا۔ اس ہجرت کے نتیجہ میں جرمنی کے طول و عرض میں بڑی تیزی کے ساتھ جماعتیں قائم ہوئیں اور ترقیات کا ایک نیا

دور شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے خلفاء سلسلہ پر یہ بات ظاہر فرمائی کہ یورپ میں سب سے پہلے جرمنی نے اسلام قبول کرنا ہے اور پھر سارے یورپ کی اس قوم نے قیادت کرنی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ اس حوالے سے خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جرمن قوم اس زندہ روح کے ساتھ ضرور جلد از جلد اسلام کو جو خود اس روح کو بلند کرنے کے لئے تعلیم دیتا ہے قبول کرے گی''۔

1949 میں رتن باغ لاہور میں حضرت مصلح موعودؓ نے جرمن قوم کی ڈپلومیسی میں مسلسل ناکامی کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس قوم میں اسلام پھیلانا چاہتا ہے اور چونکہ اس قوم میں اسلام پھیلنا ہے اس لئے جب بھی وہ کسی دنیاوی ترقی کے لئے کوشش کرتی ہے ناکام رہتی ہے...... جس طرح اٹلی کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ اس نے ابتداء میں عیسائیت کو قبول کیا اور اس کے بعد عیسائیت کو تمام یورپ میں پھیلایا اسی طرح اسلام کے لئے تو کوئی نہ کوئی ملک مقدر ہوگا جو اسلام کو قبول کرکے اسے آگے تمام یورپ میں پھیلائے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ملک جرمنی ہے۔ پچھلے سو سال کے عرصہ میں جب بھی انہوں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی ہمیشہ ناکام رہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ مذہب کو لیڈ کریں...... میں سمجھتا ہوں کہ جب اس قوم میں اسلام پھیلے گا وہ اسلام کے لئے ہر ممکن قربانی کرے گی''۔ (انوار العلوم جلد 21 صفحہ 69)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیا میں جرمن حکمران کو دیکھا جو آپ کو کہتا ہے کہ ''آئیں میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں۔ چنانچہ وہ آپ کو ایک کمرہ میں لے گیا جہاں مختلف اشیاء پڑی ہیں۔ کمرہ کے وسط میں ایک پان کی شکل کا پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے اس پتھر پر ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا ہے۔

حضورؒ نے فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگرچہ اوپر سے پتھر دل یعنی دین سے بیگانہ نظر آتی ہے مگر اس کے دلوں میں اسلام قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 10/اگست 1967ء صفحہ 4)

1973ء میں جرمنی کے دورے کے دوران فرانکفرٹ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ''مجھے یقین ہے کہ پچاس سے سو سال کے اندر اندر اِس آسمانی انقلاب کو دنیا عموماً اور جرمن قوم خصوصاً تسلیم کرلے گی''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 16/ستمبر 1973ء صفحہ اوّل کالم 3و4)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک موقعہ پر فرمایا:

''مجھے جرمنی کا مستقبل بہت روشن دکھائی دیتا ہے ان شاءاللہ عظیم جرمن قوم تمام یورپ کی تمام پہلوؤں سے قیادت کرے گی۔ گو کہ جرمن قوم عیسائیت قبول کرنے میں سب سے آخر میں تھی لیکن ان شاءاللہ اسلام قبول کرنے میں سب سے پہلے ہوگی''۔

پھر آپ نے فرمایا:

جرمن قوم بڑی مخلص اور فدائی قوم ہے۔ سچی ہے، صاف گو ہے ان میں چال بازیاں نہیں ہیں۔ اس لئے جرمن قوم کے دن پھریں گے اور پھر رہے ہیں۔ اب آگے جاکر بڑی تیزی سے جرمن قوم کی توجہ احمدیت کی طرف ہوگی، ان شاءاللہ۔

(مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ منعقدہ 12 فروری 2000 بحوالہ الفضل ربوہ 8 اکتوبر 2001ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ان شاءاللہ اس قوم میں احمدیت پھیلے گی اور جس طرح ہم دیکھ رہے ہیں کہ بہت سے جرمن احمدی اپنے ہم قوموں کے اس ظالمانہ رویے سے شرمندہ ہو رہے ہیں۔ آئندہ ان شاءاللہ لاکھوں کروڑوں جرمن احمدی ان لوگوں کے خدا اور انبیاء کے بارے میں غلط نظریہ رکھنے پر شرمندہ ہوں گے۔ جرمن ایک باعمل قوم ہے اور ان شاءاللہ اگر آج کے احمدی نے اپنے فرائض تبلیغ احسن طور پر انجام دیئے تو اس قوم کے لوگ ایک عظیم انقلاب پیدا کریں گے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 22 دسمبر 2006ء)

اپریل 2017ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فیملی ملاقات کے بعد مکرم عابد خان صاحب کو بلایا اور جو گفتگو ان کے ساتھ کی اس میں سے ایک حصہ یہ بھی تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''فکر کی ضرورت نہیں ان دنوں جماعت جرمنی اشاعت اسلام کے لئے بنیاد رکھ رہی ہے۔ پچھلے چند سالوں میں میڈیا میں جماعت کے متعلق خبروں میں غیرمعمولی اضافہ ہوا ہے اور اسی طرح لوگوں کی دلچسپی بھی بڑھی ہے۔ پہلی دفعہ اتنی بڑی سطح پر جماعت کا تعارف ہوا ہے''۔

حضور نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا:

میری والدہ محترمہ نے بھی خواب میں دیکھا کہ انہیں جرمنی کی کنجیاں دی گئیں۔ پس ایک دن جرمنی میں اسلام کا بریک تھرو ہوگا اور بہت سارے مقامی لوگ اسلام کی سچی تعلیم کو قبول کریں گے۔ تاہم اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے احمدی انتہائی محنت سے کام کریں اور ممکنہ حد تک اس کی بہترین مثال قائم کریں۔

(ڈائری مکرم عابد وحید خان صاحب، دورہ جرمنی 2017ء)

(باقی آئندہ، ان شاءاللہ)

جرمن کی سرزمین تو کر شکر صد ہزار
ملتا خلافتوں کا تجھے بار بار پیار
آیا ہے ہم میں پھر سے ہمارا یہ شہریار
لگ جائے اس کو عمر ہماری یہ کردگار
ہم ہیں خدائی فوج کے ادنیٰ سے شہسوار
لیکن خدا کا شیر ہمارا سپہ سالار
تجدید عہد کرتے ہیں راہ خدا میں ہم
قربان جان و مال کریں گے ہزار بار
عاشق ہیں تیرے گرد ہی کرتے ہیں ہم طواف
چلتا ہے سانس تجھ سے ہی اے خوشبوئے نگار
جرمن کی سرزمین تو کر شکر صد ہزار
ملتا خلافتوں کا تجھے بار بار پیار

(عبدالجلیل عبادؔ)

مسجد نور فرانکفرٹ سے وابستہ
چند حسین یادیں

(مکرم محمد شریف خالد صاحب)

خاکسار 11 اکتوبر 1963ء کو فرانکفرٹ، جرمنی آیا۔ مسجد نور 1959ء میں تعمیر ہو چکی تھی۔ اُس وقت یہاں مکرم مولانا مسعود احمد صاحب جہلمی مبلغ سلسلہ تھے۔ اُن کی خواہش اور مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ انچارج کی اجازت سے میری رہائش کا انتظام عارضی طور پر مسجد نور فرانکفرٹ میں ہی ہوگیا۔ پاکستان سے آ کر مسجد نور کو انتہائی صاف ستھرا دیکھ کر اور گملوں، کیاریوں میں بہار دیتے پھولوں سے دل باغ باغ ہوگیا۔ چھوٹی سی خوبصورت لائبریری دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اس میں سب ضروری کتب موجود تھیں۔ مسجد میں کوئی خاتون نہ ہونے کے باوجود کچن اور اُس کا رکھ رکھاؤ اس بات کی غمّازی کر رہا تھا کہ اس گھر کا کوئی ''مکین'' ہے۔ مسجد کے ساتھ ہال میں ایک چھوٹی سی گول میز پر زائرین کے تاثرات کے لئے رکھی ایک کتاب ہر وقت موجود ہوتی۔ پہلی بار آنے والا ہر مہمان اس پر اپنے ایڈریس کے ساتھ تاثرات بھی لکھتا۔ اگر کوئی مہمان مسجد دیکھنے کے لئے آتا تو بھرپور کوشش کی جاتی کہ وہ کچھ دیر بیٹھے تاکہ اُسے اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے۔ حتی الامکان اُس کی سادہ چائے وغیرہ سے تواضع کی جاتی۔ شہر کا میئر Dr.Fay تو مکرم مسعود صاحب کا ذاتی دوست تھا۔ وہ جب بھی مسجد کی طرف سے گزرتا مسعود صاحب سے ملنے کے لئے مسجد میں آتا اور خود چائے پینے کی خواہش کا اظہار کرتا۔

مسجد کا ہمسایہ مسٹر Hael مسجد کی دیکھ بھال کے کاموں میں مددگار ہوتا مثلاً ہیٹنگ وغیرہ مرمت کرنا یا چلانا۔ اُس وقت مسجد کی ہیٹنگ کا پتھر کے کوئلوں سے انتظام کیا جاتا تھا۔ پانی 100 میٹر دور ہمسائے سے بذریعہ پائپ لیا جاتا کیونکہ شہر کی طرف سے پانی کا انتظام نہ تھا۔ اسی طرح فالتو پانی کے نکاس کے لئے مسجد کے باہر زمین دوز ٹینک موجود تھا ضرورت کے وقت شہر کی انتظامیہ کا ٹرک آتا اور گندہ استعمال شدہ پانی نکال کر لے جاتا۔

خط و کتابت کے لئے مکرم مسعود صاحب نے ایک پرانی سائیکلوسٹائل مشین رکھی ہوئی تھی۔ جس پر سیاہی لگا کر اور ہاتھ سے چلا کر اُس پر عام طور پر دعوت نامے

پرنٹ کئے جاتے۔مشین پرانی ہونے کی وجہ سے اور کچھ ناتجربہ کاری کی وجہ سے ہاتھ کالے ہوجاتے اور بسااوقات کپڑے بھی۔ کچھ عرصہ کے بعد پاکستانی قونصلیٹ کی سیکرٹری کے تعاون سے یہ دعوت نامے بھیجنے کا کام ہونے لگا۔مکرم مسعود صاحب کو اس طرح تعاون حاصل کرنے کا فن خوب آتا تھا۔ پاکستانی سفارت خانہ بون کا تقریباً اکثر عملہ بھی عیدین کی نمازیں مسجد نور آکر ادا کرتا بلکہ بعض تو مسجد میں کئی روز قیام کرتے۔ پی آئی اے کا مقامی سٹاف بھی مسجد نور میں ہی عیدین کی نمازیں ادا کرتا بلکہ ایک بار تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی مسجد نور آمد پر پاکستانی سفیر جناب سجاد حیدر بون سے ملنے کے لئے آئے۔

مَیں آج بھی خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے مسجد نور میں قیام کرنے کا موقع نصیب ہوا اور مبلغین کے ساتھ رہ کر جرمنی میں رہنے کے آداب سے شناسائی ہوئی۔جس سے مجھے یہاں زندگی گذارنے میں آسانی پیدا ہوئی اور دن رات کے دینی ماحول نے میری تربیت میں بہت بڑا کردار ادا کیا جو تمام زندگی میرے کام آیا۔ مکرم مسعود صاحب جنہیں مَیں طالب علمی کے زمانہ سے جانتا تھا کہ وہ انتہائی صاف ستھری طبیعت اور انتہائی نفیس لباس کے عادی تھے مگر جرمنی میں اُنہیں صبح وشام گھریلو زندگی میں جتنا سادہ دیکھا وہ حیران کن تھا۔سادہ خوراک، اپنی گھریلو ضروریات پر اتنا کم خرچ۔ پھر بغیر جستجو کئے مجھے اُن کی سادگی کا راز معلوم ہوگیا۔اس کے ساتھ ہی یقین آگیا کہ کس طرح ہمارے ابتدائی مبلغین نے سادہ زندگی گذار کر دینی ضروریات کو اوّلیت دی۔

مقامی طور پر اُس وقت چندہ وصول کرنے کا باقاعدہ نظام موجود نہ تھا۔مشن کی ضروریات کے لئے لندن مشن معمولی رقم بھیجتا تھا۔ اُس میں کس طرح تمام کام پایہ تکمیل کو پہنچتے تھے یہ اس وقت کے مبلغین ہی بتا سکتے ہیں۔ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیحؒ جرمنی تشریف لائے تو میرے سامنے دفتر میں پہلے روز ہی مکرم مرزا انس احمد صاحب نے مبلغ سلسلہ سے پوچھا کہ اخراجات کے لئے پیسے ہیں۔ اُنہوں نے میز کی دراز سے بنک کی کتاب نکال کر دکھائی۔تو مکرم مرزا انس احمد صاحب خاموش ہوگئے۔ مبلغین کی اس سادگی اور سلیقہ نے ہمارے اُس قومی شعور کو زندہ رکھا جو ایک زندہ رہنے والی قوم کا حسن ہوتا ہے۔ صبح و شام تمام مبلغین کو تحریکِ جدید کے اصولوں پر عمل پیرا دیکھا۔سردیوں میں مسجد کو صرف اتوار کے روز گرم کیا جاتا تھا کیونکہ اُس روز اُمید ہوتی تھی کہ کوئی مہمان مسجد دیکھنے آسکتا ہے۔

تبلیغ کا کام باقاعدگی سے کیا جارہا تھا۔ ہر ماہ باقاعدہ مقررہ تاریخ پر ایک تبلیغی میٹنگ کا اہتمام ہوتا جس میں مختلف مقرر لیکچر اور سوالات کے جوابات دیتے۔ ان میں نمایاں نام حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب یا چودھری عبداللطیف مشنری انچارج یا مکرم شیخ ناصر احمد سوئٹزرلینڈ یا چودھری مشتاق احمد باجوہ صاحب کے ہیں۔ بعد میں ڈاکٹر کیوسی صاحب بھی یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔اس میٹنگ کے موقع پر مسجد کا ہال جس میں 35 کرسیاں ہوتی تھیں، مہمانوں سے بھر جاتا۔ انہی تبلیغی نشستوں کی برکت سے ڈاکٹر محمد عبدالہادی کیوسی صاحب جیسے صاحبِ علم دوست، محمود شلز جیسا محنتی اور تبلیغ کا شوق رکھنے والا نوجوان اور برادرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب جیسی علمی وادبی شخصیات نے اسلام قبول کیا۔

ایک بار اغلباً 1970ء میں مسعود صاحب نے Dr.Fay سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ چونکہ یہاں فرانکفرٹ جرمنی میں احمدی ابھی نہیں ہیں اس لئے ہم مالی مشکل میں بھی رہتے ہیں۔ اگر پاکستان سے 25 احمدی نوجوان یہاں کسی فرم میں کام کے لئے آجائیں تو پھر مالی لحاظ سے خود کفیل ہوجائیں گے۔ یاد رہے کہ پاکستان کے ساتھ اس طرح جرمن حکومت کا کوئی معاہدہ نہ تھا کہ وہاں سے اس طرح لوگ آسکیں۔ مگر Dr. Fay نے کہا کہ مجھے کچھ وقت دیں میں اس کے لئے دیکھتا ہوں کہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ اس کے تعلقات Dr.Helmut Kohl جو اُس وقت صوبائی وزیر اعلیٰ تھے، کے ساتھ بات کی تو اُنہوں نے بھی وعدہ کیا کہ میں اس کے متعلق متعلقہ شعبہ کو ہدایت کرتا ہوں چنانچہ کچھ دنوں کے بعد اُس کے وزیر کا مسعود صاحب کو فون آیا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔اس پر مسعود صاحب نے تفصیل بتائی تو اس نے بھی وعدہ کیا کہ مجھے کچھ وقت دیں میں آپ کو بہت جلد بتاؤں گا۔

اُس نے من ہائیم کے قریب Roxheim کی ایک فرم Lansig میں یہ انتظام کرکے اطلاع دی کہ آپ 25 نوجوان منگوالیں۔صرف یہ خیال رہے کہ وہ کسی حد تک مکینک کا کام جانتے ہوں۔چنانچہ مسعود صاحب نے حضور کی خدمت میں لکھا تو ربوہ سے 25 نوجوان متعلقہ شعبہ سے انٹرویو کے بعد جرمنی آگئے اور ہماری سب سے پہلی جرمنی میں باقاعدہ Roxheim جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ آہستہ آہستہ کچھ عرصہ کے بعد وہ نوجوان مختلف علاقوں میں منتقل ہوگئے لیکن اس روز کے بعد جماعت کی مالی حالت بہتر ہوتی چلی گئی۔ اُن میں سے ایک نوجوان جو حال ہی میں وفات پاگئے ہیں مکرم محمد ہادی چودھری صاحب تھے۔ ایک دوست مکرم ممتاز بٹ صاحب اب بھی فرانکفرٹ اور ایک دوست مکرم فلاح الدّین صاحب انگلستان میں تاحال موجود ہیں۔ایک اور بات جس نے میری روح کو بھی متاثر کیا۔عیدین کے موقع پر عید پڑھنے کے لئے اس قدر ترک مسلمان آتے کہ ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ جاتی۔اور مسجد چھوٹی ہونے کی وجہ سے کئی بار نماز پڑھائی جاتی۔ امامت کے فرائض مبلغ سلسلہ ادا کرتے۔ میری ڈیوٹی ہوتی کہ صفوں کی درستی اور نماز کے بعد بڑے پیمانے پر حلوہ سے تمام احباب کی ضیافت کا انتظام کیا کروں۔حلوہ پکانے میں میری اہلیہ مدد کرتیں۔ پھر جب ترکوں نے اپنی مساجد بنانا شروع کردیں تو مسجد نور میں اُن کا آنا کم ہوگیا۔مگر ابتدائی طور پر جرمنی میں مسلمانوں اور خاص طور پر ترک مسلمانوں نے لمبا عرصہ مسجد نور سے استفادہ کیا۔فرانکفرٹ کے ابتدائی ترک مسلمان مسجد نور کے اس کردار کی ہمیشہ تعریف کرتے ہیں۔

بقیہ: باقی صفحہ 31 پر

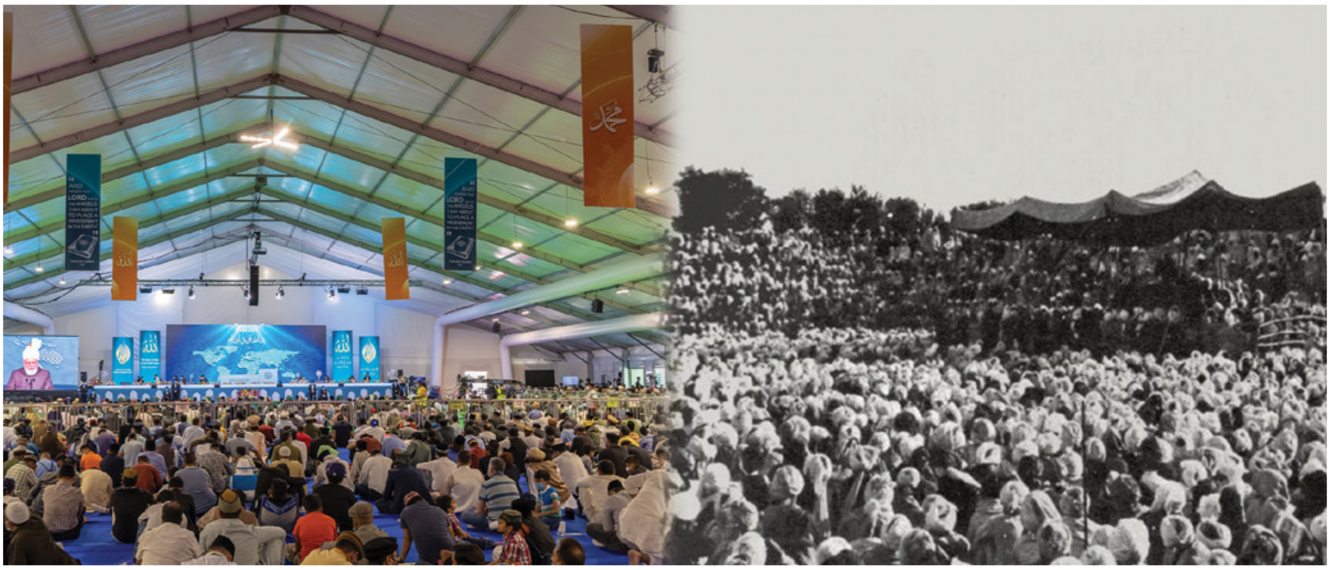

جلسہ سالانہ کا آغاز اور مختصر تاریخ

مکرم صادق محمد طاہر صاحب

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دینِ کامل کے اتباع میں راہ پانے والی کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہی ایک غلامِ کامل اور عاشقِ صادق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کو ایک گمنام بستی میں اپنے وعدہ کے موافق مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر بھیجا اور آپ کو جہاں یہ بشارت دی کہ ''میں تیرے دلی محبّوں کا گروہ بڑھاؤں گا'' وہاں یہ نوید بھی دی کہ ''یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْهِ مِنَ السَّمَآءِ'' یعنی تیری نصرت و تائید ایسے لوگ کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

چنانچہ خداتعالیٰ کی یہ تقدیر غالب آتی گئی اور سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد نیک اور تقویٰ شعار روحانی طیور کی ایک کثیر تعداد جمع ہونے لگی۔ اب اس کثرت پر طبعی طور پر نیکی اور تقویٰ کے اس معیار کو نہ صرف برقرار رکھنے کے لیے بلکہ اس میں مزید ترقی کی خاطر ''فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ'' کے قرآنی نسخہ کے مطابق آپ نے سال میں ایک بار کم از کم جمع ہو کر الٰہی معارف کے سننے سنانے کا ارشاد فرمایا اور اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ ''یہ وہ اَمر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے''۔

یہ اجتماع جلسہ سالانہ کے نام سے 1891ء سے شروع ہو کر آج تک جاری ہے اور آج دنیا کے ستر سے زائد ممالک تک پھیل چکا ہے۔ گو اس میں بعض مشکلات بھی پیش آئیں تاہم اللہ کے فضل سے اعلائے کلمہ اسلام کی یہ مہم جاری و ساری ہے۔ اس کے اغراض و مقاص بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''آج کے دن کے بعد جو 30 دسمبر 1891ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27 دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لیے اس تاریخ پر آ جانا چاہیے... دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لیے اور دعا میں شریک ہونے کے لیے اس تاریخ پر آ جانا چاہیے اور اِس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لیے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ اَرحَمُ الرّاحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور رُوشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تَوَدُّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا''۔ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 376-375)

ان ارشادات میں حضور علیہ السلام نے اس کی اہمیت، برکات اور فوائد بھی بیان فرما دیئے ہیں۔ اللہ ہمیں ان کا حقیقی وارث بنائے آمین۔

اس للّٰہی جلسہ کے انعقاد کے لیے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اشتہار شائع فرمایا تو ملک بھر

میں مولویوں کی طرف سے فتویٰ کفر نے مخالفانہ فضا قائم کر دی۔ اسی طرح مسجد چینیانوالی لاہور کے امام مولوی رحیم بخش نے زور و شور سے فتویٰ دیا کہ ایسے جلسے میں جانا بدعت ہے بلکہ معصیت ہے اور جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردود ہے۔

دوسرے اقتصادی اعتبار سے بھی اس کا جاری رہنا بظاہر ناممکن تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تائید غیبی سے اس مبارک تقریب کے جاری رہنے کے سامان بھی پیدا کر دیئے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی کا بیان ہے:

''ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا۔ مہمان خانہ کے ناظم میر صاحب نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ رات مہمانوں کے لیے کوئی سالن نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے، فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لیے سامان بہم پہنچا دیا۔ دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لیے پھر کچھ نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔ اب ہمیں ضرورت نہیں، جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا۔

اگلے دن آٹھ یا نو بجے جب چٹھی رساں آیا تو حضورؑ نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔ چٹھی رساں کے ہاتھ دس یا پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے جو مختلف جگہوں سے آئے تھے۔ سو سو پچاس پچاس روپے کے۔ اور ان پر لکھا تھا ہم حاضری سے معذور ہیں۔ مہمانوں کے صرف کے لیے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔ آپ نے وصول پا کر توکل پر تقریر فرمائی۔ فرمایا جیسا کہ ایک دنیا دار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا نکال لوں گا۔ اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 445-444)

چنانچہ اللہ کے فضل و کرم اور اس کی تائیدات کے یہ نظارے ایک سو بتیس سال سے مسلسل آج تک ہمیں نظر آتے ہیں۔ 1891ء کے پہلے جلسہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے 27 دسمبر کو مسجد اقصیٰ میں احباب جمع ہوئے۔ بعد نماز ظہر اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے قبل مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے حضرت اقدس کی تازہ تصنیف ''آسمانی فیصلہ'' پڑھ کر سنائی۔ پھر یہ تجویز رکھی گئی کہ مجوزہ انجمن کے ممبر کون کون صاحبان ہوں اور کسی طرح کارروائی کا آغاز ہو۔ حاضرین نے بالاتفاق قرار دیا کہ سردست یہ رسالہ شائع کر دیا جائے اور مخالفین کا عندیہ معلوم کرکے بتراضی فریقین انجمن کے مقرر کئے جائیں۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوا اور حاضر احباب نے امام آخرالزمان سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کی سعادت و شرف حاصل کیا۔ اس جلسہ میں 75 احباب شامل ہوئے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 440)

1892ء میں جماعت احمدیہ کا دوسرا جلسہ سالانہ 27 اور 28 دسمبر کو منعقد ہوا۔ جس میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاوّل) نے وفات مسیح سے متعلق ایک پُرمعارف تقریر کی۔ ازاں بعد سیّد حامد شاہ صاحب نے ایک قصیدہ سنایا۔ اس کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام نے ''توضیح مرام'' کا وہ مقام نکالا جس پر مولویوں نے ملائکہ کی بحث پر نادانی سے اعتراض کیا تھا اور بڑی شرح و بسط سے ایک روح پرور تقریر فرمائی جس سے حاضرین کے دل پگھل گئے۔ دوسرے دن یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لیے ایک مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 443)

1893ء کا جلسہ حضور علیہ السلام کی ہدایت پر منعقد نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد 1946ء تک جلسہ ہائے سالانہ اس مقدس سرزمین قادیان میں منعقد ہوتے رہے۔ 1899ء سے رپورٹ اخبار الحکم اور البدر کے اجراء کے ساتھ باقاعدگی سے شائع ہوتی رہی۔

ملکی تقسیم کے بعد 1947ء کا جلسہ مسجد اقصیٰ قادیان میں ہی منعقد ہوا اور پھر 1948ء میں باب الانوار کے پرانے زنانہ جلسہ گاہ میں منتقل کر دیا گیا۔ ہجرت 1947ء تقسیم پاک و ہند کے بعد قادیان میں تسلسل سے جلسہ ہوتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ خلیفۃ المسیح کے پاکستان سے ہجرت کر آنے کی وجہ سے پاکستان میں بھی اس کا سلسلہ جاری ہو گیا اور ایک جلسہ لاہور میں ہوا اور پھر 1948ء کا جلسہ سیّدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح الثانی کی سربراہی میں دسمبر کی بجائے اپریل 1949ء میں ربوہ میں منعقد ہوا۔ پھر 1949ء تا 1983ء ہر سال دسمبر میں باقاعدگی کے ساتھ ربوہ میں منعقد ہوتا رہا۔ ربوہ میں ہونے والے آخری جلسہ سالانہ کی حاضری پونے تین لاکھ کے قریب تھی۔

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لندن ہجرت کے بعد 1985ء سے یہ جلسے انگلستان میں منعقد ہو رہے ہیں۔ جن میں پہلے اسلام آباد اور پھر اب حدیقۃ المہدی میں منعقد ہوتا ہے۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارات کو ہم ہر سال ایک نئی شان کے ساتھ پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور یہ جلسے نہ صرف ہندوستان، پاکستان اور انگلستان بلکہ دنیا بھر میں وسعت اختیار کر چکے ہیں۔ جن میں مرکزی جلسہ خلیفۂ وقت کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ بعض ممالک میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی مصروفیات کے باوجود بنفس نفیس تشریف لا کر ان جلسوں کو رونق بخشتے ہیں اور احباب کو خلافت کی برکات سے فیض یاب ہونے کا موقع میسّر آتا ہے۔ اب تو بفضلِ خدا سینکڑوں ممالک میں احباب اپنے گھروں میں براہِ راست سوشل میڈیا کے ذریعہ اس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

یہ شجرۂ طیّبہ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی گئی پیش خبریوں کے مطابق دنیا پر محیط ہو چکا ہے اور مختلف قومیں اس میں آ ملی ہیں اور 70 سے زائد ممالک میں اس کی شاخیں پھیل چکی ہیں۔ ان میں شامل ہونے والے غیر از جماعت کیا مسلم اور غیر مسلم اس روحانی اور بابرکت نظام میں شمولیت کی سعادت پاتے ہیں اور ہر سال لاکھوں افراد جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہو کر اس شجر سایہ دار کی آغوش میں پناہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی برکات سے کماحقّہٗ فیضیاب ہونے کی سعادت عطا فرمائے، آمین۔

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں صوتی ذریعہ ابلاغ کی ایجاد اور ترقی

ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ۔ جرمنی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا اہم ترین مقصد قرآنِ کریم میں تکمیل اشاعت ہدایت بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے زمانے میں ایسے وسائل بھی پیدا فرما دیئے جن کے ذریعہ اس ہدف کو حاصل کرنا ممکن ہوگیا۔ انہی جدید ذرائع اور ایجادات میں سے ایک ایجاد آواز اور تصویر کو محفوظ کرنے کے آلات بھی ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ قادیان کی دور افتادہ بستی میں بھی ان سامانوں کی ایک جھلک دکھانے کے لئے آواز کو محفوظ کرنے والا آلہ "فونوگراف" حضور علیہ السلام کے پاس پہنچنے کا انتظام ہوگیا۔ یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ حضرت نواب محمد علی صاحبؓ نے ایک فونوگراف خریدا۔ حضورؑ کو علم ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ آپؓ کے پاس بھی لایا جائے تا کہ آپؑ بھی سن سکیں۔ یہ ایک نیا ذریعہ تھا جس کے ساتھ آواز ریکارڈ کر کے دوسرے وقت اور دوسری جگہ پر سنائی جاسکتی ہے، اور یوں آپؑ کی آواز دور بیٹھے لوگوں تک پہنچ سکتی تھی اور وہ خود حضورؑ کی زبان مبارک سے آپؑ کا پیغام سن سکنے کے قابل ہوگئے۔ چنانچہ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کو تحریر کیا گیا کہ جب قادیان آئیں تو اپنا فونوگراف ساتھ لے آئیں۔

(اصحاب احمد، جلد 2)

31 اکتوبر 1901ء کو صبح کی سیر میں حضورؑ کے سامنے اس بارہ میں گفتگو ہوئی اور یہ تجویز پیش کی گئی کہ حضورؑ کی چار گھنٹے کی ایک تقریر فونوگراف پر ریکارڈ کی جائے جو عربی زبان میں ہو اور حضورؑ خود ارشاد فرمائیں۔ اس سے پہلے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ کے تعارفی کلمات ہوں جن میں ذکر ہو کہ انیسویں صدی کے سب سے عظیم انسان کی تقریر آپ کو سنائی جاتی ہے جس نے مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس کے ہاتھ پر ہزاروں نشان ظاہر ہوئے ہیں اور ہزاروں لوگوں نے اسے قبول کر لیا ہے۔ (الحکم، 10 نومبر 1901ء)

لیکن صرف عرب ممالک ہی آپؑ کے پیش نظر نہ تھے بلکہ آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ یورپین لوگوں کو واعظین کی مجلس میں شامل ہونا گویا موت کا سامنا ہوتا ہے، اس طریق پر وہ سن لیں گے۔ نیز فرمایا مبعوث من اللہ کی آواز میں برکت ہوتی ہے! (تذکرۃ المہدی صفحہ 177) یعنی دیگر لوگ جو مبعوث نہیں کئے گئے وہ دنیوی لحاظ سے کتنا بھی بڑا درجہ رکھتے ہوں وہ مبعوث یعنی نبی جیسی برکت نہیں رکھتے۔ جسے خدا خود منتخب کر کے دعوت الی اللہ کا فریضہ سونپتا ہے تو اس میں جذب کی قوت اور کشش بھی رکھ دیتا ہے۔ اس کی آواز میں، اس کی شکل میں، اس کے ہر قول وفعل اور مکان وسامان میں بھی خاص برکت رکھی جاتی ہے۔ اس برکت کا تعلق اس کے منصب سے ہے۔ چنانچہ متعدد روایات میں ذکر ملتا ہے کہ آنحضورؐ کی تلاوت سن کر یا حضرت مسیح موعودؑ کا خطاب سن کر، یا چہرہ دیکھ کر، یا تحریرات پڑھ کر لوگ ایمان لے آئے۔ یہ سب اسی قوت جذب اور برکت کا ہی نتیجہ تھا۔

حسب ارشاد نواب صاحبؓ فونوگراف قادیان لے آئے۔ 15 اکتوبر 1901ء کو نماز عصر کے بعد حضورؑ کو فونوگراف سنایا گیا۔ قادیان میں جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ فونوگراف آیا ہے، جو کہ اہالیان قادیان کے لئے ایک عجوبہ تھی، تو بعض لوگوں نے اسے دیکھنے کی خواہش کی۔ لالہ شرمپت رائے وغیرہ نے حضورؑ کو لکھا کہ ہم فونوگراف دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عصر ہی پر حضورؑ نے نواب صاحبؓ کو فرمایا کہ ہم اس کے لئے چند اشعار لکھ دیتے ہیں اور حضورؑ کی نظم عجب نوریست درجان محمدؐ بھی ریکارڈ کی جائے اور وہ ان کو سنائی جائے۔ اس طریق پر ان کو تبلیغ بھی ہو جائے گی۔ اس کے موافق 20 نومبر 1901ء کو ساڑھے چار بجے فونوگراف عام لوگوں کو سنایا گیا۔

اس موقع پر یہ باتیں سنائی گئیں: 1۔ نواب صاحبؓ کی آواز میں فارسی نظم۔ 2۔ مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی آواز میں حضرت مسیح موعودؑ کی نظم ''آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے''۔ 3۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی آواز میں حضرت مسیح موعودؑ کی نظم "عجب نوریست در جان محمدؐ"۔ 4۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی آواز میں قرآنِ کریم کی تلاوت۔ اس کے بعد عورتوں کو بھی فونوگراف سنایا گیا۔ (اصحاب احمد جلد 2) اس فونوگراف میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ایک درس تفسیر سورۃ العصر بھی ریکارڈ کیا گیا۔ حضورؑ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آلہ بھی خدا

نے ہمارے لئے اور ہمارے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ایجاد کروایا ہے۔(تذکرۃ المہدی صفحہ 177) اس طرح 1901ء سے جماعت میں جدید ایجادات کے ذریعہ تبلیغ کرنے کا آغاز ہوا۔

فونوگراف کی ایجاد

کوئی بھی آواز خصوصاً انسانی آواز ہوا میں لہروں کے ذریعہ دوسرے تک پہنچتی ہے۔ دوسرے انسان کے کان کے پردہ سے یہ لہریں ٹکراتی ہیں تو وہاں اسی ترتیب اور اسی طرح کا ارتعاش پیدا ہوتا ہے جیسا کہ منہ سے آواز نکلتے وقت پیدا ہوا تھا۔ یوں ہم کسی بھی انسان کی آواز کو سن سکتے ہیں۔

اس اصول کو سمجھ کر مشہور سائنسدان تھومس ایلوا ایڈیسن (Thomas Alva Edison) نے 1877ء میں فونوگراف ایجاد کیا۔ اس میں ریکارڈنگ کے وقت آواز کی صوتی لہروں سے پیداشدہ ارتعاش کو ایک سلنڈر پر سوئی کے ذریعہ نقش کر دیا جاتا ہے۔ بعد میں جب اس سلنڈر کو اسی رفتار سے دوبارہ گھمایا جائے تو ریکارڈنگ کے برعکس نظام کے ذریعہ اس سوئی میں اسی طرح کا ارتعاش پیدا ہوتا ہے جیسا ریکارڈنگ کے وقت تھا چنانچہ اس سے وہی آواز دوبارہ سنی جا سکتی ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں اس کام کے لئے مومی سلنڈر استعمال ہوتے تھے۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ خراب ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ان بزرگان کی فونوگراف پر ریکارڈ کی گئی آوازیں بھی وقت کے ساتھ ضائع ہوگئیں (سیرۃ المہدی روایت 832)۔ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز ریکارڈ نہیں کی گئی

تھومس ایڈیسن 1878ء اپنے ایجاد کردہ فونوگراف کے ساتھ

جس مومی سلنڈر پر آواز ریکارڈ کی جاتی تھی

تھی (تاریخ احمدیت جلد 2)۔ البتہ 1952ء میں ام المؤمنین حضرت اماں جانؓ کی آواز ریکارڈ کی گئی تھی (حیات بشیر صفحہ 121)۔ اس کے بارہ میں معلوم نہیں کہ محفوظ ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بعض تقاریر ریکارڈ کی گئیں جن میں بعض آج بھی محفوظ ہیں اور بڑے واضح طور پر سنی جا سکتی ہے۔

ایڈیسن سے ذرا پہلے 1877ء میں فرانس کے ایک سائنسدان چارلس کروس نے بھی ایسی ہی ایک مشین ایجاد کی، تاہم اس کے پاس اپنی ایجاد پیٹنٹ کروانے کے پیسے نہیں تھے نہ ہی اسے اس مشین کو فروخت کرنے میں دلچسپی تھی اس لئے اس کا کام مشہور نہ ہوا۔

گراموفون

ایڈیسن کے مدِ مقابل گراہم بیل کی تجربہ گاہ میں فونوگراف میں متعدد تبدیلیاں کر کے اسے بہتر بنایا گیا۔ ایمیل برلینر (Emile Berliner) نے سلنڈر کی بجائے چپٹی ڈسک پر ریکارڈنگ کی اور موم کی بجائے دیگر چیزیں استعمال کی گئیں۔ اس مشین کو ایڈیسن کے فونوگراف کی بجائے گراموفون کا نام دیا گیا۔ خلافتِ ثانیہ کے بعض جلسوں کی تقاریر ان پر محفوظ کی گئیں اور یوں حضرت مصلح موعودؓ کی آواز ہم تک پہنچی۔ ان میں حضورؓ کی مشہور زمانہ تقریر "سیر روحانی" بھی شامل ہے۔

لاؤڈ سپیکر

اگلے قدم پر آواز کو دور تک پہنچانے کا انتظام ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کے بارہ میں یہاں تک فرمایا ہے کہ یہ ایجاد ہوئی ہی جماعت کے لئے ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ایمیل برلینر گراموفون کے ساتھ
جس میں سلنڈر کی بجائے گول مگر چپٹی دھاتی ڈسک استعمال ہوتی تھی

"یہ خیال کہ بہت زیادہ لوگ آگئے تو پھر وہ تقریریں کس طرح سن سکیں گے۔ اس کے متعلق بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب لوگ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں سننے کے لیے آئیں گے تو خدا تعالیٰ ان کو سنانے کا انتظام بھی کر دے گا۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک آلہ لاؤڈ سپیکر بنوا دیا ہے چونکہ تبلیغ کی تکمیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے مخصوص تھی اور اس کے لیے جلسہ رکھا گیا اور جب یہ زمانہ آیا کہ کثیر مجمع کو سنانا مشکل ہوگیا تو خدا تعالیٰ نے لاؤڈ سپیکر نکال دیا۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی جماعت تبلیغی جماعت تھی تو ان کے وقت لاؤڈ سپیکر کیوں نہ بنائے گئے۔ اس آلہ کا اب ایجاد ہونا بھی بتاتا ہے کہ یہ کام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے وابستہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے وابستہ تھا"۔ (انوار العلوم جلد 12، صفحہ 573-574)

چنانچہ مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ 7 جنوری 1938ء کو لاؤڈ سپیکر لگا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس دن خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہوگا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے، ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی عملی دِقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سُرعت سے ترقی دے رہا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی"۔ (خطبہ جمعہ 7 جنوری 1938ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جلسہ سالانہ کے موقع پر لاؤڈ سپیکر کی ذریعہ احباب جماعت کی کثیر تعداد سے خطاب فرمارہے ہیں

کیسٹ

1960ء کی دہائی تک فونو گراف اور گراموفون ہی آواز محفوظ کرنے اور سنانے کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ ان کے بعد کیسٹ ریکارڈر کا نظام متعارف ہوا۔ اس میں سوئی سے مومی سلنڈر یا دھاتی ڈسک کی بجائے پلاسٹک کے ایک فیتے پر مقناطیسی طور پر آواز محفوظ کی جاتی تھی۔ اس کی ایجاد اور پھیلاؤ ہالینڈ کی فرم فلپس کا مرہونِ منت ہے جس نے 1963ء میں یہ تکنیک متعارف کروائی۔ اس کے لئے ریکارڈ کرنے والی مشین بھی بہت چھوٹی تھی۔ بعد میں جاپانی فرم 'Sony Corporation' نے "واک مین" کے نام سے ان کیسٹوں کو ریکارڈ کرنے اور خصوصاً سننے کے لئے دستی مشینیں بنائیں جو کہ بیٹریوں پر چلتی تھیں اور یوں سفر میں بھی ان کا استعمال ممکن ہو گیا۔

کیسٹ ٹیپ اور واک مین

خلافت ثالثہ میں جلسہ کی بعض تقاریر کیسٹوں پر محفوظ کی گئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لندن ہجرت کے بعد دنیا بھر کی جماعتوں سے عموماً اور پاکستان کی جماعتوں تک خصوصاً حضورؒ کے خطبات جمعہ پہنچانے کا یہی بڑا ذریعہ تھا۔ اس زمانہ میں ہر ہفتہ حضورؒ کا خطبہ مسجد فضل لندن سے ریکارڈ ہو کر ساری دنیا میں بھیجا جاتا تھا۔ اور ہر ملک کی جماعت آگے اس کی کاپیاں کر کے لوگوں کو پہنچا دیتی تھی۔ کیسٹوں کی ترسیل کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے "سمعی وبصری" کے نام سے ایک مستقل شعبہ قائم فرمایا جس کے سپرد کیسٹس کی تیاری اور ترسیل کا انتظام تھا۔ اکثر جگہ پر احباب اجتماعی طور پر خطبہ سنا کرتے تھے۔ کیسٹوں کو ریکارڈ کرنے اور ان کی کاپیاں کرنے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کے موقع پر ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر کے احمدیوں سے مخاطب ہیں

میں جو آسانی ہر جگہ مہیا تھی اسی کی بدولت یہ نظام کامیابی سے چلتا رہا۔

سی۔ڈی

ہالینڈ کی فلپس اور جاپان کی سونی کمپنیوں نے مل کر 1982ء میں آوازوں کو محفوظ کرنے کے لئے ڈیجیٹل تکنیک متعارف کروائی۔ گراموفون ہی کی طرح سی۔ڈی بھی ایک چپٹی ڈسک تھی جس پر عام طریق کی بجائے اب آوازیں کمپیوٹر کے نظام کے مطابق ریکارڈ کی جانے لگیں۔ اس کو لکھنے اور پڑھنے کے لئے لیزر استعمال کی جاتی تھیں۔ سی ڈی کی ابتدائی شکل کو بعد میں ترقی دے کر بہت بہتر کر لیا گیا۔

ٹی۔وی

حضرت مصلح موعودؓ نے لاؤڈ سپیکر کے پہلے استعمال کے وقت ہی ٹی وی کا بھی ذکر فرما دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا:

"اس ایجاد کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ جب ترقی کر جائے گی تو دنیا بھر میں آواز کے ساتھ نظارے اور تصویریں بھی ایک ہی ساتھ پہنچائی جا سکیں گی۔ مثلاً انگلستان میں کوئی شاہی جلوس نکلا یا ولایت میں تاج پوشی کی تقریب ہوئی تو نہ صرف ہندوستان کے لوگ وہاں کے لوگوں کی آوازیں سُن سکیں گے بلکہ ساتھ کے ساتھ نظارہ بھی دیکھتے جائیں گے اور انہیں یوں معلوم ہو گا کہ گویا وہ لنڈن میں موجود ہیں"۔ (خطبہ جمعہ 7 جنوری 1938)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے پر ساری دنیا میں بذریعہ سیٹلائٹ خطابات اور دیگر پروگرام دیکھنے کا سامان مہیا فرما دیا۔ پھر اس پر مزید ترقی ہوئی تو انٹرنیٹ کے ذریعہ اور پھر سمارٹ فون کے ذریعہ تو اب اتنی آسانی ہو گئی ہے کہ ہر شخص سفر وحضر میں اپنے موبائل پر لائیو خطبات دیکھنے اور سُننے کے قابل ہو گیا ہے۔ نہ بڑی بڑی سیٹلائٹ ڈشوں کی جنجھٹ، نہ رُخ صحیح کرنے کی ضرورت، نہ ہی کسی چیز کی نقول تیار کرنے کی محنت۔ موبائل آن کریں اور موبائل پر انٹرنیٹ چلا کر لائیو خطبہ سن لیں۔

قسط دوم

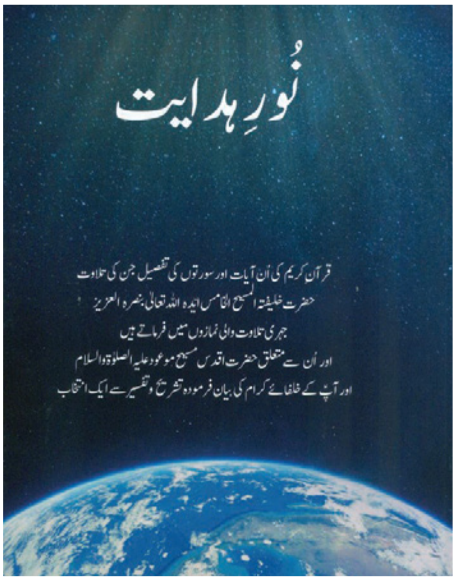

نُورِ ہدایت

(مرتبّہ: مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب۔ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

سلطان القلم حضرت امام آخرالزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ سورۃ الفاتحہ کی پُر معارف تفسیر

علاوہ ازیں اس سورت کی آیات کا سات کی تعداد میں منحصر ہونا مبدء و معاد کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ اس کی سات آیات دنیا کی عمر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ سات ہزار سال ہے اور ہر آیت ہزار سال کی کیفیت پر دلالت کرتی ہے اور یہ کہ آخری ہزار سال گمراہی میں بڑھ کر ہوگا اور یہ مقام اسی طرح اظہار کا مقتضی تھا جس طرح یہ سورۃ شروع دنیا سے لے کر آخرت تک کے ذکر کی کفیل ہے۔

(اعجاز المسیح۔روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 79-74)

سورۃ فاتحہ اور قرآنِ شریف میں ایک اور خاصہ بزرگ پایا جاتا ہے کہ جو اسی کلام پاک سے خاص ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو توجہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے اور ظلمانی پردوں کو اٹھاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے اور طالبِ حق کو حضرتِ احدیّت کی طرف کھینچ کر ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقرّبان حضرتِ احدیت میں ہونی چاہئے اور جن کو انسان کسی دوسرے حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہیں کرسکتا۔

(براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 402۔حاشیہ نمبر 11)

فاتحہ فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھولتی، سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے۔اس لئے سورہ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہئے اور اس دُعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔

(الحکم 24/دسمبر 1900ء صفحہ 2-1)

سورۃ فاتحہ تو ایک معجزہ ہے اس میں امر بھی ہے، نہی بھی ہے، پیشگوئیاں بھی ہیں۔قرآن شریف تو ایک بہت بڑا سمندر ہے۔کوئی بات اگر نکالنی ہو تو چاہئے کہ سورۃ فاتحہ میں بہت غور کرے کیونکہ یہ اُمُّ الۡکِتَاب ہے۔ اس کے بطن سے قرآن کریم کے مضامین نکلتے ہیں۔

(الحکم 10/فروری 1901ء صفحہ 12)

سورۂ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اشارہ کے طور پر کل عقائد کا ذکر ہے جیسے فرمایا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یعنی ساری خوبیاں اس خدا کے لئے سزاوار ہیں جو سارے جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ اَلرَّحۡمٰنُ وہ بغیر اعمال کے پیدا کرنے والا ہے اور بغیر کسی عمل کے عنایت کرنے والا ہے۔ اَلرَّحِیۡم اعمال کا پھل دینے والا مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ جزا سزا کے دن کا مالک۔ان چار صفتوں میں کل دنیا کے فرقوں کا بیان کیا گیا ہے۔

بعض لوگ اس بات سے منکر ہیں کہ خدا ہی تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جیو یعنی ارواح اور پرمانو یعنی ذرات خود بخود ہیں اور جیسے پرمیشر آپ ہی آپ چلا آتا ہے ویسے ہی وہ بھی آپ ہی آپ چلے آتے ہیں اور ارواح اور اُن کی کل طاقتیں، گُن اور خواص جن پر دفتروں کے دفتر لکھے گئے خود بخود ہیں اور باوجود اس کے کہ ان میں قوتِ اتّصال اور قوتِ انفصال خود بخود پائی جاتی ہے وہ آپس میں میل ملاپ کرنے کے لئے ایک پرمیشر کے محتاج ہیں۔غرض یہ وہ فرقہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہہ کر اشارہ کیا ہے۔

دوسرا فرقہ وہ ہے جس کی طرف اَلرَّحۡمٰن کے لفظ میں اشارہ ہے اور یہ فرقہ سناتن دھرم والوں کا ہے گو وہ مانتے ہیں کہ پرمیشر سے ہی سب کچھ نکلا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ خدا کا فضل کوئی چیز نہیں وہ کرموں کا ہی پھل دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مرد بنا ہے تو وہ بھی اپنے اعمال سے اور اگر کوئی عورت بنی ہے تو وہ بھی اپنے اعمال سے اور اگر ضروری اشیاء حیوانات نباتات وغیرہ بنے ہیں تو وہ بھی اپنے اپنے کرموں کی وجہ سے۔ الغرض یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رَحمٰن سے منکر ہیں۔ وہ خدا جس نے زمین، سورج، چاند ستارے وغیرہ پیدا کئے اور ہوا پیدا کی تا کہ ہم سانس لے سکیں اور ایک دوسرے کی آواز سن سکیں اور روشنی کے لیے سورج چاند وغیرہ اشیاء پیدا کیں اور اس وقت پیدا کیں جب کہ ابھی سانس لینے والوں کا

وجود اور نام ونشان بھی نہ تھا۔ تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے ہی اعمال کی وجہ سے پیدا کیا گیا ہے؟ کیا کوئی اپنے اعمال کا دَم مار سکتا ہے؟ کیا کوئی دعویٰ کرسکتا ہے کہ یہ سورج چاند ستارے ہوا وغیرہ میرے اپنے عملوں کا پھل ہے؟ غرض خدا کی صفت رحمانیت اس فرقہ کی تردید کرتی ہے جو خدا کو بلا مبادلہ یعنی بغیر ہماری کسی محنت اور کوشش کے بعض اشیاء کے عنایت کرنے والا نہیں مانتے۔

اس کے بعد خداتعالیٰ کی صفت اَلرَّحِیۡم کا بیان ہے یعنی محنتوں کوششوں اور اعمال پر ثمراتِ حسنہ مرتب کرنے والا۔ یہ صفت اس فرقہ کو رَدّ کرتی ہے جو اعمال کو بالکل لغو خیال کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ میاں نماز کیا توروزے کیا؟ اگر غَفُوۡرٌ الرَّحِیۡم نے اپنا فضل کیا تو بہشت میں جائیں گے۔ نہیں تو جہنم میں۔ اور کبھی کبھی یہ لوگ اس قسم کی باتیں بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ میاں عبادتاں کر کے ولی تو ہم نے کچھ تھوڑا ہی بننا ہے۔ کچھ کیتا کیتا، نہ کیتا نہ سہی۔ الغرض اَلرَّحِیۡم کہہ کر خدا ایسے ہی لوگوں کا رَدّ کرتا ہے اور بتایا ہے کہ جو محنت کرتا ہے اور خدا کے عشق اور محبت میں محو ہو جاتا ہے وہ دوسروں سے ممتاز اور خدا کا منظور نظر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی خود دستگیری کرتا ہے جیسے فرمایا۔ وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) یعنی جو لوگ ہماری خاطر مجاہدات کرتے ہیں آخر ہم ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں۔ جتنے اولیاء اور انبیاء اور بزرگ لوگ گزرے ہیں انہوں نے خدا کی راہ میں جب بڑے بڑے مجاہدات کئے تو آخر خدا نے اپنے دروازے ان پر کھول دیئے۔ لیکن وہ لوگ جو خداتعالیٰ کی اس صفت کو نہیں مانتے۔ عموماً ان کا یہی مقولہ ہوتا ہے کہ میاں ہماری کوششوں میں کیا پڑا ہے جو کچھ تقدیر میں پہلے روز سے لکھا ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔ ہماری محنتوں کی کوئی ضرورت نہیں جو ہونا ہے وہ آپ ہی ہو جائے گا۔ اور شاید چوروں اور ڈاکوؤں اور دیگر بدمعاشوں کا اندر ہی اندر یہی مذہب ہوتا ہو گا۔

(الحکم 2/ جنوری 1908ء صفحہ 6)

سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں اسی واسطے رکھی ہیں کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ پس ہر ایک آیت گویا ایک دروازہ سے بچاتی ہے۔

حق بات یہی ہے کہ سورت فاتحہ ہر علم اور معرفت پر محیط ہے وہ سچائی اور حکمت کے تمام نکات پر مشتمل ہے اور یہ ہر سائل کے سوال کا جواب دیتی اور ہر حملہ آور دشمن کو تباہ کرتی ہے۔ نیز ہر مسافر کو جو مہمان نوازی چاہتا ہے کھلاتی اور آنے اور جانے والوں کو پلاتی ہے۔ بے شک وہ ہر شبہ کو جو ناکامی کی حد تک پہنچانے والا ہو زائل کر دیتی ہے اور ہر غم کو جس نے بوڑھا کر دیا ہو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے اور ہر گمشدہ راہنما کو (راہِ راست پر) واپس لاتی ہے اور ہر خطرناک دشمن کو شرمندہ کرتی ہے۔ طالبانِ ہدایت کو بشارت دیتی ہے۔ گناہوں کے زہر اور دلوں کی کجی کے لیے اس جیسا کوئی اور معالج نہیں اور وہ حق اور یقین تک پہنچانے والی ہے۔

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 145)

ایک خاصہ روحانی سورہ فاتحہ میں یہ ہے کہ دلی حضور سے اپنی نماز میں اس کو ورد کرلینا اور اس کی تعلیم کو فی الحقیقت سچ سمجھ کر اپنے دل میں قائم کرلینا تنویر باطن میں نہایت دخل رکھتا ہے۔ یعنی اس سے انشراح خاطر ہوتا ہے اور بشریت کی ظلمت دور ہوتی ہے اور حضرت مبدء فیوض کے فیوض انسان پر وارد ہونے شروع ہوجاتے ہیں اور قبولیتِ الٰہی کے انوار اس پر احاطہ کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ترقی کرتا کرتا مخاطباتِ الٰہیہ سے سرفراز ہوجاتا ہے اور کشوفِ صادقہ اور الہاماتِ واضحہ سے تمتع تام حاصل کرتا ہے اور حضرت الوہیت کے مقربین میں دخل پالیتا ہے اور وہ عجائبات القاء غیبی اور کلام لاریبی اور استجابت ادعیہ اور کشفِ مغیبات اور تائید حضرت قاضی الحاجات اُس سے ظہور میں آتی ہیں کہ جس کی نظیر اس کے غیر میں نہیں پائی جاتی۔ (براہین احمدیہ چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد اوّل حاشیہ نمبر 11 صفحہ 629-626)

یہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورہ فاتحہ مظہر انوارِ الٰہی ہے۔ اس قدر عجائبات اس سورۃ کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہیں کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے۔ اس سورہ مبارکہ کی برکت سے اور اس کے تلاوت کے التزام سے کشفِ مغیبات اس درجہ تک پہنچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقوع منکشف ہوئیں اور ہر یک مشکل کے وقت اس کے پڑھنے کی حالت میں عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا اور قریب تین ہزار کے کشف صحیح اور رؤیا صادقہ یاد ہے کہ جو اب تک اس عاجز سے ظہور میں آچکے اور صبح صادق کے کھلنے کی طرح پوری بھی ہوچکی ہیں۔ اور دو سو جگہ سے زیادہ قبولیتِ دُعا کے آثار نمایاں ایسے نازک موقعوں پر دیکھے گئے جن میں بظاہر کوئی صورت مشکل کشائی کی نظر نہیں آتی تھی اور اسی طرح کشفِ قبور اور دوسرے انواع اقسام کے عجائبات اسی سورۃ کے التزامِ ورد سے ایسے ظہور پکڑتے گئے کہ اگر ایک ادنیٰ پرتوہ اُن کا کسی پادری یا پنڈت کے دل پر پڑ جائے تو یک دفعہ حُبِّ دنیا سے قطع تعلق کر کے اسلام کے قبول کرنے کے لئے مرنے پر آمادہ ہوجائے۔ اسی طرح بذریعہ الہاماتِ صادقہ کے جو پیشگوئیاں اس عاجز پر ظاہر ہوتی رہی ہیں جن میں سے بعض پیشگوئیاں مخالفوں کے سامنے پوری ہوگئی ہیں اور پوری ہوتی جاتی ہیں اس قدر ہیں کہ اس عاجز کے خیال میں دو انجیلوں کی ضخامت سے کم نہیں اور یہ عاجز بطفیل متابعت حضرت رسولِ کریم مخاطبات حضرت احدیّت میں اس قدر عنایات پاتا ہے کہ جس کا کچھ تھوڑا سا نمونہ حاشیہ دَر حاشیہ نمبر 3 کے عربی الہامات وغیرہ میں لکھا گیا ہے۔ خداوند کریم نے اسی رسول مقبول کی متابعت اور محبّت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علومِ لدُنّیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرارِ مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیّات اور عنایات اور یہ سب تفضّلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت

خاتم الانبیاء ﷺ ہیں۔ (براہین احمدیہ چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 642 تا 646 حاشیہ نمبر 11)

سورۃ فاتحہ ایک محفوظ قلعہ، نُورِ مبین اور استاد و مددگار ہے اور یہ احکامِ قرآنیہ کو بڑے اہتمام سے کمی بیشی سے محفوظ رکھتی ہے جس طرح سرحدوں کی حفاظت کی جاتی ہے اوراس کی مثال اس اونٹنی کی ہے جس کی پیٹھ پر تیری ضرورت کی ہر چیز لدی ہوئی ہو اور وہ اپنے سوار کو دیارِ محبوب تک پہنچا دے۔ نیز اس پر ہر قسم کا زادِ راہ، نفقہ اور لباس و پوشاک لدی ہوئی ہو۔ یا پھر اس کی مثال اس چھوٹے سے حوض کی ہے جس میں بہت سا پانی ہو گویا کہ وہ متعدد دریاؤں کا منبع ہے، یا وہ ایک عظیم دریا کی گذرگاہ ہے۔ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ اس سورۂ کریمہ کے فوائد اور خوبیاں اَن گنت ہیں اور ان کا شمار انسانی طاقت میں نہیں خواہ کوئی اس خواہش کی تکمیل میں اپنی عمر گزار دے۔ گمراہ اور بدبخت لوگوں نے اپنی جہالت اور کند ذہنی کی بناء پر اس کی صحیح قدر نہیں کی۔ انہوں نے اسے پڑھا تو سہی لیکن باوجود بار بار پڑھنے کے وہ اس کی خوبی اور خوبصورتی کو نہ پا سکے۔ یہ سورت منکروں پر شدّت سے حملہ کرنے والی اور صحت مند دلوں پر سُرعت سے اثر کرنے والی ہے۔ ہر وہ شخص جس نے اس پر ایک پرکھنے والے کی طرح نظر ڈالی اور چمکتے ہوئے چراغ کی مانند روشن فکر کے ساتھ اس کے قریب ہوا اس نے اس کو آنکھوں کا نور اور اسرار کی کلید پایا۔ بلاشک وشبہ یہی بات حق ہے اور نہ یہ کوئی ظنی بات ہے۔ اگر تمہیں کوئی شک ہو تو اُٹھو اور خود اس کا تجربہ کرلو اور ماندگی و سستی کو چھوڑ دو اور یہ سوال نہ کرو کہ یہ کیسے اور کہاں ہو سکتا ہے۔ اس سورت کے عجائبات میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف ایسے الفاظ میں بیان کی ہے کہ اس سے زیادہ بیان کرنا انسان کی طاقت میں نہیں۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان اس سورۃ فاتحہ کے ذریعہ فیصلہ کر دے۔ ہمارا اُسی پر توکل ہے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

(اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 81-79)

سورۃ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے اور یہ دُعا ہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل دُعا نماز ہی میں ہوتی ہے۔ چنانچہ اس دُعا کو اللہ تعالیٰ نے یوں سکھایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِلٰی اٰخِرِہٖ یعنی دُعا سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جاوے جس سے اللہ تعالیٰ کے لئے روح میں ایک جوش اور محبت پیدا ہو۔ اس لئے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سب کو پیدا کرنے والا اور پالنے والا۔ اَلرَّحْمٰنِ جو بلا عمل اور بن مانگے دینے والا ہے۔ اَلرَّحِيْمِ پھر عمل پر بھی بدلہ دیتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دیتا ہے۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہر بدلہ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ نیکی بدی سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پورا اور کامل موحّد تب ہی ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کو مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تسلیم کرتا ہے۔ دیکھو حکّام کے سامنے جاکر ان کو سب کچھ تسلیم کرلینا یہ گناہ ہے اور اس سے شرک لازم آتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حاکم بنایا ہے۔ ان کی اطاعت ضروری ہے مگر ان کو خدا ہرگز نہ بناؤ۔ انسان کا حق انسان کو اور خدا تعالیٰ کا حق خدا تعالیٰ کو دو۔ پھر یہ کہو۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ...الخ ہم کو سیدھی راہ دکھا یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر تُو نے انعام کئے اور وہ نبیوں، صدّیقوں، شہیدوں اور صالحین کا گروہ ہے۔ اس دُعا میں ان تمام گروہوں کے فضل اور انعام کو مانگا گیا ہے۔ ان لوگوں کی راہ سے بچا جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہوئے۔

(الحکم نمبر 23 جلد 6 مورخہ 24 جون 1902ء صفحہ 2)

اس سورہ میں تین لحاظ رکھنے چاہئیں۔ (1) ایک یہ کہ تمام بنی نوع کو اس میں شریک رکھے۔ (2) تمام مسلمانوں کو (3) تیسرے ان حاضرین کو جو جماعت نماز میں داخل ہیں۔ پس اس طرح کی نیّت سے کل نوع انسان اس میں داخل ہوں گے اور یہی منشاء خدا تعالیٰ کا ہے۔

(مکتوب حضرت مسیح موعودؑ بنام شیخ غلام نبیؓ صاحب مندرجہ الحکم نمبر 20، 21 جلد 40 مورخہ 28 جولائی۔ 7 اگست 1937ء صفحہ 3)

نماز میں سورۃ فاتحہ کی دُعا کا تکرار نہایت موثر چیز ہے۔ کیسی ہی بے ذوقی و بے مزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہئے۔ یعنی کبھی تکرار آیت اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا اور کبھی تکرار آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا اور سجدہ میں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔

(الحکم نمبر 1 جلد 2 مورخہ 20 فروری 1898ء صفحہ 9)

سورۃ فاتحہ کا ورد نماز میں بہتر ہے۔ بہتر ہے کہ نماز تہجد میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا بدلی توجہ و خضوع و خشوع تکرار کریں اور اپنے دل کو نزول انوارِ الٰہیہ کے لئے پیش کریں اور کبھی تکرار آیت اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا کیا کریں۔ ان دونوں آیتوں کا تکرار ان شاءاللہ القدیر تنویر قلب و تزکیہ نفس کا موجب ہوگا۔

(الحکم نمبر 23 جلد 7 مورخہ 24 جون 1903ء صفحہ 3)

قرآنِ شریف میں چار سورتیں ہیں جو بہت پڑھی جاتی ہیں۔ اُن میں مسیح موعودؑ اور اس کی جماعت کا ذکر ہے۔ (1) سورۃ فاتحہ جو ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اس میں ہمارے دعوے کا ثبوت ہے۔ جیسا کہ اس تفسیر میں ثابت کیا جائے گا۔ (2) سورہ جمعہ جس میں اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ مسیح موعودؑ کی جماعت کے متعلق ہے یہ ہر جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔ (3) سورہ کہف جس کے پڑھنے کے واسطے رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی ہے۔ اس کی پہلی اور پچھلی دس آیتوں میں دجال کا ذکر ہے۔ (4) آخری سورت قرآن کی جس میں دجّال کا نام خنّاس رکھا گیا ہے۔ یہ وُہی لفظ ہے جو عبرانی توریت میں دجال کے واسطے آیا ہے۔ یعنی نحاش ایسا ہی قرآنِ شریف کے اور مقامات میں بھی بہت ذکر ہے۔

(الحکم جلد 5 نمبر 3 مورخہ 24 جنوری 1901ء صفحہ 11)

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

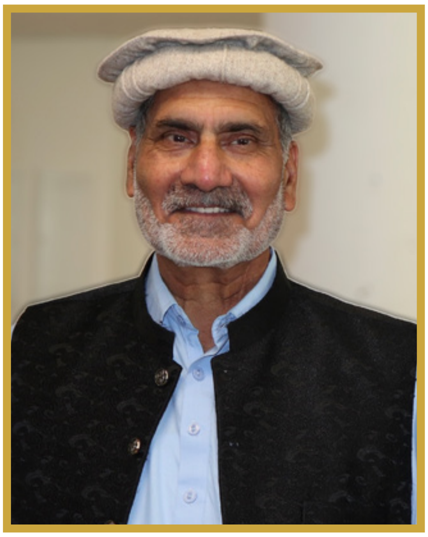

مکرم مبشر احمد ججہ صاحب مرحوم کا ذکر خیر

محمد انیس دیال گڑھی

مؤرخہ 7/ اگست 2023ء کو آخن کے ہر دلعزیز، شفیق اور فقیر منش اور مہربان، عبادت گزار اور مہمان نواز دوست مکرم مبشر احمد ججہ صاحب بھی خدا کے بُلاوے پر اس کے حضور حاضر ہو گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مؤرخہ 10/ اگست کو تقریباً تین صد مرد و خواتین کی حاضری میں مکرم اطہر سہیل صاحب نے مسجد منصور آخن کے احاطہ میں نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد Wilmersdorfer Str. 50 کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

مکرم مبشر ججہ صاحب 30/ مئی 1953ء کو سرگودھا کے ایک دور افتادہ گاؤں میں پیدا ہوئے۔ 1980ء میں جرمنی آئے۔ خاکسار 1984ء میں جرمنی آیا تو یہ آخن میں رہائش پذیر تھے جبکہ خاکسار اولپے کے ایک گاؤں میں۔ چونکہ ریجن ایک تھا لہٰذا اجتماعات، تربیتی کلاسز، داعیان الی اللہ کیمپس اور دیگر اجلاسات کے مواقع پر اُن سے تعارف ہوا اور پھر یہ تعارف بھائی چارے میں بدل گیا حالانکہ اس سے قبل ہماری کوئی شناسائی نہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الٰہی جماعت میں ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ پہلے تو کبھی شناسائی نہ تھی مگر بعد میں ایسے ایسے دوست اور بھائی ملے جن کی محبّت اور شفقت حقیقی بھائیوں سے کسی طور کم نہیں۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ان میں سے چند خوبیاں جن کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ ایک تو عبادت ہے۔ نمازوں کے سخت پابند تھے بلکہ اگر نماز باجماعت میں حاضری کا کوئی گوشوارہ ہوتا تو میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ بھائی مبشر ججہ صاحب کا نمبر سب سے اُوپر ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ آخن میں مسجد منصور تعمیر ہونے پر بہت خوش تھے۔ اور درحقیقت اس مسجد کو آباد کرنے والوں میں مکرم مبشر ججہ صاحب کا نام نمایاں تھا۔ مسجد کی تعمیر سے قبل بھی یہ نماز باجماعت کے پابند تھے اور بچوں کو بھی ساتھ لاتے اور اُس وقت یہ امام الصلوٰۃ بھی تھے۔ صرف نمازوں کی پابندی ہی نہیں بلکہ اُن کا نماز میں انہماک اور خشوع وخضوع بھی قابلِ دید تھا۔

دوسری بڑی خوبی خدا کے کلام، خدا کے رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء سے عشق تھا۔ اور جب خلیفۂ وقت جرمنی تشریف لاتے تو خوشی سے دیوانے ہو جاتے اور ہر اُس مجلس میں پہنچنے کی کوشش کرتے جہاں خلیفۂ وقت موجود ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں جب ریجن کولون میں تبلیغی میٹنگز منعقد ہوتیں تو تقریباً ہر میٹنگ پر حاضر رہتے اور نظریں چہرہ مبارک پر ہی جمی رہتیں۔

ان کو یہ سعادت بھی نصیب ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت کے منصب پر متمکن ہونے کے بعد جرمنی تشریف لائے تو تین ستمبر 1982ء کو آپ نے آخن میں جمعۃ المبارک پڑھایا۔ اس موقع پر مبشر ججہ صاحب کو اذان دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر آپ کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر تشریف لے جا کر آپ کے گھر کو برکت بخشی اور بچوں کے ساتھ تصویر بھی بنوائی۔

چُن لیا اُس نے ہم فقیروں کو
اپنی اپنی برات ہے یارو

تیسری عادت جو اُن کے خون میں داخل تھی کہ جماعت کے ہر جلسہ اور اجتماع میں شامل ہوتے تھے اور صرف جرمنی کے جلسہ ہی نہیں بلکہ یوکے کے ہر جلسہ میں بھی ذوق وشوق سے شامل ہوتے تھے۔ مجھے نہیں یاد کہ انہوں نے کوئی جلسہ چھوڑا ہو (سوائے اشد مجبوری کے یا کورونا وباء کی وجہ سے)۔ پھر جلسہ کی رُوداد جس ذوق وشوق اور جوش وخروش سے سناتے اُس کے لفظ لفظ سے جماعت اور خلافت سے محبّت ٹپکتی تھی۔

چنانچہ اِس سال بھی جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہوئے اور بہت خوش تھے کہ الحمدللہ یہ پابندی ختم ہوئی اور ہم دوبارہ خلافت کے سائے میں بابرکت دن گزار آئے۔

چوتھی عادت ان کی ملنساری اور مہمان نوازی تھی جس کا میں بھی شاہد ہوں۔ اگر کبھی آخن جانا ہوتا تو ضرور دعوت دیتے میں عموماً وقت نہ ہونے کا بہانہ کر دیتا۔

مرحوم کپڑوں کا سٹال لگاتے تھے ایک روز وہاں ملاقات ہو گئی جہاں سٹال لگایا ہوا تھا۔ میرے انکار کے باوجود ایک ٹرک فوڈ سٹال سے مجھے کھانا لے کر کھلایا کہ تم ہر دفعہ جُل دے جاتے ہو آج تمہیں یہ کھانا ہو گا۔ اور یہ محبّت، ملنساری اور مہمان نوازی سبھی کے لئے تھی خواہ وہ واقف ہو یا اجنبی، اپنا ہو یا بیگانہ ؏

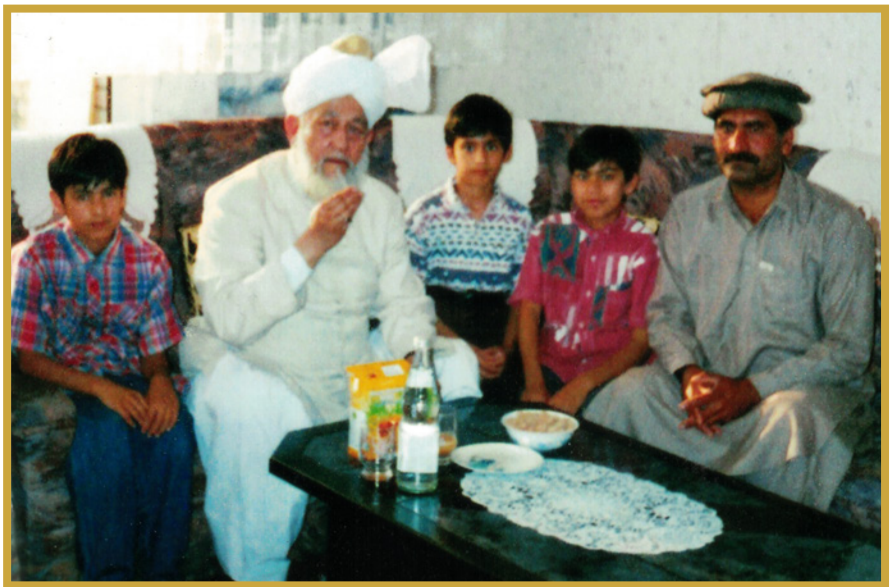

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مکرم مبشر احمد ججہ صاحب کے گھر تشریف لائے۔ حضور کے ساتھ مرحوم کے تینوں بیٹے بیٹھے ہیں

وہ سوچتا ہی نہ تھا، اپنا ہے یا بیگانہ

یہی وجہ ہے کہ مرحوم کے جنازے پر غیر از جماعت دوست بھی شامل تھے۔ چند سکھ حضرات تو خاص طور پر جنازے میں شامل ہوئے۔ یہ ان کی انسانیت سے محبّت کا ثبوت ہے۔

پانچویں عادت رزقِ حلال کا حصول تھا۔ آخر دم تک انتہائی محنت اور جفاکشی سے کپڑوں کا سٹال لگا کر اپنے ہاتھ سے رزق کماتے رہے۔ سٹال لگانا آسان کام نہیں۔ میں زندگی میں چند گھنٹے ایک دوست کے ساتھ ان کے سٹال پر کھڑا ہوا تھا تب سے میں نے توبہ کرلی۔ ایک تو ٹرنک اور ڈبے بھر بھر کے گھر سے اُٹھا کر لاؤ۔ پھر کھول کر سٹال میں لگاؤ اور پھر سارا دن بارش، برف یا دھوپ کی سختی برداشت کرو اور ہوسکتا ہے کہ اُس روز کرایہ بھی نہ نکلے۔ پھر شام کو ساری چیزیں دوبارہ پیک کر کے گاڑی میں رکھو اور گھر جاکر گیراج یا سٹور میں رکھو۔ اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی روز موسم کی صورتحال کی وجہ سے کوئی بھی نہ آتا مگر مبشر ججہؒ صاحب ان ساری باتوں سے بے پروا مستقل مزاجی سے رزق حلال کی تلاش میں لگے رہے اور بچوں کو محنت اور جفاکشی کا درس بھی دیا۔

آپ کی چھٹی عادت جو مجھے یاد آرہی ہے یہ ہے کہ جماعتی خدمت کو عین راحت جانتے تھے اور بشاشت سے ادا کرتے۔ مقامی جماعت میں خدمات کے علاوہ آپ بطور ریجنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھی خدمت انجام دیتے رہے۔ وفات کے وقت آپ جماعت آخن کے سیکرٹری تربیت تھے۔ آپ کے افراد خانہ بھی جماعتی خدمت کا شوق رکھنے والے ہیں۔ ان کی اہلیہ محترمہ امۃ الوسیم صاحبہ جماعت آخن کی صدر لجنہ ہیں جبکہ بیٹے سلمان ججہؒ صاحب اور ڈاکٹر اُسامہ ججہؒ صاحب بھی جماعتی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ سلمان ججہؒ صاحب اس وقت مقامی جماعت میں سیکرٹری امور خارجہ ہیں جبکہ ڈاکٹر اُسامہ ججہؒ صاحب سیکرٹری تعلیم اور ناظم اطفال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قبول فرمائے اور ساری نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا کرے آمین۔

آخر میں جس عادت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ ان کی عاجزی، انکساری اور سادگی تھی۔ سادگی اور بے تکلّفی میں بات کر دیتے تھے بسا اوقات لوگ بُرا مناتے یا ہنستے تھے اور بعض مرتبہ آپ خود محسوس کر لیتے کہ یہ بات اس طریق سے کہنا یا لکھنا مناسب نہیں تھا تو اپنے الفاظ واپس بھی لے لیتے۔ ان کی سادہ باتیں اور ادائیں اب یاد آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے، آمین۔

یاد کے بے نشاں جزیروں سے
تیری آواز آ رہی ہے ابھی

بقیہ: مسجد نور فرانکفرٹ سے وابستہ چند حسین یادیں از صفحہ 21

حضور کے یورپ اور دوسرے ممالک کے مسلسل دوروں کے نتیجہ میں خداتعالیٰ نے جماعت کو اس قدر ترقی دی کہ جسے دیکھ کر بعض اوقات اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آتا۔ آج خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر فرد اس بات کا گواہ ہے کہ جماعت عددی، مالی اور روحانی اعتبار سے ہر لحہ بڑھتی ہی رہی اور بڑھتی چلی جارہی ہے اور احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑانے کا دعویٰ کرنے والے خود نشان عبرت بن گئے۔

کدھر گیا وہ بھٹو اور کدھر گئے کشکول
جے مرزا کی بول تُوں خالدؔ جے مرزا کی بول

آج صرف جرمنی میں احمدیہ مساجد کی تعداد اَسّی کے قریب پہنچ چکی ہے۔ جس بڑے شہر میں جائیں ایک نہایت خوبصورت مسجد سے اذان کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی تعداد چالیس ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔ جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل مربیان جرمنی اور یورپ کے دوسرے ممالک روس تک پیغام حق پہنچا رہے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میں جب جرمنی آیا تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جماعت کی ترقی اپنی آنکھوں سے اس قدر جلد دیکھنی نصیب ہوگی۔ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہمارے احمدی بچے سینکڑوں کی تعداد میں جرمنی میں ڈاکٹر ہوں گے سینکڑوں کی تعداد میں جرمنی میں وکیل غرضیکہ ہر شعبہ ہائے زندگی میں یہی صورت حال ہے۔ آج جماعت کے مالی بجٹ اور جماعت کی مالی قربانی کے مناظر کو دیکھ کر غیر بھی اقرار کرتا ہے کہ یہ سب کسی انسانی ہاتھ کا کھیل نہیں، کوئی ایسا قدرت کا ہاتھ ہے جو اس کے پیچھے ہے۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خداتعالیٰ کا وعدہ تھا کہ ''میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' جس کے ہم سب چشم دید گواہ ہیں۔

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا

محمد لقمان مجوکہ، ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی

جرمنی میں ڈاکٹریٹ کرنے والے

اوّلین احمدی

محترم ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ صاحب پسر حضرت ماسٹر عبدالعزیز بٹ صاحبؓ کے مختصر حالات زندگی

اس مضمون کی تیاری کے لئے تاریخ کمیٹی جرمنی مربیانِ سلسلہ مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب حال کینیڈا و مکرم محمد محمود طاہر صاحب کی ممنون ہے جن کی رہنمائی سے مکرم میجر شاہد عطاء اللہ صاحب چیئرمین فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ تک رسائی ہوئی۔ مکرم میجر صاحب موصوف مکرم ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ صاحب کی ہمشیرہ کے نواسہ ہیں اور آپ نے بڑی محنت سے مکرم بٹ صاحب کے اقرباء سے معلومات حاصل کر کے ہمیں فراہم کی ہیں، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

سیّدنا حضرت مسیح وموعود علیہ السلام کے ساتھ عاشقانہ تعلق رکھنے والے صحابی حضرت ماسٹر عبدالعزیز بٹ صاحبؓ کے تین بیٹے تھے:

1۔محترم ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ صاحب PhD

2۔محترم عبداللہ بٹ صاحب انجینئر

3۔محترم رحمت اللہ بٹ صاحب (ایم ایس سی Zoology)

ان میں سے اول الذّکر دو بیٹے اعلیٰ تعلیم کی خاطر اواخر 1922ء میں جرمنی کے دارالحکومت برلن چلے آئے اور اگلے سال برلن میں ہونے والی مسجد احمدیہ کی تقریب سنگِ بنیاد میں شرکت کی۔ آپ ان چار احمدیوں میں سے تھے جو اس تاریخی تقریب میں شامل ہوئے[1]۔ اس اعتبار سے ان دونوں بھائیوں کی جماعت جرمنی کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت ہے۔ اِن میں سے ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کو یہاں سے طِبّ میں ڈاکٹریٹ کرنے اور ان کے بھائی کو انجینئر بننے کی توفیق ملی۔ جہاں تک جماعت جرمنی کا تعلق ہے تو ڈاکٹر صاحب موصوف یہاں سے ڈاکٹریٹ کرنے والے پہلے فرد ہیں جبکہ ان کے بھائی یہاں سے انجینئر بننے والے اوّلین احمدی ہیں اس لحاظ سے ان ہر دو برادران کو اپنے اپنے تعلیمی میدان میں اوّلیت حاصل ہے۔

1- الفضل قادیان مؤرخہ 5 اکتوبر 1923ء صفحہ اوّل

خاندانی تعارف

آپ کا خاندان سیالکوٹ کے کشمیری محلّہ (جسے کوچہ حکیم حسام الدّین بھی کہا جاتا تھا) کا رہنے والا تھا۔ اسی محلہ میں کبوتراں والی مسجد بھی موجود ہے نیز علامہ اقبال کا آبائی گھر اسی محلہ میں ہے۔ اسی محلہ میں ملازمت کے سلسلہ میں قیام سیالکوٹ کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رہائش بھی تھی۔

حضرت ماسٹر عبدالعزیز بٹ صاحبؓ نے 1893ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ اخبار الحکم اور بدر میں متعدد مواقع پر مختلف

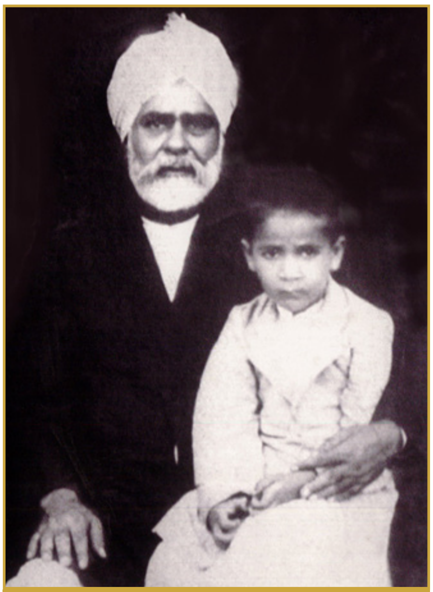

حضرت ماسٹر عبدالعزیزؓ صاحب، ڈاکٹر عطاءاللہ صاحب کے بیٹے محمود بٹ صاحب کو گود میں بٹھائے ہوئے۔

مدّات میں چندہ دینے کا ذکر ملتا ہے۔ 1903ء میں آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اسی طرح آپ کو ان بیس خوش قسمت مقتدیوں میں بھی شمولیت کی سعادت حاصل تھی جنہوں نے گورداسپور میں قیام کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امامت میں نماز ظہر ادا کی تھی، آپ 1/6 حصہ کے موصی تھے اور حج کرنے کی سعادت بھی پائی تھی۔ آپ کی وفات مورخہ 9 نومبر 1936ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔ آپ کی یاد میں اخبار الفضل اور الحکم میں متعدّد شذرات شائع ہوئے تھے۔[2]

آپ کی اہلیہ محترمہ زینب بی بی صاحبہ بھی صحابیہ تھیں۔ آپ کے تین بیٹے محترم ڈاکٹر عطاءاللہ بٹ صاحب، مکرم عبداللہ بٹ صاحب اور مکرم رحمت اللہ بٹ صاحب اور دو بیٹیاں مکرمہ فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم عطاءاللہ خان صاحب (نانی جان مکرم میجر شاہد عطاءاللہ صاحب، چیئرمین فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ) اور محترمہ امۃ الحی صاحبہ اہلیہ مکرم عبداللہ بٹ صاحب تھیں۔

کشمیری محلہ میں آپ کے گھر میں ایک کمرہ تھا جس میں روایات کے مطابق ایک مرتبہ اپنے سفر کے دوران سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے قیام بھی فرمایا تھا۔ مکرم شاہد عطاءاللہ صاحب نے بتایا کہ ان کی والدہ (مکرم ڈاکٹر عطاءاللہ بٹ صاحب کی بھانجی) ماما جی (مکرم رحمت اللہ بٹ صاحب) سے کہا کرتی تھی کہ باقی سب کچھ آپ رکھ لیں لیکن خدا کے واسطے مجھے یہ کمرا دے دیں تاکہ میں یہ کمرا جماعت کو دے دوں۔ (اس سارے گھر پر تیسرے بھائی مکرم رحمت اللہ بٹ صاحب نے قبضہ کر لیا تھا اور کسی بہن بھائی کو حصہ نہیں دیا تھا)

حضرت ماسٹر عبدالعزیز بٹؓ صاحب ٹیلر ماسٹر تھے اور فوج کو وردیاں سپلائی کرنے کے ٹھیکے لیتے تھے، اس لئے خوشحال تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے بیٹوں کو پہلے ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم دِلوائی پھر مزید تعلیم کے لئے جرمنی بھجوایا۔

1۔ محترم ڈاکٹر عطاءاللہ بٹ صاحب PhD

محترم ڈاکٹر عطاءاللہ بٹ صاحب کی پیدائش اندازاً 1890 کی ہے۔ موصوف نے ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم بی بی ایس کیا، پھر میو ہسپتال میں ایک سال تک اسسٹنٹ سرجن کے طور پر کام کیا۔ اس کے بعد آٹھ سال تک علی گڑھ یونیورسٹی میں میڈیکل آفیسر رہے۔ 1922ء میں ڈاکٹریٹ (PhD) کرنے کے لئے جرمنی کے دار الحکومت برلن چلے آئے۔ یہاں آپ نے 1924ء میں Über die Tuberkulose der Tränendrüse کے عنوان سے پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا جو اس وقت بھی Matrikelbuch der Humboldt Universisity برلن میں محفوظ ہے۔ (اس یونیورسٹی کا پرانا نام Friedrich-Wilhelms University تھا)

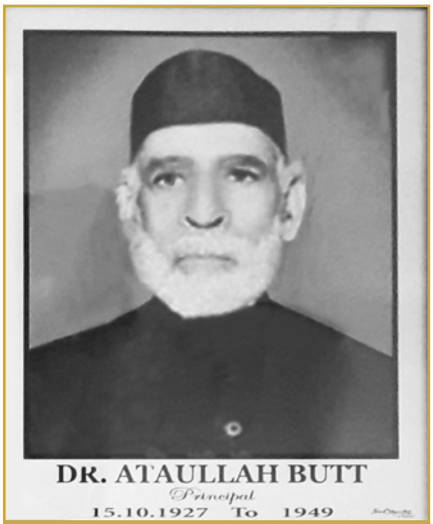

طبیہ کالج علی گڑھ میں آویزاں مکرم عطاءاللہ بٹ صاحب کی تصویر

یہ یونیورسٹی 1810ء میں قائم ہوئی ہے، اُس وقت اس کا شمار جرمنی کی بڑی جامعات میں تھا۔ یونیورسٹی کے دفتری ریکارڈ میں ان کا رجسٹریشن نمبر 4790/113 اور داخلہ کی تاریخ 30 اپریل 1923ء درج ہے، آپ نے اپنا مقالہ 2 مئی 1924ء کو مکمل کر کے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، اسی زمانہ میں ڈاکٹر بٹ کے برادر نسبتی خلیفہ عبدالحکیم نے بھی جرمنی کی Heidelberg University سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کیا تھا۔ جرمنی سے واپسی پر 1927ء میں آپ کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طبّیہ کالج کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ آپ اس عہدے پر 1949ء تک فائز رہے۔

آپ کی شادی ایک کشمیری خاتون محترمہ امیر النساء بیگم صاحبہ کے ساتھ 1910ء میں ہوئی تھی جن سے آپ کے چھ بچے ہوئے۔ ان میں سے بیٹیوں کے نام معلوم ہوسکے ہیں اور وہ حسبِ ذیل ہیں:

محترمہ آمنہ بٹ صاحبہ اہلیہ مکرم مجید ملک صاحب (انفارمیشن آفیسر بہ دورِ انگریزی حکومت)

محترمہ نگین بٹ صاحبہ اہلیہ انیس احمد دہلوی

محترمہ طاہرہ صاحبہ اہلیہ جنرل شاہد حامد صاحب

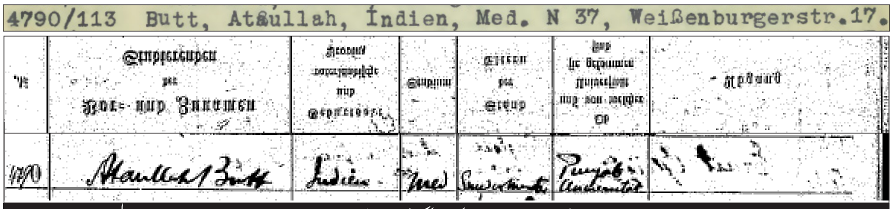

4790/113 Butt, Ataullah, Indien, Med. N 37, Weißenburgerstr.17.

Humboldt University برلن سے حاصل کیے گئے مکرم ڈاکٹر عطاءاللہ صاحب کے زمانہ طالب علمی کا ریکارڈ

2- ماخوذ از مقالہ صحابہ سیالکوٹ مصنفہ مکرم مصباح بلوچ صاحب مربی سلسلہ کینیڈا

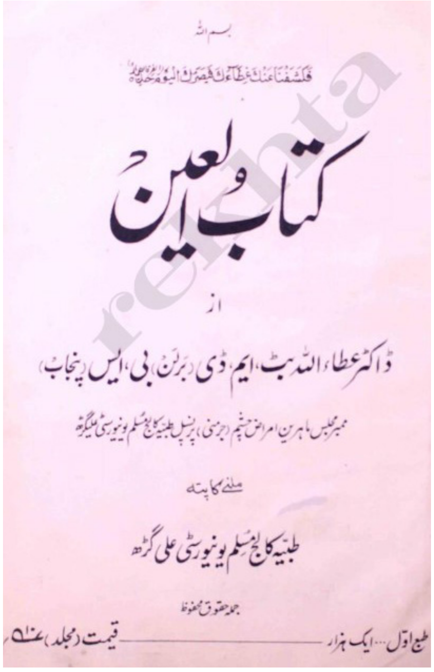

محترم ڈاکٹر صاحب تقسیم ہند کے وقت طبّیہ کالج کے پرنسپل تھے اور ہندوستان میں ہی رہ گئے جبکہ خاندان کے باقی افراد پاکستان ہجرت کر آئے اور راولپنڈی میں آباد ہوئے۔ تاہم 1966ء کے لگ بھگ آپ بھی اپنی بیٹی طاہرہ صاحبہ کے پاس راولپنڈی آ گئے اور یہیں ستمبر 1969ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ نے طبّیہ کالج میں انتہائی یادگار اور اہم کارناموں کے ساتھ ساتھ بعض تصنیفی خدمات کی بھی توفیق پائی۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں مختلف اداروں کی طرف سے آپ کو متعدد اعزازات اور تمغوں سے بھی نوازا گیا۔ ڈاکٹر بٹ جرمنی کی مجلس ماہرین امراضِ چشم کے ممبر بھی تھے، اس زمانہ میں ہندوستان میں پنجاب یونیورسٹی اور عالمی سطح پر سائنسی علوم کے لیے جرمنی کی جامعات کو اعتبار کا درجہ حاصل تھا۔ علاوہ ازیں بہت سے علمی و تحقیقی مضامین رسالوں میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کی ایک کتاب ”کتاب العین“ کے عنوان سے شائع ہوئی۔ آپ کی خدمات کی تفصیل ریجنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن، علی گڑھ کے سکالر جناب حکیم فخر عالم نے آن لائن تحقیقی ویب سائٹ ”ترجیحات“ کے شمارہ اپریل 2023ء میں ”ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ، ایک خاموش کردار“ کے عنوان سے ایک مضمون سپردِ قلم کیا ہے۔ جس میں موصوف نے لکھا ہے:

ڈاکٹر عطاءاللہ بٹ صاحب کو ملنے والے تمغے

”ڈاکٹر عطاءاللہ بٹ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی تاریخ کا ایسا ہی ایک ستم رسیدہ نام ہے جو عصبیت کا شکار رہا ہے۔ ڈاکٹر عطاءاللہ بٹ اپنی خدمات اور کارناموں کے لحاظ سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی تاریخ ساز شخصیتوں میں سے تھے مگر المیہ ہے کہ نہ کہیں ذکر ہوتا ہے، نہ کوئی ان کا نام لیوا ہے“۔

موصوف مزید لکھتے ہیں:

”عطاءاللہ بٹ کو تاریخ کے صفحات سے دور رکھنے کی بھلے سازش کی گئی ہو مگر کام بولتے ہیں، عطاءاللہ بٹ نے جو کام کیے ہیں وہ مرئی صورت میں آج بھی موجود ہیں، انہیں دیکھ کر ان کی خدمات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اپنے جن شعبوں کے لیے ملکی سطح پر جانی جاتی ہے ان میں اجمل خاں طبّیہ کالج بھی ہے، اس کالج کی تعمیر و ترقی میں جو لوگ شامل رہے ہیں ان میں پہلا نام ڈاکٹر عطاءاللہ بٹ کا ہے، ان کا نام صرف اوّلیت کے لحاظ سے اہم نہیں ہے بلکہ اس پہلو سے بھی قابلِ ذکر ہے کہ ادارہ کے سربراہ کے طور پر ان کی خدمات کا دورانیہ سب سے طویل رہا ہے“۔

اس مضمون میں ڈاکٹر بٹ صاحب کے بحیثیت پرنسپل طبّیہ کالج تعمیراتی، تعلیمی و تربیتی اور تصنیفی کارناموں کا بہت تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں تک آپ کی خدمات اور کارناموں کو نظر انداز کرنے کی وجہ کا تعلق ہے تو فاضل مضمون نگار نے اسے احمدیت دشمنی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

”ڈاکٹر عطاءاللہ بٹ کو اپنے عقیدہ کی وجہ سے زندگی بھر علی گڑھ کے سماج میں مطعون بھی رہنا پڑا“۔

اس امر کا ذکر علی گڑھ یونیورسٹی کے ”آئینۂ طِبّ“ کے شمارے 2003/2004ء میں شائع ہونے والے حکیم محمد انجم سابق استاد طبّیہ کالج دہلی کے مضمون میں بھی ہے۔ لیکن اوّل الذکر مضمون نگار نے اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا:

”آخر عمر میں اس عقیدے سے تائب ہو کر انہوں نے اہلِ سنت والجماعت کا مسلک اختیار کر لیا تھا“۔

جبکہ یہ ہرگز درست نہ ہے۔ مکرم عطاء اللہ بٹ صاحب بذاتِ خود بہت مخلص احمدی اور سلسلہ سے مضبوط وابستگی رکھنے والے تھے اور آخر وقت تک احمدی ہی رہے۔ آپ جب اعلیٰ تعلیم کے لیے جرمنی جانے لگے تو مخلص احمدی کی طرح آپ اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک تفصیلی ملاقات میں اپنے اس تعلیمی سفر کے لیے دعا کی درخواست کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے رہنمائی بھی چاہی جس کی تفصیل غیر معمولی طور پر الفضل میں شائع ہوئی جسے اسی شمارہ میں پڑھا جا سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر پیشِ نظر رہنا چاہئے کہ احمدی ہونے کی وجہ سے محترم ڈاکٹر صاحب کو شدید مخالفت اور امتیازی سلوک کا سامنا دورانِ ملازمت رہا اور زیادہ امکان تو یہ تھا کہ اسی دوران آپ نے ترکِ احمدیت کی ہوتی۔ مگر اس دور میں تو الفضل قادیان میں آپ کے والد ماجد کی وفات پر جو خبر شائع ہوئی، اس میں لکھا تھا:

طبّیہ کالج میگزین کے دوسرے شمارے (1932ء) میں شائع ہونے والی تصویر (بشکریہ ویب سائٹ rekhta.org)

''افسوس حاجی عبدالعزیز صاحب سیالکوٹی والد جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب بٹ پرنسپل طبّیہ کالج علی گڑھ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے، 9 نومبر علی گڑھ میں بعمر 71 سال وفات پا گئے۔''[3]

علاوہ ازیں مکرم میجر شاہد عطاء اللہ صاحب نے مکرم ڈاکٹر بٹ صاحب مرحوم کے نواسے مکرم فرید ملک صاحب (ابن مکرمہ آمنہ ماجد ملک صاحبہ) کی گواہی ارسال کی ہے کہ ڈاکٹر صاحب آخری عمر میں جب کبھی ان کے ہاں کراچی آتے تو وہ ڈاکٹر صاحب کو ان کی خواہش پر ہر جمعہ باقاعدگی سے نماز کے لئے احمدیہ مسجد لے جایا کرتے تھے۔ تاہم یہ درست ہے کہ احمدیت کا سلسلہ ان کی اولاد میں جاری نہ رہ سکا اور ڈاکٹر صاحب کی وفات بھی انہی رشتہ داروں کے ہاں ہوئی تھی جس پر ان کے غیر از جماعت رشتہ داروں نے ان کی نماز جنازہ اور تدفین اپنے مسلک کے مطابق کی۔

2۔ محترم عبداللہ بٹ صاحب انجینئر

موصوف کی پیدائش 15 جنوری 1901ء میں ہوئی۔ پہلے سیالکوٹ پھر لاہور سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ بھی اپنے بھائی کے ساتھ جرمنی آئے جہاں سے آپ نے انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی۔ برلن ٹیکنیکل یونیورسٹی کے ریکارڈ کے مطابق آپ نے 1923ء میں الیکٹرک انجینیر نگ کے شعبہ میں تعلیم شروع کی۔ آپ 1930ء تک جرمنی میں مقیم رہے (Hörer der TH Berlin, Bd. II, S. 278)۔ قیام برلن کے دوران آپ نے ایک جرمن خاتون محترمہ Pauline Charlotte کے ساتھ شادی کرلی۔

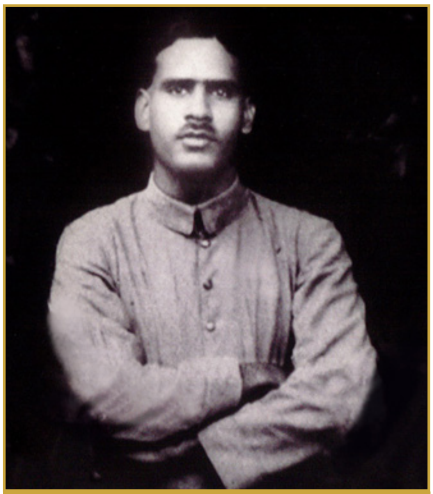
محترم عبداللہ بٹ صاحب انجینئر

جن سے آپ کے دو بچے مکرم خالد عبداللہ بٹ صاحب اور ایک بیٹی محترمہ ناصرہ عبداللہ بٹ صاحبہ تھیں۔

جرمنی سے واپس آکر آپ ریاست رامپور میں چیف انجینئر مقرر ہوئے۔ یہاں 1939/40ء کے لگ بھگ آپ کو اپنڈکس کی تکلیف ہوئی اور مناسب علاج میسر نہ آنے کی وجہ سے بگڑ گیا اور خون میں شدید انفیکشن ہوجانے کے نتیجہ میں موصوف کی وفات ہوگئی۔ آپ کی بیٹی کی پیدائش آپ کی وفات کے بعد ہوئی۔

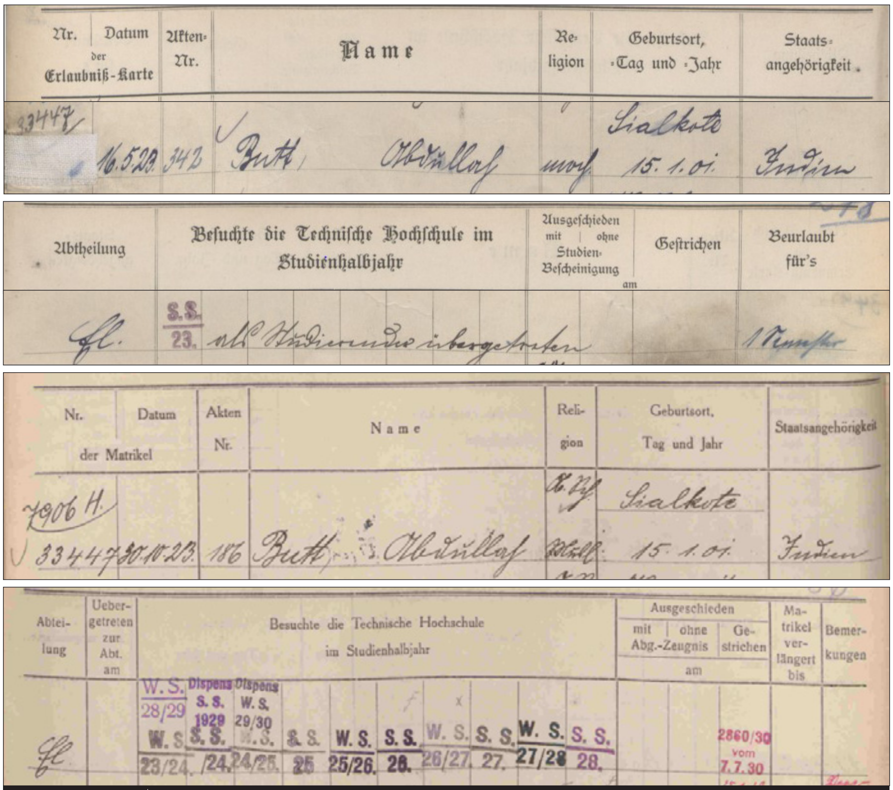

Nr. der Erlaubniß-Karte	Datum der Erlaubniß-Karte	Akten-Nr.	Name	Religion	Geburtsort, Tag und Jahr	Staatsangehörigkeit
33447	16.5.23.	342	Butt, Abdullah	moh.	Sialkote 15.1.01.	Indien

Abtheilung	Besuchte die Technische Hochschule im Studienhalbjahr	Ausgeschieden mit / ohne Studien-Bescheinigung am	Gestrichen	Beurlaubt für's
El.	S.S. 23. als Studierender übergetreten			1 Semester

Nr. der Matrikel	Datum der Matrikel	Akten Nr.	Name	Religion	Geburtsort, Tag und Jahr	Staatsangehörigkeit
7906 H. 33447	30.10.23.	186	Butt, Abdullah	Islam	Sialkote 15.1.01.	Indien

Abteilung	Uebergetreten zur Abt. am	Besuchte die Technische Hochschule im Studienhalbjahr	Ausgeschieden mit Abg.-Zeugnis am	Ausgeschieden ohne Abg.-Zeugnis am	Gestrichen am	Matrikel verlängert bis	Bemerkungen
El		W.S. 28/29; Dispens S.S. 1929; Dispens W.S. 29/30; W.S. 23/24.; S.S. /24.; W.S. 24/25.; S.S. 25; W.S. 25/26.; S.S. 26.; W.S. 26/27.; S.S. 27.; W.S. 27/28; S.S. 28.			2860/30 vom 7.7.30		

Technical uniersity برلن سے حاصل کیے گئے مکرم عبداللہ بٹ صاحب کے زمانہ طالب علمی کا ریکارڈ

3- الفضل 12 نومبر 1936ء صفحہ اوّل

اِک عجب چھاؤں میں ہم بیٹھے رہے یار کے پاس

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کی یادگار ملاقات کا احوال

(10 ستمبر 1922ء بعد نماز عصر)

یورپ میں ڈاکٹری تعلیم کا اعلیٰ مرکز

ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب اسسٹنٹ سرجن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جو اپنے چھوٹے بھائی سمیت جرمن میں بغرض تعلیم جا رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ پہلے تو ان سے جرمنی کی موجودہ مالی حالت کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ پھر حضور نے ان سے پوچھا آپ کس جگہ تعلیم حاصل کریں گے۔ برلن میں یا کسی اور جگہ۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ وہاں جا کر فیصلہ کروں گا۔ حضور نے فرمایا، وائنا[1] ڈاکٹری کی اعلیٰ ترین تعلیم کے لئے مشہور ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ جرمنی میں دو سال کا کورس ختم کر کے پھر تین مہینہ کے لئے وہاں جاؤں گا۔

21 گھنٹے روزانہ کام

پھر ککروں کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ حضور نے فرمایا۔ مفتی (محمد صادق) صاحب نے ایک نسخہ بھیجا تھا۔ اس کے استعمال سے مجھے فائدہ ہوا ہے۔ اور اس گرمی کے موسم میں 21-21 گھنٹے تک میں نے پڑھنے لکھنے کا کام کیا ہے۔ مگر کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اسی سلسلہ میں چودھری صاحب کے ککرے تو بہت ہی سخت قسم کے ہیں۔

دعا سے آنکھوں کی شفایابی

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا: دعا کے اوقات ہوتے ہیں۔ جب چودھری صاحب ولایت سے آئے۔ تو ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے ان کی آنکھوں کو دیکھا۔ اور مجھ کو بتایا کہ چودھری صاحب کی ایک (بائیں) آنکھ کا بچنا تو قریباً ناممکن ہے۔ اور دوسری بھی بہت خراب ہو رہی ہے۔ مجھے اس سے قلق پیدا ہوا۔ کہ چودھری صاحب کام کے آدمی ہیں۔ مگر ان کی آنکھوں کے متعلق ڈاکٹر صاحب ایسا خیال کرتے ہیں۔ میں نے دعا کی۔ تو رات کو خواب میں ایک شخص نے کہا کہ ان کی آنکھ تو اچھی ہے۔ صبح کو میں نے ڈاکٹر صاحب کو یہ خواب بتایا۔ اور انہوں نے پھر آنکھ کو دیکھا اور کہا کہ اب مرض کا ایک بٹا تین حصہ باقی رہ گیا ہے۔

چودھری صاحب نے عرض کیا۔ اس وقت میری آنکھ میں چنے کے برابر زخم ہوگیا تھا اور چھ انچ کے برابر زخم ہوگیا تھا۔ اور چھ انچ کے فاصلہ تک (ہاتھ کو آنکھ کے سامنے کر کے عرض کیا) یہاں سے ہاتھ نظر نہیں آتا تھا۔ بلکہ پانی سا سامنے نظر آتا تھا۔ اور اس سے پہلے یہ حالت تھی کہ ہر ایک دوائی مضر پڑتی تھی۔ پھر ہر ایک دوائی مفید ہونے لگی۔ اب میری طرف سے ہی سستی ہے کہ میں دوائی کا استعمال نہیں کرتا۔ اس آنکھ کی نظر دوسری سے تیز ہوگئی ہے۔

مفقود الخبر جس کو مردہ کہا گیا تھا اس کی زندگی کے متعلق اعلان

فرمایا چودھری صاحب کی آنکھوں اور ڈاکٹر مطلوب خاں کے متعلق اسی طرح ہوا۔ چودھری صاحب کی آنکھوں کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت بتا دیا اور ان کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ اور مطلوب خاں کی موت کی خبر سرکاری طور پر آگئی۔ اور ساتھیوں کے خطوط بھی آگئے۔ اس خبر سے چند روز پہلے ان کے والدین یہاں آئے تھے۔ جو بہت ضعیف تھے۔ اگرچہ ان کے اور بھی لڑکے تھے۔ مگر مجھ کو اس وقت یہی خیال تھا کہ وہی ایک ان کا لڑکا تھا۔ چونکہ موت کی خبر آچکی تھی دعا تو کیا ہوتی مجھے کرب ضرور ہوا رات کو خواب میں میں نے دیکھا کہ وہ مَرا نہیں زندہ ہے۔ دوسرے دن میں نے اس کا ذکر بعض اصحاب سے کیا۔ اس کے چند روز بعد ڈاکٹر مطلوب خاں کا خط آ گیا۔ کہ میرے متعلق غلط فہمی ہوگئی تھی۔ میں مرا نہیں تھا۔ بلکہ دشمن مجھ کو پکڑ کر لے گئے تھے۔

خوابوں کے اقسام اور یورپ کی تحقیقات

فرمایا: ایسی ایسی صداقتیں خواب کی ظاہر ہوتی ہیں۔ مگر لوگ پھر بھی اس کو یونہی سمجھتے ہیں۔ فرمایا یورپ کے لوگوں نے اس کے متعلق بہت تحقیقات کی ہے اور انہوں نے مختلف اسباب دریافت کئے ہیں۔ جن کے باعث مختلف قسم کے خواب آجاتے ہیں مثلاً اگر کسی سمندری علاقہ کے باشندے کے جسم پر جبکہ وہ سویا ہوا ہو پانی کی بوتلیں ڈالی جائیں اور پاس ہی موم بتی روشن کر دی جائے تو وہ خواب دیکھے گا کہ وہ کشتی میں سوار تھا جو ٹوٹ گئی اور وہ ڈوب رہا ہے اور آفتاب کی دھوپ اس کے جسم پر پڑ رہی ہے۔ لیکن اگر اندرون ملک کا باشندہ ہو تو وہ یہ خواب دیکھتا ہے پانی برسا ہے اور وہ آگ سینکتا ہے۔ فرمایا: چونکہ ان کے سامنے اس قسم کی مثالیں ہیں۔ اس لئے وہ خواب کو بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ مگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ خوابیں اور الہام بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں اور اس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ غلطی کھاتے ہیں۔

1- اغلباً 'ویانا'

مسلم یونیورسٹی اور نیشنل مسلم یونیورسٹی

حضورؓ نے ڈاکٹر صاحب سے دریافت فرمایا کہ آپ نیشنل اور مسلم یونیورسٹی میں کیا فرق سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ نیشنل یونیورسٹی میں مذہبی تعلیم کا عنصر زیادہ ہے۔ باقی تعلیم اسی قسم کی ہے۔ اور پروفیسر پہلے اچھے جمع ہو گئے تھے۔ مگر اب وہ جا رہے ہیں۔ پہلے انہوں نے پروپیگنڈا کے لئے ایک جماعت بنائی تھی۔ مگر بعد میں تعلیم کو بھی شامل کیا گیا۔

آزاد یونیورسٹی کے افسروں کی عدم فرض شناسی

فرمایا ان کے ضمیر کس طرح تسلی پاتے ہیں کہ پبلک میں کچھ اعلان کرتے ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ اب طلباء زیادہ حصہ سیاسیات میں نہیں لیتے۔ اب کی دفعہ ڈاکٹر محمد عالم صاحب کچھ طلباء لے آئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ یہاں ہندوستان میں لوگ ملازمت کے لئے پڑھتے ہیں۔ اسی لئے آزاد یونیورسٹیاں قائم نہیں ہوتیں۔ فرمایا اصل بات یہ ہے کہ جو آزاد یونیورسٹیاں ہیں۔ ان میں لوگ ان ذمہ داریوں کو پورے طور پر ادا نہیں کرتے۔ جو ان پر عائد ہوتی ہیں۔ مثلاً تاجروں کے لڑکے جن کو ملازمت نہیں کرنی وہ بھی سرکاری مدارس ہی میں جاتے ہیں۔ ان کو حساب کتاب سیکھنا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ وہاں کام ہوتا ہے۔ اس لئے وہ وہاں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے طور پر کام کرنے کے ناقابل ہیں۔ انکسار کا سوال نہیں۔ کیونکہ انکسار کی بھی کوئی حد ہوتی ہے جو لوگ کچھ جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہاں ہم یہ جانتے ہیں۔

حکومت سے پہلے اخلاق کی ضرورت ہے

کام کی قابلیت کے حصول کا طریق بھی یہ ہے کہ پہلے اخلاق فاضلہ حاصل کئے جائیں اور لڑائی بھی دوسری قوم سے اس وقت کرنی چاہیئے جب اپنے اخلاق درست ہو جائیں۔ اگر اخلاق درست ہوتے تو چند لیڈروں اور والنٹیروں کے پکڑے جانے سے موجودہ تحریک سرد نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر جب لیڈروں اور والنٹیروں کی گرفتاری عمل میں آئی سب جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ لیڈروں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ لوگوں پر اتنا بوجھ ڈالنا چاہیئے۔ جس کے اٹھانے کی ان میں قابلیت ہو۔ اور سب سے پہلے ان کے لئے ضروری ہے کہ اخلاق فاضلہ پیدا کریں۔ چونکہ ان میں اخلاق نہیں ہیں۔ انگریز بھی ان کی دھمکیوں کو ڈراوے سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ اگر انگریزوں کو یقین ہو جائے کہ یہ جو کہتے ہیں وہ کر دکھائیں گے اور ان کی اخلاقی حالت سنور گئی ہے تو وہ خود بخود ہی یہاں سے چلے جائیں گے۔

ان لوگوں میں ان اخلاق کی کمی ہے جو حکومت کے لیے ضروری ہیں۔ اخلاق سے یہ مراد نہیں کہ اگر کسی کو ملنے گئے تو اس نے آؤ بھگت کر دی۔ بلکہ اخلاق سے مراد وہ اخلاق ہیں جن کا تعلق حکومت سے ہے۔ اور وہ اور ہیں۔ اگر ہندوستانیوں میں وہ اخلاق پیدا ہو جائیں تو انگریز خود ان کے لئے جگہ خالی کر دیں۔ آپ نے جانوروں میں دیکھا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے کم لڑتے ہیں۔ اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو دیکھ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ دوسرے کی طاقت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ اگر ہندوستانیوں میں اخلاقی طاقت ہو تو اس کو انگریز محسوس کر لیں گے کیونکہ طاقت کا اثر دوسرے پر ضرور پڑا کرتا ہے۔

سچی برداشت کی ضرورت

حکومت کے لئے جس اخلاق کی ضرورت ہے ان میں سے ایک سچی برداشت بھی ہے۔ جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے۔ مسٹر گاندھی میں بھی سچی برداشت نہیں ہے۔ چنانچہ ایک وقت میں انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ گئو کشی بند کرنے کے لئے ہندو تلوار سے کام لیں گے۔ اور خون بہادیں گے۔ اگر کہا جائے کہ بعد میں انہوں نے کہا ہے کہ ہندوؤں کو چاہیئے کہ مسلمانوں سے آشتی کے ساتھ گئو کشی بند کرائیں تو اس کو رائے کا بدلنا نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ جس طرح وہ گورنمنٹ سے مطالبہ کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ اعلان کرے کہ اس سے فلاں غلطی ہوئی اسی طرح چاہیئے کہ وہ خود بھی اعلان کریں کہ میرا پہلا بیان میری غلطی تھا۔ اب میرا خیال اس بارے میں بدل گیا ہے۔ ہم اسی وقت سے اس کے متعلق لکھ رہے ہیں۔ اور ہمارے آدمی بمبئی میں ان سے ملے بھی تھے مگر وہ بات کو ٹلا گئے۔

مسلمانوں کو ملزم مشہور کرنے کی کوشش

پھر دیکھئے شہزادہ ویلز کے آنے پر بمبئی میں لوگوں نے گورنمنٹ کے مقابلہ میں فساد کیا اس میں زیادہ ہندو مارے گئے۔ زیادہ ہندو ماخوذ ہوئے۔ مگر مسٹر گاندھی یہی فرماتے ہیں کہ فسادی مسلمان تھے۔ اور مسز سروجنی نیڈو بھی یہی اعلان کرتی ہیں کہ فسادی مسلمان زیادہ تھے۔

اگر کہا جائے کہ ہر بدی اور برائی میں مسلمان آگے آگے ہوتے ہیں اور ہندو ہمیشہ مسلمانوں کو آگے کر کے خود پیچھے ہو جایا کرتے ہیں تو یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ اگر مسلمان ہی آگے ہوتے ہیں اور ہندو بھاگ جاتے ہیں تو بمبئی کے فساد میں چاہیئے تو یہ تھا مسلمان زیادہ اس فساد میں مارے جاتے۔ اور زیادہ گرفتار ہوتے لیکن برخلاف اس کے مرے بھی زیادہ ہندو ہیں اور گرفتار بھی زیادہ ہندو ہوئے۔ کیا اس وقت مسلمانوں نے یہ انتظام کر لیا تھا کہ جب گولی آتی تو ہندوؤں کو آگے کر دیتے۔ پھر اگر ہندو بزدلی دکھاتے ہیں تب بھی ان میں اخلاقی کمزوری ہے۔ پس جب لیڈروں کا یہ حال ہے تو دوسروں کا کیا حال ہوگا۔

لیڈر کا ماہر ہونا ضروری ہے

اگر کہا جائے کہ فلاں ہندو لیڈر میں حکومت کی قابلیت نہیں۔ مثلاً گاندھی صاحب ہی کو لیا جائے تو پھر وہ اس ایجی ٹیشن میں لیڈر ہونے کے قابل نہیں۔ کیونکہ ہر شخص اس بات میں لیڈر ہو سکتا ہے جس کا وہ اہل اور ماہر ہو۔ یہ لوگ پہلے ہی حکومت کے خیال میں پڑ گئے مگر اس بات کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے کہ حکومت کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے۔ آپ ڈاکٹر ہیں جانتے ہیں کہ پھوڑا جہاں ہو وہیں نشتر لگایا جاتا ہے۔ لیکن اگر پھوڑا تو ہو مثلاً ہاتھ میں اور نشتر لگایا جائے پیر میں تو اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ سب سے پہلے لیڈروں کو اخلاق کی درستی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر کچھ لوگوں کے اخلاق درست بھی ہوں تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ جبکہ عموماً اکثر لوگوں کی اخلاقی حالت درست نہ ہو چکی ہو۔

اہلِ جرمن کی اخلاقی حالت

جرمن والوں کو دیکھئے شکست کھا چکے ہیں اور بری حالت میں ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ 6 کروڑ ہیں مگر اتحادیوں کو جرأت نہیں ہوئی کہ ان کے ملک پر قبضہ کر لیتے۔ کیوں اسی لئے کہ ان کے متعلق جانتے ہیں ہم ان پر حکومت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کی حالتِ اخلاقی بحیثیت قوم کے درست ہے۔

پس جو طریق ہندوستان کے لیڈروں نے اختیار کیا ہے وہ غلط ہے اور غلط طریق پر چل کر کامیابی نہیں ہوا کرتی۔

اخلاقی نقائص کا اعلان

ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا۔ یہ حالت تو پھر پیدا کرنی چاہیئے۔ فرمایا حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے مبعوث فرمایا تھا۔ ہم احمدیوں میں یہ حالت پیدا کی گئی ہے۔

احمدیوں کی اخلاقی حالت

اگر کہا جائے کہ احمدیوں میں بھی کمزور ہیں۔ اوّل تو میں کہوں گا۔ اصلاح بتدریج ہوا کرتی ہے۔ دوسرے بات یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے تو دو تین مثالیں ہوتی ہیں۔ مگر میرے سامنے ساری جماعت ہے۔ کہنے کو تو میں قادیان میں بیٹھا ہوں لیکن میرے کان ہر جگہ ہیں۔ رسول کریمؐ کے متعلق کہا گیا تھا ھُوَ اُذُنٌ کہ جو بات کی جائے اس کو پہنچ جاتی ہے۔ یہی حال ہمارا ہے۔ ہر جگہ کے حالات ہمیں معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جماعت کے افراد کو یہ ایک دھکا پیغامیوں کے فتنے سے لگا تھا کہ کمزور لوگوں نے سمجھ لیا۔ جب ہم ان کمزوریوں کے باوجود بھی احمدی رہ سکتے ہیں۔ تو انہوں نے کمزوریوں کے رَفع کرنے کی طرف توجہ نہ کی۔ اور جماعت سے کٹ کر ان میں شامل ہو گئے۔ یا پھر جن لوگوں کے مرکز سے تعلقات مضبوط نہ رہے۔ ان میں کمزوری آ گئی۔ یہ کہنا کہ احمدیوں میں برداشت نہیں، صحیح نہیں۔

ہم لاہور جاتے ہیں۔ ہر طبقہ کے لوگ ملنے آتے ہیں۔ اور کسی وقت فرصت نہیں ملتی وہ لوگ زیادتی بھی کرتے ہیں اور پھر خود ہی اپنی غلطی کو محسوس کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ آپ تو احمدیت کا نمونہ ہیں۔ چاہیئے کہ سب لوگ ایسا ہی نمونہ بنیں۔

فرمایا یہ تو پھر ہر شخص کو اپنے نفس کو سمجھانا چاہیئے۔

(الفضل قادیان مورخہ 9 اکتوبر 1922ء صفحہ 5)

خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی

ہمارے گھر میں اس نے بھر دیا نور
ہر اک ظلمت کو ہم سے کر دیا دور

ملایا خاک میں سب دشمنوں کو
کیا ہر مرحلہ میں ہم کو منصور

حقیقت کھول دی ان پر ہماری
مگر تاریکیٔ دل سے ہیں مجبور

ہماری فتح و نصرت دیکھ کر وہ
غم و رنج و مصیبت سے ہوئے چور

ہماری رات بھی ہے نور افشاں
ہماری صبح خوش ہے شام مسرور

خدا نے ہم کو وہ جلوہ دکھایا
جو موسیٰؑ کو دکھایا تھا سر طور

ملے ہم کو وہ استاد و خلیفہ
کہ سارے کہہ اٹھے نورٌ علیٰ نور

خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَوْفَی الْاَمَانِیْ

(کلامِ محمود صفحہ 90)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاملینِ جلسہ کے لئے دعائیں

’’ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ و غم دُور فرما دے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا، یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے‘‘۔ آمین ثم آمین

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ عفی اللہ عنہ

(مجموعہ اشتہارات جلد 342)

جماعت احمدیہ جرمنی کے 100 سال

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر محترم مولوی مبارک علی صاحب بنگالی ستمبر 1922ء میں تبلیغ اسلام کی غرض سے جرمنی کے دارالحکومت برلن تشریف لائے۔ گیارہ ماہ بعد 6 اگست 1923ء کو برلن میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ اس تاریخی پس منظر میں جماعت احمدیہ جرمنی سال 2023ء کو صد سالہ جوبلی کے طور پر منا رہی ہے۔ تاریخ کمیٹی جرمنی نے سو سالہ تاریخ کے اہم واقعات پر مشتمل ایک ٹائم لائن تیار کی ہے۔ واقعات کی یہ جھلک آپ کو حقائق سے متعارف کروانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ اس ٹائم لائن کی تیاری میں 2012ء سے قائم تاریخ کمیٹی جرمنی کے سبھی ممبران نے تعاون کیا تاہم اس پر بنیادی تحقیقی خدمت کی توفیق مکرم محمد لقمان مجوکہ صاحب کو ملی جبکہ جرمن سے اردو زبان میں اسے مکرم عرفان احمد خان صاحب نے ڈھالا۔ خاکسار سب خدمت کرنے والے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام احباب کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے نیک ثمرات سے جماعت کو نوازے، آمین و جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار۔ محمد الیاس منیر۔ صدر تاریخ کمیٹی جرمنی

جماعتِ احمدیہ مسلمہ

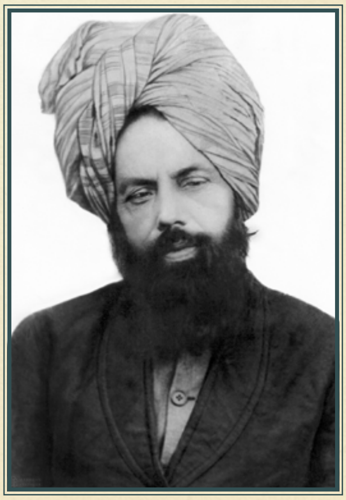

سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (1835-1908 علیہ السلام) جنہیں اپنی جوانی کے زمانہ سے ہی اسلام کی حمایت میں خدمت کی توفیق ملی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بحیثیت مسیح موعود و مہدی معہود مبعوث ہوئے تو آپؑ نے 1889ء میں اللہ تعالیٰ سے اِذن پاکر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ جس کے بعد آپ کو اپنوں اور غیروں ہر طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ تائید الٰہی سے اس قافلہ کو آگے سے آگے لے جانے میں کامیاب رہے۔ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا قیام عمل میں آیا جس کا بابرکت سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک جاری ہے، الحمدللہ۔ اس وقت حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپؑ کے پانچویں خلیفہ کی حیثیت سے دنیا بھر کے 213 ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت کی امامت و قیادت فرما رہے ہیں۔

1885

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دین اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کی حقانیت کے دلائل ساطعہ پر مشتمل ''براہین احمدیہ'' تصنیف فرمانے کے فوراً بعد 1885ء میں ایک خط کے ذریعہ پوری دنیا کو دعوتِ اسلام دی۔ یہ خط ایک اشتہار کے ساتھ بذریعہ رجسٹری ڈاک بارہ ہزار افراد کو بھجوایا گیا۔ آپؑ نے جن ہزاروں شخصیّات کو یہ خط ارسال کیا، ان میں بڑے بڑے ممالک کے سر براہان بھی شامل تھے۔ ان میں سے بعض سر براہان کے نام حضور علیہ السلام نے اپنی کتب میں بھی تحریر فرمائے تھے جن میں جرمنی کے اوّلین چانسلر بسمارک (Otto von Bismarck) بھی شامل تھے۔ اِسی سال 1885ء میں حضرت مسیح معہود علیہ السلام کا ذکر جرمنی سے شائع ہونے والے ایک عیسائی جریدہ Evangelische "Missions-Zeitschrift" میں بھی چھپا۔

Allgemeine
Missions-Zeitschrift.
Monatshefte
für
geschichtliche und theoretische Missionskunde.
In Verbindung mit
D. F. M. Zahn, und D. R. Grundemann,
herausgegeben
von
D. Gustav Warneck,
Zweiundzwanzigster Band.

1895

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ہندوستان کے مشہور پادری عبد اللہ آتھم کے درمیان 1893ء میں امرتسر کے مقام پر ایک تاریخی مناظرہ ہوا تھا اور بعد میں اسے ''جنگ مقدّس'' کے نام سے شائع کیا گیا تھا۔ اس مناظرہ کی گونج جرمنی میں بھی سنی گئی، اس طرح سے حضور علیہ السلام کا نام اور کام یہاں تک پہنچا۔ جرمنی کے شہر Gütersloh سے نکلنے والے ایک عیسائی جریدے Allgemeine Missions Zeitschrift کے شمارہ 1895ء میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں اس مناظرہ کی تفصیل بیان کی گئی اور خصوصاً آتھم کے بارہ میں حضور علیہ السلام کی پیشگوئی کا ذکر کیا گیا۔ اِس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے عقائد کا تعارف کرایا گیا جو متعصّبانہ رنگ لئے ہوئے تھا۔

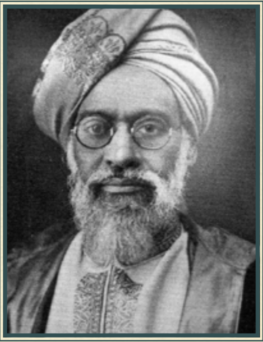

1903

جرمنی وہ خوش قسمت ملک ہے جس کے بارہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں ابتداء سے ہی تبلیغ اسلام کا جوش تھا۔ 18 مارچ 1903ء کی بات ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو جرمن زبان سیکھنے کا حکم فرمایا۔ اس پر حضرت مفتی صاحبؓ نے اُسی رات بعض خوابیں دیکھیں جن کی تفصیل حضور علیہ السلام کی خدمت میں لکھی تو اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''ان خوابوں سے تو کچھ بھی اجازت محسوس نہیں ہوتی۔ بہتر ہے ذرا صبر کریں۔ جب تک جرمن کی حقیقت اچھی طرح کھل جائے۔ معلوم نہیں جرمن سے کوئی عربی اخبار بھی نکلتا ہے جیسا کہ عربی اخبار امریکہ سے نکلتا ہے۔ کوئی اور کوئی سبیل اشاعت ڈھونڈنا چاہئے'' (ذکر حبیب صفحہ 357-359)

1906

اس سال مذہبی دنیا کی مشہور کتاب "Die orientalischen Religionen" کے ایک حصّہ »Die Kulter der Gegenwart« میں مشہور مستشرق Iganz Goldziher نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں تفصیل سے لکھا۔ علاوہ ازیں اسی سال کے دسمبر میں Jena یونیورسٹی میں پروفیسر Karl Voller نے ایک مقالہ پڑھا جس میں موصوف نے جماعت احمدیہ کا ذکران الفاظ میں کیا کہ ہندوستان کے قصبہ قادیان سے اٹھنے والی یہ تحریک ایک نیا رنگ لئے ہوئے ہے۔ موصوف کا یہ مقالہ اگلے سال کتاب Weltreligionen میں شائع ہوا۔

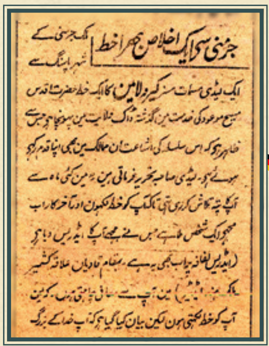
جرمنی سے ایک اخلاص بھرا خط
ایک جرمنی کے شہر پاسنگ سے
ایک لیڈی مسمات مسز کیرولامین کا ایک خط حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں گذشتہ ڈاک ولایت میں پہونچا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی اشاعت ان ممالک میں بھی اپنا قدم رکھ رہی ہے۔ لیڈی صاحبہ تحریر فرماتی ہیں کہ میں کئی ماہ سے آپکا پتہ تلاش کر رہی تھی تاکہ آپ کو خط لکھوں اور آخر کار اب مجھ کو ایک شخص ملا ہے جس نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا ہے (ایڈریس لفافہ پر اب بھی یہ ہے۔ بمقام قادیان علاقہ کشمیر
آپ کو خط لکھتی ہوں لیکن بیان کیا گیا ہے کہ آپ خدا کے بزرگ

1907

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام جرمنی میں نہ صرف پہنچا بلکہ یہاں سے آپؑ کو نہایت خوشکن جواب بھی ملا، میونخ کے مضافاتی شہر Passing جو اس وقت میونخ کا ایک محلّہ بن چکا ہے، سے ایک جرمن خاتون محترمہ کرولامن صاحبہ نے ایک اخلاص بھرا خط لکھ کر آپ سے عقیدت کا اظہار کیا۔ اس خط کا اردو ترجمہ 14 مارچ 1907ء کے اخبار البدر قادیان میں شائع ہوا۔ جس کے مطابق انہوں نے تحریر کیا کہ میں کئی ماہ سے آپ کا پتہ تلاش کر رہی تھی تاکہ آپ کو خط لکھوں اور آخر کار اب مجھے ایک شخص ملا ہے جس نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا ہے۔ آپ خدا کے بزرگ رسول ہیں اور مسیح موعود کی قوت میں ہو کر آئے ہیں.........

1908

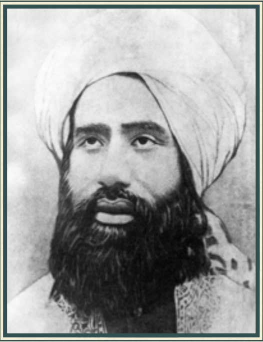

اس سال 26 مئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد الٰہی نوشتوں کے مطابق جماعت میں خلافت کا روحانی نظام قائم ہوا اور احباب جماعت نے بالاتّفاق حضور علیہ السلام کے دست راست حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ منتخب کیا۔ آپؓ ایک عظیم الشان روحانی وجود تھے۔ آپ کو جو بلند مرتبہ حاصل ہوا وہ اپنے آقا کی کامل اطاعت میں فنا ہونے سے ملا۔ آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اشارہ پر اپنا آبائی وطن چھوڑ کر قادیان میں دھونی رمائی تھی۔ آپؓ نے چھ سالہ عہد خلافت میں احمدیت کا پیغام بیرونی دنیا تک پہنچانے کے لئے سب سے پہلے مبلّغ سلسلہ کو برطانیہ بھجوایا اور نظام خلافت کے خلاف اُٹھنے والے اندرونی فتنوں اور سازشوں کو بے نقاب کر کے ان کا سدّباب کیا۔

1914

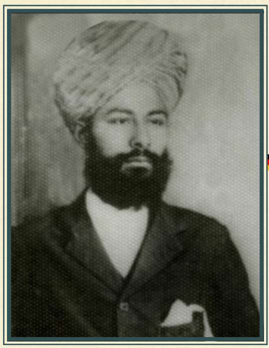

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد 14 مارچ 1914ء کو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح الثانی منتخب ہوئے۔ آپ کے 52 سالہ دورِ خلافت میں جماعت احمدیہ علمی و عملی، تنظیمی و تبلیغی اعتبار سے مضبوط بنیادوں پر استوار ہوئی۔ آپؓ کو ابتداء سے ہی نظام خلافت کے خلاف فتنوں اور سازشوں کا سامنا کرنا پڑا جس کا آپؓ نے نہایت اولوالعزمی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ آپ نے عہد خلافت کے ابتدائی سالوں میں جرمنی میں تبلیغ کے لئے دو مبلّغین کو بھجوایا اور یورپ کی سب سے پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ آپؓ 1955ء میں بنفس نفیس جرمنی تشریف لائے اور دو بڑے شہروں نیورنبرگ و ہمبرگ کو برکت بخشی۔

1914

یہ سال جرمنی کے لئے اس اعتبار سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ کسی بھی احمدی کے قدم اس سرزمین پر پہلی بار پڑے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ جرمنی تشریف لائے۔ بعد میں آپؓ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ، اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے صدر، عالمی عدالت الانصاف کے جج اور صدر بنے۔ آپؓ انگلستان سے اپنے زمانہ طالب علمی کے دوران یہاں سیاحت کی غرض سے تشریف لائے تھے اور دریائے رائن کی سیر کی۔ آپؓ کو جرمنی کے ساتھ ایک خاص تعلق رہا اور 1950 کے بعد بڑی کثرت سے یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ ہمبرگ اور فرانکفرٹ میں تعمیر ہونے والی اوّلین احمدیہ مساجد کا افتتاح آپؓ نے ہی فرمایا۔

1918

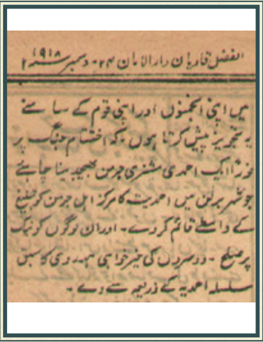

الفضل قادیان دارالامان ۲۴ دسمبر ۱۹۱۸ء

میں اپنی انجمنوں اور اپنی قوم کے سامنے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اختتام جنگ پر فوراً ایک احمدی مشنری جرمن بھیجدینا چاہئے جو شہر برلن میں احمدیت کا مرکز اہل جرمن کو تبلیغ کے واسطے قائم کردے۔ اور ان لوگوں کو نیک پر صلح۔ دوسروں کی خیرخواہی ہمدردی کا سبق سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ سے دے۔

جرمنی میں تبلیغ اسلام کا خیال تو ابتداء سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کو تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تو اپنے عہد خلافت کی ابتداء سے اس کا جماعت کے سامنے متعدّد مواقع پر اِظہار فرمایا تھا۔ تاہم 1918ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ جب جنگ عظیم اوّل کے خاتمہ کے بعد انگلستان میں مقیم تھے تو آپؓ نے وہاں سے قادیان بھیجے جانے والے اپنے ایک عریضہ میں جرمن قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرامن جھنڈے تلے لانے کی ضرورت پر زور دیا اور اس مقصد کے لئے تجویز پیش کی کہ اب وقت ہے کہ فوراً ایک احمدی مبلّغ جرمنی بھیج دیا جائے جو اہل جرمنی کو تبلیغ کرنے کے واسطے شہر برلن میں احمدیت کا مرکز قائم کرے۔ (الفضل قادیان 24 دسمبر 1918ء)

1920

ایک جرمن لیڈی کا اسلام اور اس کا خطبہ۔

جہاں ہمیں اپنے محدود ذرائع اور بظاہر دنیا کی نظر میں بے وجاہت ہونے کا اعتراف ہے۔ وہاں ہمیں اپنے مولا پاک کے فضلوں اور صداقت کے حامل ہونے پر فخر بھی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح موعود کا بھیجنے والا خدا ہمارے کام خود بخود کر رہا ہے اور مختلف اطراف عالم میں احمدیت کی اشاعت ہونے کے سامان ہو رہے ہیں۔ ذیل میں ایک تازہ نومسلم جرمن خاتون کا خط درج کرتا ہوں۔ جو اس نے حضرت خلافت مآب سیدنا محمود کے حضور لکھا ہے۔ ہماری نئی نومسلمہ بہن محمودہ لکھتی ہیں۔

اس سال سب سے پہلی جرمن خاتون نے بیعت کی۔ برلن کی رہنے والی یہ خاتون شادی کے بعد لندن میں مقیم تھیں۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ میں لکھا ''یہاں (لندن) خوبیٔ قسمت سے میری احمدی مبلّغین کے ساتھ ملاقات ہوگئی اور مسیحیّت و اسلام کا مقابلہ کرنے کے بعد میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور قرآن پاک کی تعلیم کو تثلیثی مذہب کے اصول سے بدرجہا افضل پاتی ہوں۔ ...... میرے مقدس پیشوا! خدا سے دعا فرمائیں ...... کہ میرا غریب ملک جس نے مسیحیّت کا بہت تجربہ کرلیا ہے، امن و صلح کے مذہب یعنی اسلام کو قبول کرلے اور پھر خوشی سے ہم آغوش ہو۔ حضور کی خادمہ مرتھا محمودہ''۔ (الفضل 15 اپریل 1920ء)

1922

مکرم مولوی مبارک علی صاحب بنگالی بطور مبلّغ سلسلہ جرمنی میں تشریف لائے۔ آپ ڈگڈیر (بنگال) میں 1881ء میں پیدا ہوئے۔ آپ اعلیٰ تعلیم کے بعد تدریس کے شعبہ سے منسلک تھے۔ اسی دوران ریویو آف ریلیجنز کا مطالعہ کرنے کے بعد بیعت کی توفیق پائی۔ آپ نے اپنی ملازمت سے رخصت لے کر خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو تبلیغ اسلام کی خاطر نائیجیریا جانے کا ارشاد فرمایا۔ اس کے لئے آپ لندن پہنچے اور ابھی یہیں تھے کہ آپ کو تعمیرِ مسجد کے منصوبہ کے ساتھ جرمنی جانے کا ارشاد ملا تو آپ ستمبر 1922ء میں برلن چلے آئے۔ آپ کی وفات 1969ء میں بوگرہ (بنگلہ دیش) میں ہوئی۔

1923

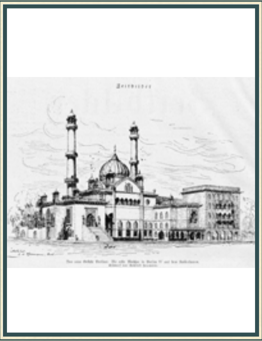

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یورپ میں سب سے پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے جرمنی کا انتخاب فرمایا اور اس کے لئے جماعت کی خواتین کو تحریک فرمائی کہ وہ اس کے لئے چندہ جمع کریں۔ چنانچہ ہندوستان کی خواتین نے لبّیک کہتے ہوئے مطلوبہ رقم اپنے آقا کی خدمت میں پیش کر دی۔ ادھر مبلّغ سلسلہ محترم مبارک علی صاحبؓ نے چند ماہ میں تمام قانونی مراحل طے کر لئے جس کے بعد مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب مؤرخہ 6 اگست 1923ء کی شام منعقد ہوئی جس میں چار سو مہمانوں نے شرکت کی۔ مسجد کی تعمیر کا منصوبہ انتہائی مخدوش معاشی صورت حال کے پیش نظر مکمل نہ ہوسکا اور اس کا چندہ لندن منتقل کر دیا گیا جہاں مسجد فضل تعمیر ہوئی۔

1923

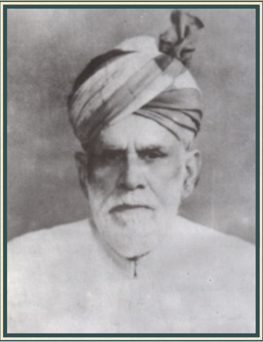

حضرت ملک غلام فرید صاحب رضی اللہ عنہ (صحابی) اپنی اہلیہ اور ایک کم سن بیٹے کے ہمراہ 18 دسمبر 1923ء کو برلن پہنچے۔ آپ نے محترم مولوی مبارک علی صاحبؓ کے ساتھ مل کر جرمن زبان میں شائع ہونے والے جماعت مخالف لٹریچر کا جواب تیار کیا جسے مختصر کتابچوں کی صورت میں شائع کیا گیا۔ اکتوبر 1924ء میں جرمن مشن بند ہو جانے کے بعد آپ لندن چلے گئے جہاں سے 1928ء میں واپس قادیان تشریف لے گئے اور اپنی وفات جنوری 1977ء تک خدمت دین سرانجام دیتے رہے جن میں انگریزی ترجمۃ القرآن سرفہرست ہے۔ قیام جرمنی کے دوران 22 جنوری 1924ء کو ملک صاحبؓ کے ہاں دوسرے بیٹے منصور احمد کی پیدائش ہوئی جسے جرمنی میں پیدا ہونے والے اوّلین احمدی بچے کا اعزاز حاصل ہے۔

1924

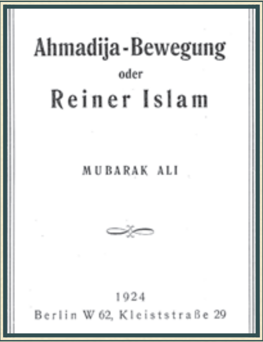

Ahmadija-Bewegung
oder
Reiner Islam

MUBARAK ALI

1924
Berlin W 62, Kleiststraße 29

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری عمر قلمی جہاد میں گزاری۔ اسی پر آپ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ بھی عمل پیرا ہے۔ جرمنی میں بھی یہ قلمی جہاد آغاز سے ہی جاری ہے۔ اوّلین مبلّغ سلسلہ نے جرمنی میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا تو برلن میں موجود بعض مسلمانوں نے جماعت کے خلاف مختلف پمفلٹ شائع کئے اور جماعت سے متعلق غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہدایات کی روشنی میں ہمارے مبلّغین نے اس پروپیگنڈا کا جواب جرمن زبان میں تیار کر کے شائع کیا۔ اس طرح سب سے پہلا کتابچہ "Ahmadija-Bewegung oder Reiner Islam" یعنی احمدیہ موومنٹ یا حقیقی اسلام کے عنوان سے 1924ء میں شائع کیا گیا۔

1924

برلن میں احمدیہ مسجد کی تقریب سنگ بنیاد کے بعد تعمیر جاری تھی اور دیواریں قریباً اڑھائی میٹر تک بلند ہو چکی تھیں کہ جنگ عظیم اوّل کے بعد جرمنی کی معاشی حالت بے حد خراب ہوگئی اور جرمن مارک اس حد تک گر گیا کہ باہر سے آنے والے روپے کی کوئی قدر ہی نہ رہی۔ ان حالات کے پیش نظر تعمیر مسجد کا کام جاری رکھنا ناممکن ہو گیا۔ چنانچہ اسی سال قادیان میں ہونے والی مجلس مشاورت میں یہ معاملہ رکھا گیا اور اس پر تفصیل سے بحث کے بعد جرمن مشن سر دست بند کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلہ کی روشنی میں مسجد کی زمین نیلام کر دی گئی اور یہاں بھجوائے گئے مبلّغین سلسلہ واپس بلا لئے گئے۔

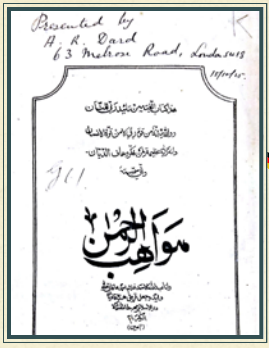

1925

1924ء میں جرمن مشن بند ہونے پر مبلّغین سلسلہ انگلستان چلے گئے جہاں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دورۂ یورپ کی برکات سمیٹیں۔ مسجد فضل لندن کی تقریب سنگ بنیاد، ویمبلے کانفرنس اور مبلّغین کانفرنس میں شامل ہوئے۔ تاہم 1925ء میں محترم مولوی مبارک علی صاحب پھر برلن تشریف لائے تاکہ مسجد کی زمین کے قانونی امور کو نمٹا سکیں۔ آپ کے ہمراہ امام مسجد فضل لندن مکرم عبدالرحیم درد صاحب بھی تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی عربی تصنیفات الاستفتاء، مواہب الرحمٰن، لجۃ النور اور نجم الہدیٰ برلن کی سرکاری لائبریری میں رکھوائیں جو آج بھی وہاں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں 1933ء میں جہلم کے امیر جماعت مکرم عطا محمد صاحب نے ''آئینہ کمالات اسلام'' کا ایک نسخہ اس لائبریری کو بھجوایا۔

1936

اس سال حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) انگلستان میں اپنے زمانہ طالب علمی کے دوران رخصت کے ایام میں سیر و سیاحت کی غرض سے جرمنی تشریف لائے۔ یہاں آپ نے مختلف شہروں میں قیام فرمایا جن میں جنوبی شہر فرائی برگ اور فرانکفرٹ کے علاوہ بعض دیگر شہر شامل ہیں۔ آپ نے اس سفر جرمنی کے دوران ٹانسلز کا آپریشن بھی کروایا اور یہیں سے اپنی زندگی خدمت دین کے لیے وقف کرنے کا خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا۔ اسی سفر کے دوران کولون کے نزدیکی شہر Solingen کے ایک جرمن کے ساتھ آپ کے دوستانہ تعلقات اُستوار ہوئے جو آخر دم تک قائم رہے۔

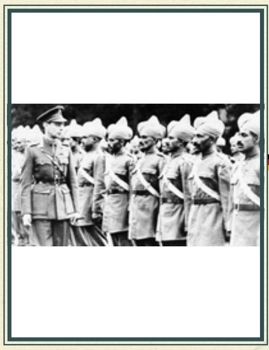

1945

دوسری عالمی جنگ کے دوران دو جرمن جنگی قیدیوں کو جو یونان اور انگلستان کی قید میں تھے، احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ ان میں سے ایک Mr. Kuhne رہائی کے بعد ہمبرگ میں رہائش پذیر ہوئے اور ہمبرگ کے اوّلین احمدی قرار پائے۔ انہی کے ذریعہ بعض دیگر جرمن دوستوں کو بھی بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ جبکہ دوسرے دوست عبدالشکور کنزے صاحب تھے جنہوں نے اپنی زندگی تبلیغ اسلام کے لئے وقف کی موصوف ربوہ بھی گئے اور جامعہ احمدیہ سے مختصر عرصہ کے لئے دینی تعلیم بھی حاصل کر کے جرمنی واپس آنے پر فرانکفرٹ میں تعینات ہوئے۔

1945

جنگ عظیم دوم کے اختتام پر تین نوجوان مبلّغین سلسلہ مکرم چودھری عبداللطیف صاحب، مکرم مولوی غلام احمد بشیر صاحب اور مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کو جرمنی میں تبلیغ اسلام کے لئے مقرر فرمایا۔ تینوں مبلّغین کرام مختلف گروپوں میں قادیان سے روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بنفس نفیس ان مجاہدین کو الوداع کہنے کے لئے ریلوے سٹیشن پر تشریف لے گئے اور پرسوز اجتماعی دعا کے ساتھ اِنہیں رخصت کیا۔ تمام مبلّغین پہلے انگلستان پہنچے جہاں سے جرمنی آنے کے لئے کوشش کے ساتھ ساتھ بزرگ مبلّغ سلسلہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ کے زیر تربیت رہتے ہوئے یورپین تہذیب و تمدّن کے بارہ میں اپنی معلومات میں اضافہ کرتے رہے۔

1948

مبلّغین سلسلہ جنگ کے بعد پیدا ہونے والی پیچیدہ صورت حال کی وجہ سے جرمنی نہ آسکے تو حضورؓ کی ہدایت پر مکرم شیخ ناصر احمد صاحب سوئٹزرلینڈ چلے گئے اور وہیں سے مختصر عرصہ کے لئے مکرم شیخ صاحب موصوف پہلی مرتبہ 11 جون 1948ء کو ہمبرگ تشریف لائے اور وہاں موجود احباب جماعت سے ملاقات کی اور منظّم کیا۔ بعد میں بھی آپ گاہے گاہے یہاں تشریف لاتے رہے تاکہ احباب جماعت سے رابطہ رکھا جا سکے اور ان کی تربیت کی جا سکے۔ بعد ازاں مکرم غلام احمد بشیر صاحب کو بھی مختصر عرصہ کے لئے جرمنی آنے کی اجازت ملی تو آپ نے بھی ہمبرگ کا دورہ کیا۔ اس دوران مکرم چودھری عبداللطیف صاحب ہالینڈ چلے گئے جہاں سے آپ نے جرمنی جانے کے لئے اجازت حاصل کرنے کی کوشش کی۔

1949

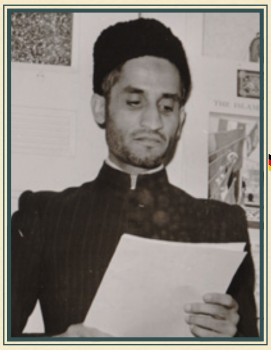

محترم چودھری عبداللطیف صاحب کو جرمنی آنے کا مستقل ویزا ملا تو آپ 29 اپریل 1949ء کو باقاعدہ مبلّغ سلسلہ کی حیثیت سے ہمبرگ تشریف لائے۔ آپ نے مشکل حالات میں Elbstadt میں جماعت کی تنظیم نو کی۔ آپ نے اپنی قیام گاہ Oderfelder Str.18 کو جماعتی مرکز بناکر نمازوں، جمعہ اور عید کی ادائیگی کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کی تبلیغی مساعی جرمن اخبارات کی زینت بھی بنتی رہی۔ معاشی حالات کی خرابی اور تنگدستی کے باوجود آپ نے قربانی دے کر جماعت جرمنی کو متعارف کروانے اور فعّال بنانے میں بہت محنت سے خدمت کی۔ آپ کی خدمات میں دو مساجد کی تعمیر، مقامی ذرائع ابلاغ میں جماعت کا وسیع تعارف اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا کامیاب دورۂ جرمنی خاص طور پر نمایاں ہیں۔

1949

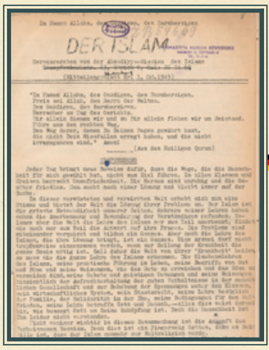
DER ISLAM

جرمن زبان میں جماعت کے ترجمان رسالہ Der Islam کا سوئٹزرلینڈ سے اجراء ہوا۔ ابتداء میں یہ رسالہ ماہوار تھا بعد میں اسے سہ ماہی کر دیا گیا۔ 1960ء کے بعد کچھ عرصہ یہ رسالہ ہمبرگ اور فرانکفرٹ سے بھی شائع ہوتا رہا۔ تاہم بعد میں شیخ ناصر صاحب کی ادارت میں زیورخ سے ہی شائع ہوتا رہا۔ یہ رسالہ اعلیٰ درجہ کے علمی و تحقیقی مضامین پر مشتمل ہوتا تھا اور جرمنی کے علمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسے باقاعدگی سے جرمنی کی یونیورسٹیوں اور بڑی بڑی لائبریریوں میں بھجوایا جاتا تھا۔ افسوس کہ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کی کاوشوں سے نکلنے والا یہ مفید مجلّہ ان کی وفات کے بعد بند ہوگیا۔

1952

امسال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر ہمبرگ میں اوّلین جلسہ سیرت پیشوانِ مذاہب عالم کا اِنعقاد ہوا۔ یہ جلسہ 22 اپریل کو منعقد ہوا جس کے 400 دعوت نامے عیسائی مشنری اداروں اور یونیورسٹی کے پروفیسر صاحبان کو بھجوائے گئے۔ ہمبرگ کے تین اخبارات میں جلسہ کا اعلان شائع ہوا۔ حضرت کرشن، حضرت بدھ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی سیرت و تعلیمات پر تقاریر ہوئیں۔ آخر میں اسلام کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر ہمارے مبلّغ سلسلہ محترم چودھری عبداللطیف صاحب نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ دو گھنٹہ سے زائد جاری رہنے والے اس جلسہ کی خبریں شائع کرتے ہوئے اخبارات نے اِسے صلح اور رواداری کے قیام کا ذریعہ قرار دیا۔

1954

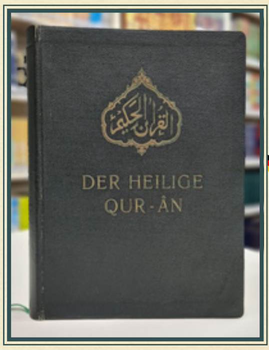

اِس سال جرمن ترجمۂ قرآنِ کریم کی اشاعت ہوئی اس اعتبار سے یہ سال ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عظیم کام کا آغاز 1945ء میں امام مسجد لندن مکرم جلال الدین شمس صاحبؓ نے کیا تھا۔ 1949ء میں مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مبلّغ سوئٹزرلینڈ نے ترجمہ پر ایک جرمن دوست کے ساتھ مل کر نظر ثانی کرنی شروع کی اور تسلی کے بعد 1954ء میں Harrassowitz Verlag ویزبادن کے ساتھ مل کر شائع کیا۔ یہ ترجمہ آج بھی جرمنی میں بے حد مقبول اور بہترین ترجمہ تصور کیا جاتا ہے اور اب تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔

1954

18-19 نومبر کو ہمبرگ میں چوتھی یورپین مبلّغین کانفرنس منعقد ہوئی، یہ جرمنی میں ہونے والی پہلی مبلّغین کانفرنس تھی۔ اس کانفرنس میں حسب روایت یورپین ممالک میں جماعتی مساعی کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ کے لئے منصوبہ بندی کی گئی۔ کانفرنس کے پہلے روز ایک پریس کانفرنس بھی منعقد کی گئی جس میں ممتاز اخبارات اور غیر ملکی خبر رساں ایجنسیوں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ جمعہ کی شام کو بڑے پیمانہ پر ایک پبلک جلسہ کا بھی انعقاد کیا گیا جو خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ مقامی اخبارات میں جماعتی کارگزاری کو بہت نمایاں طور پر تصاویر کے ساتھ شائع کیا گیا۔

1955

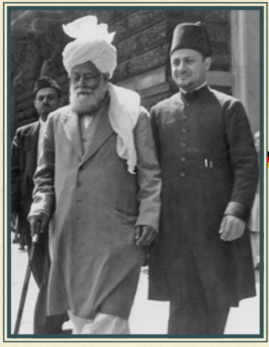

یہ سال تاریخ احمدیت جرمنی میں ہمیشہ یادگار رہے گا کہ اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مبارک قدم سرزمین جرمنی پر پڑے۔ یہ کسی بھی اسلامی خلیفہ کا جرمنی میں پہلا وُرود تھا۔ حضورؓ 15 جون کو نیورن برگ تشریف لائے۔ 17 جون کو آپ ہالینڈ جانے کے لیے سفر پر روانہ ہوئے۔ 25 جون کو حضورؓ ہالینڈ سے بذریعہ ہوائی جہاز ہمبرگ تشریف لائے۔ یہاں آپ نے مقامی احمدیوں اور دیگر اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ ہمبرگ کے ٹاؤن ہال میں صوبہ کے وزیر تعمیرات Josef von Fisenne نے آپ کا استقبال کیا۔ نیورن برگ اور ہمبرگ میں اعصابی امراض کے ماہرین نے حضورؓ کا طبّی معائنہ بھی کیا۔ حضورؓ 29 جون 1955ء کو ہمبرگ سے روانہ ہوئے۔

1955

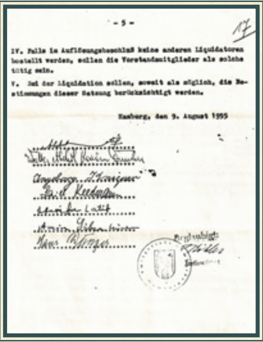

1949ء میں جماعت احمدیہ کے جرمن مشن کے احیائے نَو کے وقت ہمبرگ کے محکمہ مذہبی امور کے رجسٹر میں جماعت کا بطور مذہبی تنظیم اندراج ہوا۔ اور 1955ء میں جماعت کا منشور عدالت میں پیش کر کے ایک ادارہ (Eingetragener Verein) کے طور پر باقاعدہ رجسٹریشن ہوئی۔ اس طرح سے جماعت کو قانونی طور پر منظور شدہ تنظیم کی حیثیت حاصل ہو گئی، جس کے بعد جماعت کے لئے اپنی مساجد اور دیگر عمارات خریدنا ممکن ہو گیا۔ چنانچہ اس کے بعد دو سال کے اندر ہمبرگ میں جماعت کو مسجد تعمیر کرنے کی اجازت مل گئی۔ اس رجسٹریشن کی دستاویز سے علم ہوتا ہے کہ اس وقت صرف آٹھ افراد کے نام بطور ارکان جماعت درج کئے گئے تھے۔

1956

جرمنی میں تعمیر مسجد کا دیرینہ خواب شرمندۂ تعبیر ہونے کا وقت آ گیا اور ہمبرگ میں جماعت احمدیہ جرمنی کی پہلی مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ اس مقصد کے لئے پاکستان میں ڈیڑھ لاکھ روپے جمع کرنے کی تحریک کی گئی جس پر احباب جماعت نے والہانہ لبیک کہا اور مختصر مدت میں مطلوبہ رقم پیش کر دی۔ چندہ دینے والوں کے نام الفضل میں شائع کیے جاتے رہے نیز ایک بورڈ جس پر چندہ دہندگان کے اسماء درج ہوں مسجد پر آویزاں کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اسی سال مسجد کی تعمیر کے لئے گنجان شہری محلّہ Stellingen میں قطعہ اراضی خریدا گیا اور محکمہ تعمیرات کے ساتھ قانونی معاملات طے کرنے کے بعد تعمیر کی اجازت حاصل کی گئی۔

1957

مسجد فضل عمر تعمیر کرنے کے لیے خرید کئے گئے پلاٹ پر تعمیر کے لئے ہمبرگ کے مشہور آرکیٹکٹ Erwin Knaack سے نقشہ تیار کروایا گیا۔ سنگِ بنیاد مکرم عبدالرحمٰن ملک صاحب اور مکرم چودھری عبداللطیف صاحب نے رکھا جس کے فوراً بعد تعمیر شروع ہوئی اور 22 جون 1957ء کو تعمیر مکمل ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے مسجد کا افتتاح فرمایا۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد جرمنی میں تعمیر ہونے والی یہ پہلی مسجد تھی اس لیے اس کے افتتاح کو خاص اہمیت دی گئی اور جلد یہ اسلام کا مرکز کہلانے لگی۔ افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک خصوصی پیغام اپنے دست مبارک سے تحریر کر کے ارسال فرمایا۔

1959

ہمبرگ کے بعد فرانکفرٹ میں بھی مسجد کی تعمیر کے لئے کوششیں شروع کر دی گئی تھیں جو محض دو سال کے اندر ثمر بار ثابت ہوئیں اور خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جرمنی میں دوسری مسجد فرانکفرٹ میں تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمادی۔ اس کا سنگِ بنیاد 8 مئی 1959ء کو مبلّغین سلسلہ مکرم چودھری عبداللطیف صاحب اور مکرم عبدالشکور کنزے صاحب نے رکھا۔ 12 ستمبر 1959ء کو حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے اس کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کا نام مسجد نور رکھا گیا اور یہ فرانکفرٹ میں ایک طویل عرصہ تک واحد مسجد رہی۔ اسے حکومت نے اپنے نقشوں اور معلوماتی کتب میں اسلامی مرکز کے طور پر شامل کیا ہوا ہے۔ لمبے عرصہ تک مسلمانوں کا مرجع رہی۔

1961

مبلّغ سلسلہ مکرم مولانا مسعود احمد جہلمی صاحب پہلی مرتبہ جرمنی آئے اور مسجد نور فرانکفرٹ کے امام مقرر ہوئے۔ آپ فرانکفرٹ اور اس کے نواحی شہروں میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینے کے بعد 1964ء میں واپس چلے گئے۔ پھر 1968ء سے 1972ء اور 1990 سے 1993ء تک مبلّغ سلسلہ جرمنی رہے۔ اس دوران 1971ء میں ایک سال امیر و مبلّغ انچارج رہے جبکہ 1990 سے 1993ء تک مبلّغ انچارج تھے۔ آپ نے مسجد نور میں ایک ماہوار نشست کا سلسلہ شروع کیا جس کے لئے گرد و نواح میں آباد جرمنوں کے علاوہ عمائدین شہر کو بھی مدعو کیا جاتا۔ موصوف نے پاکستان سے آنے والے احمدی مہاجرین کی آباد کاری میں بھی خاصی توجہ دی اور لوگوں کی راہنمائی کرنے میں کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

1961

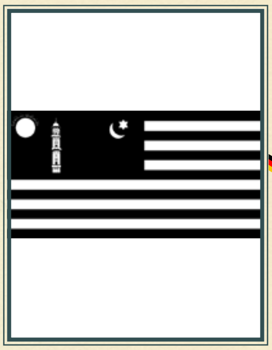

ہمبرگ میں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا قیام عمل میں آیا، اگلے سال فرانکفرٹ میں بھی اس کا باقاعدہ قیام ہوا۔ اس تنظیم کا پہلا سالانہ اجتماع 1973ء میں بمقام مسجد نور منعقد ہوا۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پر نیشنل قائد کا عہدہ قائم کیا گیا جس کی ذمہ داری مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کو دی گئی۔ آپ نے مختلف شہروں میں آباد خدام پر مشتمل مقامی مجالس خدام الاحمدیہ منظم کیں۔ 1990ء میں نیشنل قائد کو صدر مجلس کے عہدہ میں بدل دیا گیا۔ پہلے صدر مکرم فلاح الدین خان صاحب مقرر ہوئے۔ تین ماہ بعد ہونے والے انتخابات میں مکرم مقصود الحق صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ منتخب ہوئے۔

1962

امسال 19-22 اگست تک حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ نے جرمنی کا دَورہ کیا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کی صاحبزادی فوزیہ شمیم صاحبہ اور نواسے صاحبزادہ مرزا مجیب احمد ابن صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب تھے۔ ہمبرگ مشن ہاؤس میں آپ نے قیام کیا۔ آپ کو خوش آمدید کہنے والوں میں احمدی جرمن خواتین بھی تھیں جنہوں نے آپ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ آپ نے جرمن اخبارات کو انٹرویو بھی دیئے۔ جس میں آپ نے اسلام میں عورت کا مقام تفصیل سے بیان کیا۔ جرمن اخبارات میں آپ کی برقعہ والی تصاویر شائع ہوئیں۔ ہمبرگ میں جماعت نے آپ کے اعزاز میں عشائیہ بھی دیا۔ آپ یہاں سے ڈنمارک تشریف لے گئیں۔

1962

ابتداء میں ہماری مساجد فضل عمر ہمبرگ اور مسجد نور فرانکفرٹ کے علاوہ کوئی اور مسجد جرمنی میں نہ تھی۔ چنانچہ روزمرّہ نمازوں پر احمدیوں کے علاوہ بہت سے دیگر مسلمان بھی ادائیگی نماز کے لئے آجاتے، جمعہ کے روز یہ تعداد اَور بھی زیادہ ہو جاتی لیکن عیدین کے مواقع پر تو ہماری مساجد میں جشن کا سماں ہوتا۔ جرمنی میں بسنے والے سینکڑوں مسلمان نماز عید کی ادائیگی کے لئے چلے آتے۔ ہمارے مبلّغ سلسلہ کو جگہ کی تنگی کی وجہ سے عید کے روز کئی کئی مرتبہ نماز عید پڑھانی پڑتی۔ اس موقع پر جماعت کی طرف سے چائے اور شیرینی سے آنے والے مہمانوں کی تواضع بھی کی جاتی۔

1964

مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب مئی 1964ء میں مبلّغ سلسلہ کی حیثیت سے تشریف لائے اور 1967ء تک امام مسجد نور رہے۔ دوسری باری 1972ء سے 1977ء تک مشنری انچارج رہے۔ اس دوران پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والے احمدیوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا جنہیں سنبھالنے میں مولانا موصوف نے نہایت اہم بنیادی کردار ادا کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انوری صاحب جرمنی آ گئے اور اپریل 2017ء میں وفات پائی اور Südfriedhof فرانکفرٹ میں مدفون ہیں۔ آپ نے درویشان احمدیت کے نام سے متعدد جلدوں پر مشتمل کتاب بھی لکھی۔ آپ کو جرمنی کے علاوہ نائجیریا میں بھی بطور مبلّغ انچارج اور مرکز سلسلہ ربوہ میں ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔

1965

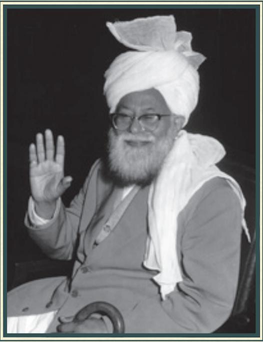

اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 50 سال سے زائد عہدِ خلافت کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی شدید خواہش تھی کہ جرمنی میں جماعت جلد بڑھے اور پھلے پھولے چنانچہ آپ کے دَورِ خلافت میں جرمنی میں جماعت کی بنیاد پڑی۔ ابتداء میں نامساعد حالات میں بھی آپ نے برلن مسجد کی تعمیر کا منصوبہ دے کر دو مبلّغین کو بھجوایا۔ جنگِ عظیم دوم کے بعد جب مبلّغین یورپ بھجوائے گئے تو آپ نے جرمنی کے لئے ایک ساتھ تین مبلّغین بھجوانے کا فیصلہ کیا۔ پھر 1955ء میں آپؓ بنفسِ نفیس جرمنی تشریف لائے اور جرمن نومسلم احباب سے ملاقاتیں کر کے جرمنی میں اسلام کے پھیلنے کے منصوبوں پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ آپ کے اس ورودِ مسعود کی برکت تھی کہ اگلے چار سال کے دوران یہاں دو مساجد تعمیر ہوگئیں۔

1965

8 نومبر 1965ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ خلیفۃ المسیح الثالث کے منصب پر متمکن ہوئے۔ آپ نے 1930ء کی دہائی میں آکسفورڈ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اس دوران جرمنی بھی تشریف لائے۔ خلیفۃ المسیح منتخب ہونے کے بعد آپ نے جرمنی کے متعدد دورے کئے۔ فرانکفرٹ کے میئر سے ٹاؤن ہال میں ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور قرآنِ کریم تحفہ میں دیا۔ احبابِ جماعت جرمنی کو بار بار توجہ دلائی کہ اپنی کمائی کا پیسہ بہت احتیاط کے ساتھ خرچ کریں۔ اس طرح جرمن جماعت آپ کے عہدِ خلافت میں اپنے پاؤں پر کھڑی ہوگئی تو حضور نے زمین خریدنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ قریباً ہر دو سال بعد جرمنی کے دورے پر تشریف لائے۔

1966

دنیا کی بڑی بڑی شخصیات ہماری مساجد میں آنے میں فخر محسوس کرتی تھیں، عالمی شہرت یافتہ مسلمان عالمی ہیوی ویٹ باکسر جناب محمد علی یورپین چیمپیئن کارل ملڈن برگر سے مقابلہ کے لیے فرانکفرٹ آئے تھے تو نور مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے تشریف لائے اور یہاں نماز ادا کی۔ یکم اپریل کو مسجد فضل عمر اور مسجد نور میں عیدالاضحیٰ کی تقریب ہوئی جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ اس کی تشہیر مقامی ذرائع ابلاغ میں وسیع پیمانہ پر ہوئی۔ نومبر کے آخر پر محترم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب نے کولون یونیورسٹی کے پروفیسر کو انگریزی تفسیر القرآن کا نسخہ پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کی شائع کردہ یہ پہلی تفسیر تھی جس سے اس یونیورسٹی کی لائبریری مزیّن ہوئی۔

1966

جماعت احمدیہ کی طرف سے اورینٹل پبلیکیشنز کمپنی ربوہ (ORPCO) کے نام سے فرانکفرٹ کے مشہور بک فیئر میں پہلی بار جماعت کا سٹال لگایا گیا۔ چند سال بعد یہ بک سٹال جماعت جرمنی کے اشاعتی ادارہ Verlag Der Islam کے نام سے لگایا جانے لگا اور اللہ کے فضل سے گزشتہ پچاس سال سے یہ سٹال لگایا جا رہا ہے۔ ایک بار وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے بھی بک فیئر دیکھا اور اس بک فیئر کی اہمیت کے پیش نظر جماعت کو بڑا سٹال لگانے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے بعد سے جماعت احمدیہ جرمنی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک دیدہ زیب سٹال کے ساتھ اس بک فیئر میں حقیقی اسلام کی نمائندگی کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔

1967

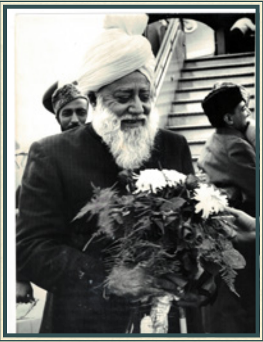

یہ سال جماعت کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلی مرتبہ جرمنی تشریف لائے، آپؒ 8 تا 10 جولائی 1967ء تک فرانکفرٹ میں اور 16 تا 20 جولائی تک ہمبرگ میں تشریف فرما رہے۔ احبابِ جماعت سے ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ مختلف پریس کانفرنسز کیں، مسجد نور میں آپ کے اعزاز میں استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا۔ 17 جولائی کو آپ ٹاؤن ہال ہمبرگ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے دورے کو میڈیا میں خاص جگہ دی گئی۔ 1978ء میں کسرِ صلیب کانفرنس کے سال حضور پاکستان سے سیدھے جرمنی تشریف لائے اور حضور نے 20 روز جرمنی میں قیام فرمایا۔ علاوہ ازیں آپؒ نے 1970، 73، 76، 78ء اور 1980ء میں بھی جرمنی کا دَورہ کیا۔

1968

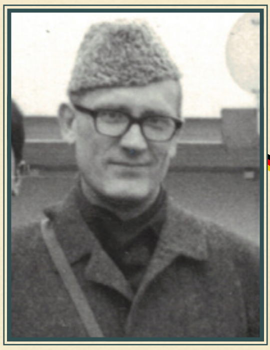

اٹلی کی مشہور انشورنس کمپنی جنرالی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی صاحب جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔ آپ نے اسپرانٹو زبان میں قرآنِ کریم کا ترجمہ کرنے کی بھی توفیق پائی۔قادیان اور ربوہ کا دورہ کیا اور حج کرنے کی بھی سعادت حاصل کی اور اپنے سفرِ حج پر مشتمل کتاب (Das Haus in Mekka) شائع کی۔1973ء میں وفات پائی اور فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان میں مدفون ہیں، مسلمان ہونے سے قبل ڈاکٹر صاحب نے اسلام کا وسیع مطالعہ کیا اور آپ رہنمائی کے لئے مسجد نور آتے رہے۔اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے قرآنِ کریم سیکھنے کے لئے کوشش شروع کردی اور مبلّغ سلسلہ مکرم محمود احمد چیمہ صاحب سے قاعدہ یسّرناالقرآن پڑھا۔

1969

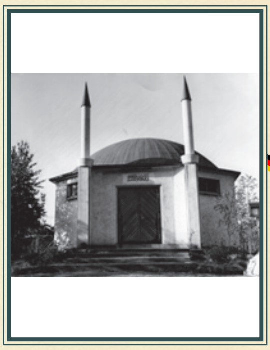

18 اپریل کو مسجد نور کی تعمیر کے دس سال گزرنے پر ایک خصوصی پروقار تقریب منعقد کی گئی۔اس تقریب میں میئر فرانکفرٹ اور دیگر عمائدین شہر شامل ہوئے۔اس تقریب میں شرکت کے لئے حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ خصوصی طور پر فرانکفرٹ تشریف لائے اور حاضرین کو ایک مؤثر خطاب سے نوازا۔اس موقع پر ملکی ٹیلویژن، ریڈیو اور متعدد اہم اخبارات نے جماعت کے بارے میں تفصیلی خبریں نشر اور شائع کیں۔اگلے روز حضرت چودھری صاحبؓ نے فرانکفرٹ کے ایک میوزیم کے ہال میں ''مذہب عصر حاضر میں'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ علاوہ ازیں فرانکفرٹ کے ایک دینی ادارہ میں بھی مسیح کی آمد ثانی کے موضوع پر دو صد طلباء کے سامنے خطاب فرمایا۔

1970

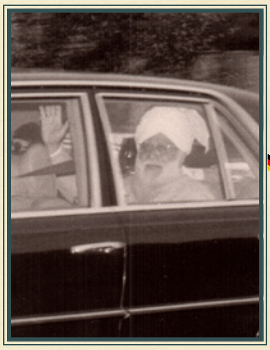

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یورپین ممالک کا دَورہ فرمایا اور دوسری مرتبہ جرمنی بھی تشریف لائے۔یہ دَورہ ہنگامی نوعیت کا تھا۔حضورؒ اس کے لئے زیورخ سے بذریعہ ریل فرانکفرٹ پہنچے اور یہاں دو روزہ قیام کے دوران خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ بھی پڑھائی، اس کے بعد آپ 11 اپریل کی صبح جرمن ایرلائن لفتھانزا کے ذریعہ مغربی افریقہ کے تاریخ ساز دورے پر روانہ ہوگئے۔اس دورہ سے واپسی پر آپ نے افریقہ کے لئے مجلس نصرت جہاں سکیم کا اعلان فرمایا۔حضورؒ نے مسجد نور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس میں مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب بھی موجود تھے اور دوران خطبہ کشفی حالت طاری ہونے پر موصوف کے دل میں احمدیت کی صداقت پر شرح صدر ہوگئی۔

1970

جرمنی کی ایک اہم معروف شخصیت، قلمکار، صحافی اور شاعر مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے احمدیت قبول کی اور اسلام کے پُرجوش مبلّغ بن گئے۔آپ جماعت جرمنی کے پریس سیکرٹری بھی رہے۔اخبارات اور رسائل میں کثرت سے مضامین لکھتے، بہت سی کتب تصنیف کیں اور سلسلہ کی کتب کا جرمن میں ترجمہ بھی کیا۔آپ کو جماعت اور جماعت سے باہر انتہائی عزت و احترام حاصل تھا۔آپ مسجد نور میں نماز جمعہ کی امامت کرواتے رہے۔جماعتی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن خصوصی رہے۔آپ کی وفات جنوری 2011ء میں ہوئی۔ایک زمانہ میں جرمنی کے جس ٹی وی اسٹیشن کو اسلام پر گفتگو کرنا ہوتی وہ ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کو مدعو کرتا۔

1972

خواتین کی ذیلی تنظیم لجنہ اماءاللہ پہلے فرانکفرٹ اور بعد ازاں ہمبرگ میں قائم ہوئی۔سویڈش احمدی خاتون محترمہ قانتہ خان صاحبہ جو تعلیم کے سلسلہ میں یہاں مقیم تھیں، پہلی صدر لجنہ اماءاللہ مقرر ہوئیں، اس وقت لجنہ اماء اللہ محض چند ممبرات پر مشتمل تھی۔ایک سال بعد محترمہ ہدایت بیگم سوکیہ صاحبہ اہلیہ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی منتخب ہوئیں اور تا وفات صدر رہیں۔محترمہ ہدایت بیگم صاحبہ کا تعلق ماریشس سے تھا اور اُنہوں نے اپنی بیماری کے باوجود اس خدمت کو بہت ذمّہ داری کے ساتھ نبھایا۔2016ء میں مرحومہ کی بیٹی محترمہ عطیہ ہیوبش احمد صاحبہ بھی صدر لجنہ منتخب ہوئیں۔

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۳ء بمقام ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش تھی کہ جماعت صد سالہ جشن منائے۔ یعنی وہ لوگ جن کو سو سال دیکھنا نصیب ہو وہ صد سالہ جشن منائیں اور میں اپنی بھی اسی خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ صد سالہ جشن منایا جائے۔ اس لئے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے اور میں نے بڑی دعاؤں کے بعد اور بڑے غور کے بعد تاریخ احمدیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگلے چند سال جو صدی پورا ہونے سے قبل باقی رہ گئے ہیں وہ ہمارے لئے بڑی ہی اہمیت کے مالک ہیں۔ اس عرصہ میں ہماری طرف سے اس قدر کوشش اور اللہ کے حضور اس قدر دعائیں ہو جانی چاہئیں کہ اس کی رحمتیں ہماری تدابیر کو کامیاب کرنے والی بن جائیں اور پھر جب ہم یہ صدی ختم کریں اور صد سالہ جشن منائیں تو اس وقت دنیا کے حالات ایسے ہوں جیسا کہ ہماری خواہش ہے کہ ایک صدی گزرنے کے بعد ہونے چاہئیں اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ یہ جماعت اس کے حضور قربانیاں پیش کر کے غلبۂ اسلام کے ایسے سامان پیدا کر دے اسی کے فضل اور اسی کی دی ہوئی عقل اور علم سے اور اسی کے سکھائے ہوئے منصوبوں کے نتیجہ میں دنیا کے وہ لوگ بھی جنہیں اس وقت اسلام سے دلچسپی نہیں ہے وہ بھی یہ سمجھنے لگیں کہ اب اسلام کے آخری اور کامل غلبہ میں کوئی شک باقی نہیں رہ گیا۔ یہ سپریم ایفرٹ (Supreme Effort) یعنی انتہائی کوشش جو آج کا دن اور آج کا سال ہم سے مطالبہ کرتا ہے اس آخری کوشش کے لئے ہمیں کچھ سوچنا ہے اور پھر سب نے

1973

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے یورپ کا دورہ فرمایا اور اس دوران جرمنی بھی تشریف لائے۔ واپسی پر اسی سال جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر صد سالہ جوبلی منصوبہ کا اعلان فرمایا۔ اس منصوبہ کا مقصد جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال پورے ہونے پر 1989ء میں ایک عالمگیر جشن تشکر منایا جانا تھا۔ حضورؒ نے اس جشن تشکر کے لئے مختلف ترقیاتی منصوبے جماعت کے سامنے رکھے جن میں دنیا کی سو زبانوں میں تراجم قرآن مجید بھی شامل تھے۔ علاوہ ازیں حضورؒ نے عبادات کا خصوصی پروگرام بھی دیا۔ ان تمام امور کی سرانجام دہی کے لئے حضور نے جماعت کو اڑھائی کروڑ روپیہ کی مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔ جس پر جماعت جرمنی نے لبیک کہتے ہوئے ایک کروڑ روپے پیش کرنے کا وعدہ کیا۔

1974

مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب جرمنی آئے اور جنوری 1975ء تک بطور مبلّغ سلسلہ امام مسجد فضل عمر ہمبرگ رہے۔ دوسری بار مارچ 1983ء سے اکتوبر 1986ء تک جرمنی میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران اکتوبر 1984ء تک مبلّغ انچارج کے ساتھ ساتھ امیر جماعت جرمنی بھی رہے۔ پاکستان واپسی پر آپ کو مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے دسمبر 2022ء میں پاکستان میں وفات پائی۔ مرحوم کو کام کرنے کا جنون تھا اور کبھی فارغ نہ بیٹھتے۔ آپ کے دور میں جرمنی کی مقامی جماعتوں کو بہت وسیع پیمانے پر منظم کیا گیا۔ پاکستان سے آنے والے احباب جماعت کو نظام سے منسلک کرنے اور ان کے مسائل حل کرنے میں بھی آپ نے بہت شاندار کردار ادا کیا۔

1974

مکرم حیدر علی ظفر صاحب 21 جنوری 1974ء کو بطور مشنری جرمنی پہنچے اور مسجد فضل عمر ہمبرگ کے امام مقرر ہوئے۔ 1975ء میں آپ نے وہاں جلسہ سالانہ جرمنی کا آغاز کیا۔ 1977ء میں اخبار احمدیہ کا اجراء کیا۔ 1977ء میں ایک سال کے لیے امیر و مشنری انچارج بھی رہے۔ 1982ء تا 1984ء دوسری بار ہمبرگ میں خدمت کی توفیق پائی۔ جولائی 1994ء میں تیسری بار جرمنی آئے۔ برلن، کولون، ہمبرگ میں خدمات کی توفیق پائی۔ 1998ء سے 2018ء تک بطور مبلّغ انچارج خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران 1995ء سے 2014ء تک افسر جلسہ گاہ جرمنی بھی رہے۔ آپ نے پاکستان کی مختلف جماعتوں میں بطور مربی سلسلہ اور لائبیریا میں بطور امیر و مشنری انچارج بھی خدمت کی توفیق پائی۔

قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا

مشرق

1974

پاکستان میں جماعت احمدیہ کو پارلیمان کی طرف سے آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا تو احمدیوں کا پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی آنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ آنے والے سیدھے مسجد نور چلے آتے جہاں مہمانوں کو ٹھہرانے کا محدود انتظام تھا۔ چنانچہ جرمنی میں پہلے سے موجود احمدیوں کے ذمہ مختلف ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ پھر ان احباب کو فرانکفرٹ کے وسطی حصہ Fritz-Tarnow-Straße پر قائم ایک ہوسٹل میں بھجوا دیا جاتا۔ اس طرح وہاں بہت سے احباب کی مختصر عرصہ کے لئے رہائش رہی۔ اس کے بعد حکومتی انتظام کے تحت ان احباب کو مختلف شہروں اور قصبوں میں بھجوا دیا جاتا۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بھی وہاں تشریف لے گئے اور ان احباب کے درمیان کچھ وقت گزارا۔

جلسہ سالانہ 1977ء بمقام مسجد فضل عمر ہمبرگ

1975

پہلے جلسہ سالانہ کا انعقاد مسجد فضل عمر ہمبرگ میں ہوا جس میں 70 کے قریب لوگ شامل ہوئے۔ پھر شاملین جلسہ کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہوتا رہا۔ اب اسے جرمنی میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع قرار دیا جاتا ہے۔ 1980ء میں جب حاضری بہت بڑھ گئی تو اگلے سال فرانکفرٹ شہر کے اندر پبلک ہال میں جلسہ سالانہ ہونے لگا۔ 1985ء سے ناصر باغ میں جلسہ سالانہ منعقد ہونے لگا۔ جب شرکاء جلسہ کی تعداد ہزاروں میں چلی گئی تو پہلے من ہائیم اور پھر Karlsruhe میں Messe Halle میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوئے۔ جلسہ کے شرکاء کی تعداد چالیس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے اور 2023ء کا جلسہ Stuttgart کے بہت بڑے Messe Halle میں منعقد ہو رہا ہے۔ الحمدللہ۔

1976

اکتوبر 1976ء میں مکرم منصور احمد خان صاحب بطور مبلّغ تشریف لائے اور 1983ء تک جرمنی میں قیام رہا۔ 1978ء میں آپ کو امیر و مشنری انچارج کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس دوران احمدیوں کی ایک کثیر تعداد نے جرمنی ہجرت کی تو ان احباب کو نظام کے ساتھ منسلک کرنے میں آپ نے بہت محنت کی، جرمنی میں لنگر خانہ کا اجراء آپ کے ہی دور میں ہوا۔ آپ نے فرانکفرٹ میں اسلام کانفرنس کا کامیاب انعقاد کیا جس سے حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے خطاب فرمایا۔ جرمنی سے آپ سوئٹزرلینڈ تشریف لے گئے۔ پھر آپ وکیل التبشیر ربوہ مقرر ہوئے۔ 30 سال تک یہ ذمہ داری سرانجام دینے کے بعد آج کل وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے عہدہ پر فائز ہیں۔

1977

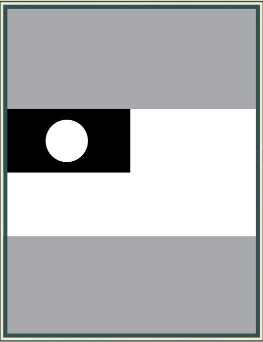

اس سال مجلس انصاراللہ جرمنی کی بنیاد پڑی۔ سب سے پہلے فرانکفرٹ اور ہمبرگ میں دو زعامتیں قائم کی گئیں۔ 1990ء میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی ہدایت پر صدر مجلس انصار اللہ کا پہلی بار انتخاب ہوا تو مکرم عبدالغفور بھٹی صاحب پہلے صدر منتخب ہوئے۔ مکرم بھٹی صاحب نے اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر جرمنی میں انصاراللہ کے انتظامی ڈھانچہ کو مضبوط بنانے پر توجہ دی۔ 80 کی دہائی میں انصار کی تعداد کم تھی لیکن آپ نے کم تعداد کو ساتھ لے کر انصاراللہ کی تنظیم کو فعال بنایا۔ آپ 1996ء تک صدر مجلس انصاراللہ رہے۔ اس دوران مجالس کی تعداد 6 سے بڑھ کر 165 ہوگئی۔ آپ نے انصار اللہ کے ترجمان الناصر کی اشاعت کا آغاز بھی کیا۔

1977

یہ سال ایک اہم بنیادی نوعیت کے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کہ جماعت احمدیہ جرمنی کے اوّلین اردو ترجمان ’’اخبار احمدیہ‘‘ کا ہمبرگ سے اجراء ہوا۔ اس کے بانی مدیر محترم مولانا حیدر علی ظفر صاحب ہیں۔ ابتداء میں چند اوراق پر مشتمل یہ رسالہ ہاتھ سے لکھ کر حسب ضرورت فوٹو کاپی کر لیا جاتا اور ممبران جماعت کو بذریعہ ڈاک ارسال کر دیا جاتا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ضخامت اور اشاعت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ 1994ء میں اسے الفضل انٹرنیشنل کے ساتھ ساتھ شائع کیا جانے لگا تاہم 2019ء سے 48 صفحات کے رسالہ کی صورت میں ماہانہ شائع ہو رہا ہے۔

1979

اسلام سے متعلق ایک کانفرنس کا انعقاد Senckenberg Naturmuseum فرانکفرٹ کے ہال میں ہوا۔ جس میں حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے شرکت کی۔ دیگر مقررین میں سوئٹزرلینڈ سے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب، ڈنمارک سے مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب اور جرمنی سے مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب شامل تھے۔ مقررین کی تقاریر کتابی شکل میں شائع ہوئیں۔ اس کانفرنس کے انعقاد سے قبل کانفرنس سے متعلق A2 سائز کے پوسٹر شائع کر کے شہر کے اہم مقامات انڈر گراونڈ اسٹیشنوں پر کمپنی کی معرفت چسپاں کئے گئے۔ اخبارات میں بھی کانفرنس کی تشہیر کی گئی۔ چنانچہ کانفرنس کے روز حاضری توقع سے بڑھ کر رہی۔ تقاریر کے بعد حاضرین کی طرف سے بہت سے سوالات پوچھے گئے جن کے شافی جوابات حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے دیئے۔

1980

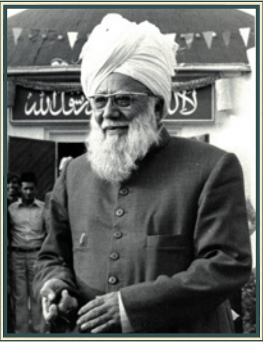

حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ آخری مرتبہ جرمنی تشریف لائے اور 11 تا 29 جون 1980ء قیام پذیر رہے۔ اس دوران آپ نے دو خطبات جمعہ مسجد نور فرانکفرٹ میں ارشاد فرمائے، ایک استقبالیہ تقریب میں شرکت فرمائی اور احباب جماعت سے ملاقاتیں کیں۔ اس وقت تک جرمنی میں جماعتوں کا قیام عمل میں آچکا تھا چنانچہ ہر جماعت کی اجتماعی ملاقات حضور سے کروائی گئی۔ یہ ملاقاتیں مسجد نور میں ہوئیں۔ حضور شام کو چہل قدمی کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو ساری جماعت کاروں کے پاس جمع ہو کر حضور کو الوداع کہتی اور یہی نظارہ مغرب کے قریب حضور کی آمد پر دیکھنے کو ملتا۔ اسی دورہ کے دوران حضورؒ نے سپین میں مسجد بشارت کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔

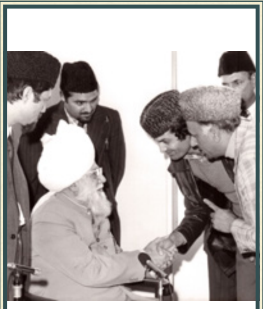

1982

اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 8 اور 9 جون کی درمیانی شب اسلام آباد پاکستان میں وفات پا گئے۔ جس سے تمام جماعت احمدیہ عالمگیر پر غم کے بادل چھا گئے۔ جماعت جرمنی کے احباب کو مبلّغین سلسلہ نے بذریعہ فون اطلاعات دیں جس پر غم کی کیفیت میں ڈوبے ہوئے احباب جماعت مسجد نور فرانکفرٹ اور مسجد فضل عمر ہمبرگ میں جمع ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت کے مطابق ظہور قدرت ثانیہ کے لئے دعاؤں اور نوافل میں لگ گئے۔ آنے والے دوستوں کے لئے فوری طور پر لنگر خانہ جاری کیا گیا۔ 10 جون کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلافت رابعہ کے منصب پر متمکن ہوئے۔ انتخاب کی اطلاع ملتے ہی سب احباب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بیعت کے خطوط لکھے۔

1982

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پہلی بار جرمنی تشریف لائے، فرانکفرٹ اور ہمبرگ میں احباب جماعت سے ملاقاتیں کی۔ اسی سال آپؒ نے مسجد نور فرانکفرٹ میں جماعت جرمنی کی پہلی مجلس شوریٰ منعقد کروائی۔ اسی دورہ کے دوران فرانکفرٹر ہوف کے بڑے ہال میں ایک خصوصی پروگرام منعقد کیا گیا جس میں جرمنی بھر سے احباب جماعت نے شرکت کی۔ اس موقع پر حضورؒ نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا اور سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ اسی ہال میں حضور نے ایک پریس کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا۔ اسی دورہ کے اختتام پر حضورؒ کیمرج کی اپنی ایک کلاس فیلو کے اصرار پر آخن میں ان کے گھر مع افراد قافلہ تشریف لے گئے، رات قیام فرمایا اور نماز جمعہ انہی کے باغیچہ میں ادا کی۔

1982

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سپین میں تھے کہ آپ کے علم میں آیا کہ جماعت جرمنی میں ابھی تک کوئی مجلس عاملہ نہیں ہے۔ اس پر حضورؒ نے امیر و مبلّغ انچارج جرمنی مکرم منصور احمد خان صاحب کو ہدایت فرمائی کہ فوری طور پر مجلس عاملہ کے ارکان کی فہرست بناکر منظوری لیں۔ اس طرح سے جماعت جرمنی کی سب سے پہلی مجلس عاملہ وجود میں آئی۔ اس میں مکرم عرفان احمد خان صاحب، مکرم شاہد احمد جنجوعہ صاحب، مکرم ناز احمد ناصر صاحب، مکرم شمس الحق صاحب، مکرم چودھری ظہیر احمد صاحب، مکرم اعجاز طارق صاحب، مکرم عبد اللہ واگس ہاوزر صاحب، مکرم مسرور احمد باجوہ صاحب، مکرم چودھری مقصود احمد صاحب شامل تھے۔ اس کے بعد 1989ء سے مجلس شوریٰ میں ہر تین سال بعد مجلس عاملہ کا انتخاب ہوتا چلا آرہا ہے۔

1982

مسجد نور فرانکفرٹ میں 22 اگست کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی صدارت میں جماعت احمدیہ جرمنی کی سب سے پہلی مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا۔ اس طرح سے ملکی سطح پر مجلس شوریٰ کا نظام جاری ہوا۔ یہ مجلس شوریٰ ہنگامی طور پر بلائی گئی تھی اس لئے اس کے نمائندگان کا باقاعدہ انتخاب نہ ہوسکا تھا۔ چنانچہ اس میں جملہ عہدیداران شامل ہوئے۔ حضورؒ نے انتظامی ڈھانچہ کا جائزہ لیا، اسے مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے اور چندہ کے نظام کو مؤثر بنانے پر زور دیا۔ حضورؒ نے نمائندگان کی آراء بھی سماعت فرمائیں اور ان کی روشنی میں ہدایات بھی جاری فرمائیں۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس تمام دن جاری رہا۔

1984

فوجی آمر ضیاء الحق کے جاری کردہ جماعت مخالف آرڈیننس کے نتیجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو پاکستان سے ہجرت کر کے لندن آنا پڑا۔ اگرچہ پاکستان میں اس دوران احمدیوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلہ پر حضورؒ کے لندن آجانے کے بعد بیرون پاکستان کی جماعتوں کو بے پناہ ترقیات سے نوازا جن میں جماعت احمدیہ جرمنی سر فہرست ہے۔ یہاں بہت کثرت سے احمدی نوجوان ہجرت کر کے آئے جن کے ساتھ جرمن حکومت نے نہایت درجہ احسان کا سلوک کیا۔ یہ حضورؒ کی ہجرت ہی تھی جس کی وجہ سے آپ کا جرمنی بار بار آنا ممکن ہوا جس کے نتیجہ میں ان نوجوانوں کی تربیت کرنے کی جماعت کو توفیق ملی۔

1984

دس نومبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمن نژاد مخلص احمدی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کو امیر جماعت جرمنی مقرر فرمایا۔ اس وقت تک مبلّغ انچارج ہی امیر جماعت ہوا کرتے تھے۔ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب بھارت کے سفر کے دوران دسمبر 1976ء میں احمدی ہوئے تھے اور اخلاص اور فدائیت میں بہت جلد ترقی کرتے گئے، آپ نے ابتداء سے ہی جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت اپنا معمول بنالیا تھا۔ امیر جماعت مقرر کیے جانے سے قبل 1982-84ء نیشنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ رہ چکے تھے۔ آپ نے امارت کا عہدہ بہت اچھی طرح سے سنبھالا اور 1989ء کی مجلس شوریٰ میں ہونے والے جماعتی انتخاب میں امیر جماعت منتخب ہوئے اور اب تک ہر تیسرے سال ہونے والے انتخاب میں منتخب ہوتے چلے آرہے ہیں۔

1984

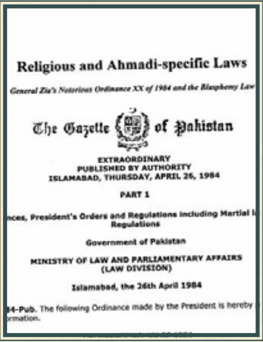

Religious and Ahmadi-specific Laws

General Zia's Notorious Ordinance XX of 1984 and the Blasphemy Law

The Gazette of Pakistan

EXTRAORDINARY
PUBLISHED BY AUTHORITY
ISLAMABAD, THURSDAY, APRIL 26, 1984

PART 1

...nces, President's Orders and Regulations including Martial l... Regulations

Government of Pakistan

MINISTRY OF LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS
(LAW DIVISION)

Islamabad, the 26th April 1984

...4-Pub. The following Ordinance made by the President is hereby ...rmation.

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہجرت کے بعد فوجی حکمرانوں کا رویہ اور بھی سخت ہوگیا اور جماعت مخالف آرڈیننس کی آڑ میں پاکستان میں احمدیوں پر شدید مظالم توڑے جانے لگے، کلمہ طیبہ لگانے پر گرفتاریاں اور سزائیں معمول بن گیا۔ احمدیوں کو شہید کیا جانے لگا، مساجد پر حملے ہونے لگے۔ جس کے نتیجہ میں کثیر تعداد میں احمدی پاکستان سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ ہجرت کرنے والے ان احمدیوں کی بڑی تعداد جرمنی آئی اور یہاں آباد ہونے لگی۔ اس طرح سے 1984ء کا وہ سال ہے جب جرمنی میں جماعت کی تجنید میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے یورپ کی سب بڑی جماعت بن گئی۔

1985

مسجد نور فرانکفرٹ کی سلور جوبلی تقریب 23، 24 فروری کو منعقد ہوئی جس میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب حضورؒ کی نمائندگی میں بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ پہلے روز کی تقریب ایک پبلک ہال میں ہوئی جس میں احباب جماعت شامل تھے اور جناب پروفیسر صاحب موصوف نے احباب سے خطاب فرمایا۔ جبکہ دوسرے روز کی تقریب مسجد نور میں منعقد ہوئی۔ جس میں جرمن مہمان مدعو تھے۔ ان سے محترم پروفیسر صاحب موصوف کے ساتھ محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت اور محترم مسعود احمد جہلمی صاحب نے خطاب کیا۔ مجموعی طور پر 500 مہمان ان تقریبات میں شریک ہوئے۔ اس تقریب کی ذرائع ابلاغ میں خوب تشہیر ہوئی اور مقامی اخبارات نے مسجد کی تصویر کے ساتھ خبریں شائع کیں۔

1985

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خواہش تھی کہ جماعت بڑی بڑی زمینیں خریدے کیونکہ آئندہ چند سالوں میں اس کی ضرورت پڑنے والی تھی۔ چنانچہ 1985ء میں جرمنی میں حضور کی اس خواہش کے پورا ہونے کا آغاز ہوا۔ اس سال فرانکفرٹ سے کوئی چالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر گروس گیراؤ میں ایک وسیع اراضی خریدی گئی جسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ناصر باغ کا نام عطا فرمایا۔ یہاں دس سال تک جلسہ سالانہ اور ذیلی تنظیموں کے اجتماع ہوتے رہے۔ یہاں بعض دفاتر، رہائش گاہیں اور مرد و خواتین کے لئے مسجد تعمیر کی گئی۔ اسی سال بیت النصر Köln بھی خریدی گئی اور اس کا افتتاح عمل میں آیا۔ اگلے سال مسجد مہدی نوئے فارن (نزد میونخ) کا افتتاح عمل میں آیا۔

1985

جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ گزشتہ چار سال سے فرانکفرٹ کے مختلف ہالوں میں منعقد ہو رہا تھا۔ اب حاضری اتنی بڑھ چکی تھی کہ اب وہاں جلسہ کا انعقاد ممکن نہ رہا۔ چنانچہ عین اس وقت اللہ تعالیٰ نے ناصر باغ (گروس گیراؤ) جیسی وسیع و عریض جگہ عطا فرمادی اور دسواں جلسہ سالانہ جرمنی یہاں منعقد ہوا۔ اِس میں 1200 احباب و خواتین شامل ہوئے۔ تنگ اور بند جگہوں سے نکل کر کھلی فضا اور اپنے ماحول میں جلسہ کا ایک الگ ہی لطف تھا جسے تمام شاملین جلسہ نے محسوس کیا۔ اس جلسہ میں محترم کمال یوسف صاحب اور محترم مصطفےٰ ثابت صاحب نے بطور مہمان شرکت کی تھی جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک خصوصی پیغام ارسال فرمایا تھا۔

1986

ساری دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیہ مراکز 1934ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دست مبارک سے جاری ہونے والی ''تحریک جدید'' کے ثمرات ہیں۔اس کے لئے ہر سال جماعت احمدیہ عالمگیر مالی قربانی پیش کرتی ہے جس میں جماعت احمدیہ جرمنی بھی اپنا حصّہ ڈالتی ہے۔حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ میں نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے جماعتوں کی مالی قربانیوں کی تفصیل بھی بیان فرماتے ہیں۔ 1986ء کے سال جماعت احمدیہ جرمنی پہلی بار تمام دنیا کی جماعتوں پر اس قربانی میں سبقت لے گئی۔اس کے بعد چند برسوں کے استثناء سے بفضلہٖ تعالیٰ ہر سال جماعت احمدیہ جرمنی اس میدان میں اوّل آ رہی ہے، الحمدللہ۔

1987

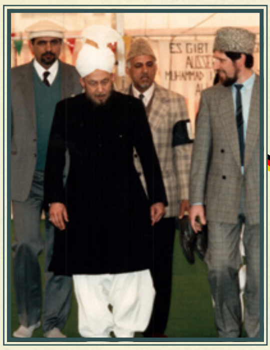

اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ جرمنی کو برکت بخشی۔اس سے قبل کوئی بھی خلیفۃ المسیح جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر تشریف نہ لا سکے تھے۔حضورؒ 17 اپریل کو نماز جمعہ سے تھوڑی دیر پہلے ہالینڈ سے ناصر باغ ورود فرما ہوئے، جلسہ کے بعض انتظامات کا جائزہ لیا اور نماز جمعہ سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔نماز جمعہ کے بعد نیشنل مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت فرمائی، جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک تبلیغی نشست ہوئی۔آخر پر خواتین کی مارکی میں سلام کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے اور اس کے بعد آپ ہالینڈ کے لئے واپسی سفر پر روانہ ہو گئے۔

1987

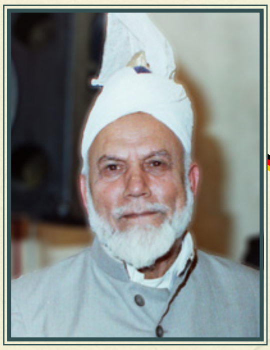

سلسلہ کے معروف خادم مولانا عطاءاللہ کلیم صاحب کا تقرر بحیثیت مبلّغ انچارج ہوا۔آپ 29 اگست 1987ء کو جرمنی تشریف لائے اور 1990ء تک خدمت کی توفیق پائی۔آپ دوسری مرتبہ 1993ء میں جرمنی آئے اور 1998ء تک مبلّغ انچارج جرمنی رہے۔آپ درویش صفت، عبادت گزار اور ہردلعزیز مبلّغ سلسلہ تھے۔آپ پیرانہ سالی کے باوجود بڑی کثرت سے جماعتوں کے تربیتی دورے کرتے۔آپ کا ایک بڑا کام مساجد و مراکز میں قائم لائبریریوں کے لئے اسلامی کتب کا حصول ہے۔جرمنی میں بعض مخالفین جماعت کے خلاف لٹریچر شائع کرتے تو آپ فوراً اس کا جواب تیار کر کے شائع کرواتے۔آپ نے تبلیغی حوالہ جات پر مشتمل مواد اکٹھا کیا جسے بعد میں قندیل صداقت کے نام سے شائع کیا گیا۔

1989

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کی تعمیل میں صد سالہ جوبلی کے سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمنی میں سو مساجد بنانے کی عظیم الشان اور دور رَس نتائج کی حامل سکیم عطا فرمائی۔اس اعلان کے جلد بعد اللہ تعالیٰ نے جرمنی کے انتہائی شمال کے ایک گاؤں NAHE میں ایک وسیع رقبہ عطا فرما دیا جس کے کچھ حصہ پر عمارت بھی موجود تھی۔حضورؒ نے اسے سو مساجد سکیم کا پہلا پھل قرار دیا تھا۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک جرمنی میں اَسّی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں، الحمدللہ۔

1989

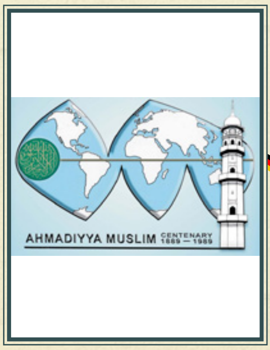

جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال پورا ہونے پر ساری دنیا کی طرح جرمنی میں بھی جشن تشکر منایا گیا اور خصوصی تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔مرکزی تقریب ڈیٹسن باخ کے ایک وسیع ہال میں منعقد ہوئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی نمائندگی میں پروفیسر عبدالسلام صاحب مہمان خصوصی تھے۔اس موقع پر جماعت جرمنی نے یادگاری شیلڈز بھی تیار کی تھیں اور مختلف مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے دوستوں میں خصوصی تمغے بھی تقسیم کیے گئے۔فرانکفرٹ ہوف میں محترم پروفیسر صاحب کے اعزاز میں ایک اِستقبالیہ بھی ترتیب دیا گیا۔جرمنی کی دیگر مقامی جماعتوں نے بھی جشن تشکّر کی تقریبات منعقد کیں، مختلف شہروں میں جماعت کی طرف سے درخت بھی لگائے گئے، سو احباب نے خون کا عطیہ بھی دیا۔

1990

یہ سال جرمنی کے لئے تاریخی اہمیت کا حامل تھا۔ برلن جو طویل عرصہ سے مشرقی اور مغربی حصوں میں بٹا ہوا تھا دوبارہ ایک ہونے جارہا تھا۔ ایک سال پہلے دیوار برلن گری تھی۔ اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جرمنی تشریف لائے اور برلن بھی گئے۔ آپ مغربی برلن سے بذریعہ پبلک ٹرانسپورٹ مشرقی برلن تشریف لے گئے۔ وہاں احباب جماعت کے ساتھ آپ نے لمبی پرسوز دعا کی۔ آپ کی خواہش تھی کہ مشرقی یورپ کی طرف بھی دعوت اسلام کے راستے کھلیں۔ آپ کی دعاؤں اور کوششوں سے جلد یہ خواہش پوری ہوئی جماعت احمدیہ کے تبلیغی مراکز مشرقی یورپ میں بھی قائم ہونا شروع ہو گئے۔

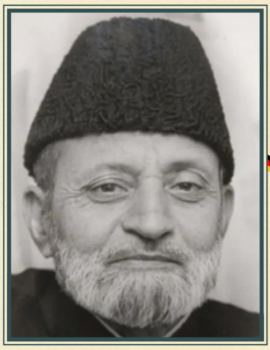

1990

حضرت مصلح موعود رضی اللہ کے ارشاد پر جماعت احمدیہ میں یکم جنوری 1919ء میں دارالقضاء کا ادارہ قائم کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ باہمی اختلاف کی صورت میں احباب جماعت نظام جماعت کے تحت اپنے معاملات کا تصفیہ کروائیں۔ جماعت احمدیہ جرمنی میں یہ قضا بورڈ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر 1990ء میں قائم کیا گیا۔ قضاء بورڈ جرمنی کے پہلے صدر جناب مسعود احمد خان صاحب دہلوی مقرر ہوئے۔ ابتداء میں یہ صرف پانچ ارکان پر مشتمل تھا پھر وقت کے ساتھ ساتھ اس کے ارکان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس کے علاوہ علاقائی طور پر تیس سے زائد قاضیانِ اوّل بھی قضا بورڈ کے تحت خدمت کر رہے ہیں۔

1991

جماعت جرمنی کے مرکزی دفاتر طویل عرصہ سے مسجد نور فرانکفرٹ میں تھے۔ جگہ کی قلت کی بناء پر کچھ عرصہ سے نئی عمارت کی تلاش تھی۔ اس سال مرکز کی نئی عمارت خریدی گئی یہ فرانکفرٹ شہر کے عین مرکز میں موجود چار منزلہ عمارت تھی۔ اس کا نام حضور اقدس نے بیت المقیت رکھا تھا۔ اس میں جماعت کے بہت سے دفاتر قائم کیے گئے۔ زیر زمین ہال میں مسجد بنائی گئی۔ ایک منزل پر مہمان خانہ بھی تھا۔ ایک وقت آیا کہ یہ عمارت بھی بڑھتی ہوئی جماعتی ضروریات کے لئے کافی نہ رہی۔ اور جماعت جرمنی کا صدر دفتر موجودہ مرکز بیت السبوح میں قائم کیا گیا۔

1992

اس سال بوسنیا کی جنگ کے باعث بڑی تعداد میں متاثرین جرمنی میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ اس وقت تک جرمنی میں مختلف علاقوں میں مقامی جماعتیں قائم ہو چکی تھیں چنانچہ خالصۃً انسانی ہمدردی کے تحت جرمنی بھر کی جماعتوں کو ان تارکین وطن کی مختلف رنگ میں خدمت کی توفیق ملی۔ اس سال جماعت کے جلسہ سالانہ پر بھی بوسنین احباب نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ جلسہ کے دوسرے روز ناصر باغ میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ایک مجلس سوال وجواب میں بھی بوسنین احباب و خواتین شامل ہوئے۔ بعدازاں 16 افراد کو بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ سلسلہ ان مہاجرین کی واپسی تک جاری رہا۔

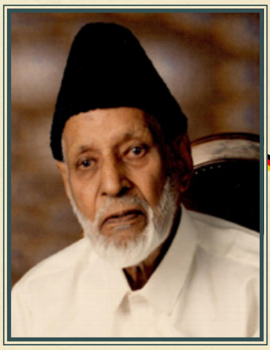

1994

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں فرمایا کہ 'صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا'۔ جرمنی کی یہ خوش قسمتی بھی ہے کہ حضرت مسیح آخر الزماں کے ایک صحابی حضرت شیخ مسعود الرحمٰن صاحبؓ نے اپنی عمر کے آخری کچھ سال جرمنی میں گزارے۔ آپ اوسنا برک جماعت میں اپنی بیٹیوں کے ہاں رہتے تھے۔ بہت سے احباب آپ سے ملنے کے لئے آتے اور مہدیٔ دوراں کے اس صحابی کے پاس کچھ وقت گزارنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے۔ اس سال شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات اوسنابرک میں ہی ہوئی۔ آپؓ کی نماز جنازہ ناصر باغ میں ادا کی گئی جس میں احباب جماعت کثیر تعداد میں شامل ہوئے، بعد میں آپ کی میّت ربوہ لے جائی گئی۔

1995

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی یہ خواہش تھی کہ جرمنی میں بھی جماعت کے ٹیلیویژن چینل ایم ٹی اے کے لیے اعلیٰ معیار کے پروگرام ترتیب دیے جائیں۔ اس سلسلہ میں حضورؒ نے ذاتی دلچسپی کے ساتھ یہاں ایک ٹیم مقرر فرمائی۔ جرمنی کی یہ ٹیم انگلستان گئی تا کہ سٹوڈیو کے لئے ضروری آلات وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکے۔ واپسی پر اس ٹیم کو کار کا حادثہ پیش آ گیا جس میں انچارج ایم ٹی اے مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب کی وفات ہو گئی۔ بعد ازاں جب یہ سٹوڈیو مکمل کر لیا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ازراہ شفقت اس کا افتتاح فرمایا اور اس کا نام ''مبشر سٹوڈیو'' رکھا۔

1997

Humanity First
Serving Mankind

1995ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے یو کے میں ہیومینیٹی فرسٹ کے نام سے ایک رفاہی تنظیم قائم فرمائی۔ 1997ء میں اس تنظیم کی جرمنی میں بھی رجسٹریشن کرائی گئی۔ جرمنی میں اس کے پہلے چیئرمین مکرم منصور احمد کھوکھر صاحب تھے۔ اس تنظیم کو دنیا کے مختلف حصّوں میں انسانیت کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ جس میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنا، طبّی امداد کے کیمپس لگا کر مستحق افراد کا مفت علاج اور آنکھوں کا مفت آپریشن کر کے بینائی بحال کرنا، اسی طرح بعض علاقوں میں ''ماڈل ویلیج'' کے منصوبے شامل ہیں۔ قدرتی آفات میں بھی ہنگامی طور پر جرمنی کی بہت سی ٹیموں کو انسانیت کی خدمت کا موقع مل رہا ہے۔

1998

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ جرمنی یورپ کی وہ پہلی جماعت ہو جسے سو مساجد بنانے کی توفیق ملے۔ صد سالہ جوبلی کے سال سے جماعت اس منصوبہ کے لیے کوشاں تھی۔ لیکن جرمنی میں مساجد کی تعمیر کی اجازت کا عمل اتنا آسان نہیں۔ اس لیے جہاں اجازت مل جاتی وہاں مسجد تعمیر کی جاتی۔ جرمنی کے جنوب مغرب میں وٹلش کی چھوٹی مگر فعّال جماعت مسجد کی اجازت لینے میں کامیاب ہو گئی۔ لہٰذا اس برس وٹلش میں مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ حضور اقدسؒ نے مسجد کا نام بیت الحمد رکھا۔ وٹلش کی مسجد سو مساجد سکیم کے تحت باقاعدہ تعمیر ہونے والی پہلی مسجد قرار پائی۔

2001

نئی صدی کے پہلے سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت جرمنی کو یہ ہدف دیا کہ اس سال کے دوران کم از کم بیس فیصد آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا جائے۔ حضورؒ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جماعت جرمنی نے پانچ ملین کی تعداد میں ایک پمفلٹ چھپوا کر تقسیم کرنے کا انتظام کیا۔ یہ پمفلٹ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے لکھا جس کا عنوان ''وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت'' تھا۔ اسی مناسبت سے اس کے سر ورق پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گھڑی کی تصویر دی گئی۔ علاوہ ازیں جلسہ سالانہ پر دس ہزار کی تعداد میں زیر تبلیغ مہمانوں کو شامل کرنے کے پروگرام پر بھی عمل کیا گیا۔

2001

اس سال جماعت جرمنی کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کا بین الاقوامی جلسہ سالانہ جرمنی میں منعقد ہوا۔ ایک وبا کی بنا پر جماعت احمدیہ یو کے کا جلسہ جسے مرکزی حیثیت حاصل ہو چکی ہے، نہ ہو سکا تھا، اس لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جرمنی کے جلسہ کو بین الاقوامی جلسہ قرار دیا۔ اس میں 61 ممالک سے ایک اندازہ کے مطابق پچاس ہزار افراد نے شرکت کی۔ جرمنی کے صدر، سپیکر پارلیمان، وزیر خارجہ، وزیر داخلہ سمیت کئی شہروں کے میئر صاحبان نے خیر سگالی کے پیغامات ارسال کیے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا یہ دورہ جرمنی کا آخری دورہ ثابت ہوا۔

2001

جماعت جرمنی اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایک بڑی عمارت کی تلاش میں تھی۔ایسی عمارت اس برس فرانکفرٹ کے شمالی محلہ نیدر ایش باخ (Nieder-Eschbach) میں حاصل ہوگئی۔ یہ وسیع عمارت چار منزلوں پر مشتمل ہے، تین منزلوں پر دفاتر موجود ہیں جبکہ ایک منزل رہائش کے لیے مخصوص ہے۔علاوہ ازیں متعدد رہائش گاہیں بھی ہیں۔دو وسیع کثیر المقاصد ہالوں کے علاوہ مستورات اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ مساجد بھی ہیں۔حضور اقدسؒ نے اس عمارت کا نام بیت السبوح رکھا تھا۔سن 2001ء سے یہ عمارت جماعت احمدیہ جرمنی کے صدر مقام کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق لنگر خانہ بھی جاری ہے۔

2003

19 اپریل کو جماعت کے لیے یہ اندوہناک واقعہ پیش آیا کہ جماعت کے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔اس اچانک خبر سے ساری جماعت میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ جرمنی سے ہزاروں کی تعداد میں احباب لندن گئے تا حضور کا آخری دیدار کر سکیں۔ساتھ ہی انتخاب خلافت کے طریق کار کا بھی اعلان ہوا۔اس طرح جرمنی سے جانے والے ہزاروں احمدیوں کو نہ صرف انتخاب خلافت کے بعد پہلی بیعت میں بالمشافہ شامل ہونے کا موقع ملا بلکہ بعد ازاں حضور کے جنازہ میں بھی شریک ہوئے۔ برطانیہ کے قونصل خانہ جرمنی نے خصوصی طور پر احمدیوں کو بڑی تعداد میں ویزے جاری کیے۔

2003

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلی مرتبہ جرمنی کے دورہ پر تشریف لائے۔ حضور انور کا یہ دورہ 20 سے 31 اگست تک جاری رہا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کے انتظامات کے جائزے کے علاوہ جلسہ سالانہ کے اجلاسات سے خطاب بھی فرمایا۔ دورہ کے دوران سات ہزار افراد کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا نیز بارہ سو مہمان شرکاء کے ساتھ مصافحہ بھی فرمایا۔مختلف جماعتی تنظیموں کے ساتھ ملاقاتیں بھی فرمائیں۔ 29 اگست کو فرانکفرٹ کے ایک ہال میں نماز جمعہ پڑھائی۔ 30 اگست کو مسجد نورالدین ڈارم شٹڈ کا افتتاح بھی فرمایا۔

2005

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1905ء میں نظام وصیّت کا اعلان فرمایا تھا، اس کے سو سال پورے ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ انگلستان 2004ء کے موقع پر احباب جماعت کو یہ تحریک فرمائی کہ چندہ دہندگان کے پچاس فیصد افراد نظام وصیت میں شامل ہوں۔ جماعت جرمنی نے اس پر لبیک کہا اور باقاعدہ ایک مہم چلا کر 2007ء میں یہ ٹارگٹ حاصل کر لیا۔ جب حضور نے تحریک فرمائی تو جرمنی میں صرف 800 موصی تھے۔ لیکن اب ان کی تعداد 14460 ہو چکی ہے، الحمدللہ متعلقہ شعبہ نے اس مقصد کے لئے کثرت سے جماعتوں کے دورے کئے، مقامی اور ریجنل سطح پر سیمینارز منعقد کئے۔

2005

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1980ء میں تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے احمدی طلبا و طالبات کو تمغہ دینے کا سلسلہ جاری فرمایا تھا۔اس روایت پر جرمنی میں بھی 2005ء سے عمل ہو رہا ہے۔ جرمنی میں ایسے طلباء کو جو سکول، کالج یا یونیورسٹی میں نمایاں کارکردگی دکھائیں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور اقدس کے دست مبارک سے تفسیر صغیر کا ایک نسخہ، جس پر حضور کے دستخط ہوتے ہیں، نیز تمغہ دیا جاتا ہے۔اب تک 2000ء سے زائد طلبا کو یہ اعزاز مل چکا ہے جن میں سے 50 سے زائد پی ایچ ڈی کرنے والے طلباء بھی شامل ہیں۔

2007

مسجد فضل ہمبرگ 1957ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس سال اس کی تعمیر کو پچاس سال گزرنے پر ایک خصوصی تقریب کا انتظام کیا گیا جس میں سیاسی، سماجی اور ذرائع ابلاغ سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے شرکت کی۔ پچاس سالہ تقریب کو خاص اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔ اس تقریب میں مسجد کی تعمیر کے وقت کے ہمسایوں کو بھی تلاش کر کے مدعو کیا گیا۔ جن میں متعدد نے خوشی سے شرکت کی اور 1957ء میں جب مسجد بنائی جارہی تھی اس وقت کے واقعات بھی پوری دلچسپی سے سنائے۔ اس تقریب کے بارے میں ملکی اور علاقائی ذرائع ابلاغ نے تفصیل سے خبریں شائع کیں۔

2008

سن 1908ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ کی پیشگوئی کے مصداق جماعت میں نظامِ خلافت جاری ہوا اور حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ پہلے خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے۔ 2008 میں اس تاریخ ساز واقعہ کو گزرے سو سال پورے ہونے پر صد سالہ خلافت جوبلی منائی۔ دنیا بھر کی جماعتوں کی طرح جماعت احمدیہ جرمنی نے بھی مرکز کی طرف سے ترتیب دیے گئے پروگرام کے مطابق مقامی، ریجنل اور مرکزی سطح پر اجلاسات کیے اور ایک عالمی پروگرام میں بعد خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساری جماعت نے استحکام خلافت کا عہد دہرایا۔ علاوہ ازیں نظام خلافت سے متعارف کرانے کے لئے ہر مسجد میں غیر از جماعت مہمانوں کے ساتھ پروگرام بھی کیے گئے۔

2008

اس سال جامعہ احمدیہ جرمنی کا افتتاح ہوا۔ شروع میں جامعہ کی کلاسیں بیت السبوح سے ملحقہ ایوان خدمت کی نچلی منزل میں ہوتی رہیں۔ بعد میں فرانکفرٹ سے پچاس کلومیٹر کے فاصلہ پر ریڈ شٹڈ (Riedstadt) میں جامعہ کی اپنی عمارت تعمیر ہونے پر وہاں منتقل کر دیا گیا۔ اس کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دسمبر 2012ء میں فرمایا۔ جرمنی کی حکومت کی جانب سے یہ مطالبہ رہا ہے کہ جرمنی میں کام کرنے والے امام مقامی طور پر تیار کیے جائیں۔ افتتاح کی تقریب میں موجود حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں نے اس امر پر تسلی کا اظہار کیا۔ حضور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ یہاں تیار ہونے والے مربیان امن کے پیامبر ہوں گے اور معاشرے کے لیے مفید وجود ثابت ہوں گے۔

2008

17 اکتوبر 2008ء کو مسجد خدیجہ برلن کی تعمیر مکمل ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے اس کا افتتاح عمل میں آیا اور یوں 1923ء میں مسجد احمدیہ برلن کی تعمیر کا جو منصوبہ پورا نہ ہو سکا تھا، شرمندۂ تعبیر ہو گیا۔ مسجد کے افتتاح کی تقریب میں نامور مذہبی اور سیاسی عمائدین نے شرکت کی جن میں جرمن پارلیمنٹ کے نائب سپیکر مکرم وولف گنگ ٹیئرزے شامل تھے۔ اس مسجد کی تعمیر کے وقت اس کی سخت مخالفت ہوئی افتتاح کے روز بھی مخالفین کا ایک بڑا گروہ مخالفانہ بینرز کے ساتھ موجود تھا جس کو پولیس نے روک رکھا تھا۔ یہ خواتین کے چندہ سے تعمیر کی گئی پہلی مسجد ہے۔ اور ایک احمدی آرکیٹیکٹ خاتون نے ہی اس کا نقشہ تیار کیا۔

2008

جنوری 1902ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزی زبان میں ریویو آف ریلیجنز کے نام سے ایک رسالہ جاری فرمایا جو ابھی تک شائع ہو رہا ہے۔ یہ مذہبی تاریخ میں سب سے پرانا باقاعدگی سے شائع ہونے والا مجلّہ ہے۔ 2008ء سے یہ رسالہ جرمن زبان میں بھی طبع ہونا شروع ہوا۔ اس میں اہم مذہبی، سائنسی اور تحقیقی مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ اس رسالہ کے پہلے مدیر مکرم نوید حمید صاحب تھے۔ ان کے بعد چند سال مکرم محمد لقمان مجوکہ صاحب بھی مدیر رہے۔ آجکل یہ مکرم انصر بلال صاحب کے زیر ادارت شائع ہو رہا ہے۔ یہ رسالہ جماعت احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہے اور خریداروں کے علاوہ جرمنی کی تمام اہم لائبریریوں اور یونیورسٹیوں کو بھجوایا جاتا ہے۔

2009

یہ سال اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس سال حضور اقدس نے جرمنی کی مجلس شوریٰ کا ایک خصوصی اجلاس بلوایا اور بنفس نفیس اس میں شرکت فرما کر احباب سے مشورہ جات لیے۔ اس میں ایک موضوع تو جرمن زبان میں شائع ہونے والا لٹریچر تھا۔ جس کے مندرجات پر بعض احباب نے عدم اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ دوسرا موضوع یہ تھا کہ جلسہ سالانہ جرمنی کے انعقاد کے لیے کون سا مقام مناسب رہے گا۔ ان دونوں موضوعات پر حضور اقدس نے احباب سے مشورہ جات لیے۔ یہ اجلاس صبح گیارہ بجے سے شام تک بیت السبوح میں جاری رہا۔

2009

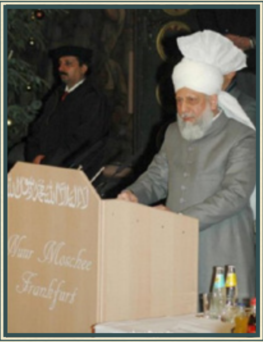

اس سال نور مسجد فرانکفرٹ کی تعمیر کو پچاس سال پورے ہوئے۔ اس سلسلہ میں خصوصی پروگرام ترتیب دیے گئے۔ ایک خصوصی تقریب وسیع پیمانے پر منعقد ہوئی۔ مسجد میں جگہ کی قلت کے باعث یہ تقریب فرانکفرٹ ٹاؤن آفس کے مشہور ہال راٹس کیلر میں منعقد کی گئی جس میں شہر اور صوبہ ہیسن سے ممتاز شخصیات شامل ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ نور مسجد کی تاریخ پر مبنی ایک فلم بھی دکھائی گئی۔ آخر میں حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نور میں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

2010

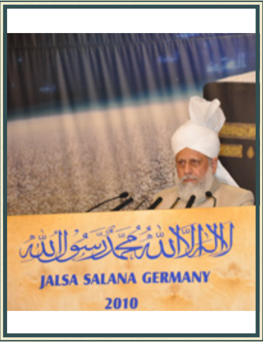

لاہور میں جماعت کی دو مساجد پر دہشت گردوں نے حملہ کر کے 86 احمدیوں کو شہید کر دیا۔ ہر احمدی رنج و غم کی تصویر بن گیا۔ اس حملہ کے بعد جماعت کا بڑا اجتماع جلسہ سالانہ جرمنی تھا۔ جس پر صدمہ و غم کی فضا چھائی ہوئی تھی۔ جلسہ کے آخر میں حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی نظمیں پڑھے جانے کے وقت جو ماحول کی کیفیت تھی اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ ہر آنکھ اشکبار تھی لیکن ساتھ ہی ہر دل جذبہ قربانی سے سرشار بھی تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی جلسہ کے اختتامی اجلاس میں اسی سانحہ سے متعلق ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔

2012

دنیا بھر میں جماعتوں کا قیام اور ان کی ترقیات ایک ایمان افروز نظارہ ہے۔ جماعت کے ارتقاء کی تفصیل محفوظ کرنے کے لئے اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر ہر ملک میں ایک تاریخ کمیٹی مقرر کی گئی۔ جرمنی میں بھی اسی سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کمیٹی کی منظوری عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جیسے جیسے تاریخ جمع ہوتی جائے، اسے شائع کرتے جائیں۔ چنانچہ تاریخ کمیٹی جرمنی نے فوری طور پر کام شروع کر دیا اور ہر ممبر کے سپرد مختلف کام ہوئے جنہیں ہر ممبر نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق مرتب کرنا شروع کیا۔ یہ تحقیقی کاوش اخبار احمدیہ جرمنی میں مضامین کی صورت میں قسط وار شائع کی جا رہی ہے۔

2013

ایک عرصہ سے جرمنی کے مختلف صوبوں میں یہ کوشش جاری تھی کہ بچوں کو سکولوں میں اسلام کی تعلیم دی جائے اور اس سلسلہ میں مختلف تنظیموں سے تجاویز بھی لی گئیں۔ چنانچہ اس سال جماعت احمدیہ جرمنی اور صوبہ ہیسن کی وزارت تعلیم نے مل کر پرائمری سکولوں میں اسلام کی تعلیم کا نصاب پیش کیا۔ ہیسن میں جماعت احمدیہ کے اس مجوّزہ نصاب کو صوبہ کی وزارت نے سکولوں میں اسلامیات کی بنیادی تعلیم کے لیے منظور کر لیا اور اس طرح متعدد سکولوں میں اس نصاب کی بنیاد پر اسلامیات کی تعلیم دی جانے لگی اور دی جا رہی ہے۔ یہ جماعت احمدیہ جرمنی کی ایک غیر معمولی کامیابی تھی۔

2013

جماعت احمدیہ جرمنی کی اب تک حیثیت محض ایک رجسٹرڈ تنظیم کے طور پر تھی، امسال طویل قانونی مراحل سے گزرنے کے بعد جرمنی کے صوبے ہیسن اور بعدازاں صوبہ ہمبرگ میں اسے KdöR کی اعلیٰ قانونی حیثیت دی گئی۔جس کے نتیجہ میں جماعت کے وہ تمام حقوق تسلیم کئے گئے جواب تک صرف کیتھولک اور پروٹسٹنٹ چرچ کو حاصل ہیں۔اس وقت تک جماعت احمدیہ اس حیثیت کو حاصل کرنے والی واحد مسلمان جماعت ہے اور اس امر کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ ایک منظّم، قانون کی پابند، امن پسند اور روشن خیال جماعت ہے۔

HESSEN

Urkunde

über die
Verleihung der Rechte einer Körperschaft des öffentlichen Rechts
an Ahmadiyya Muslim Jamaat in der Bundesrepublik Deutschland e.V.

Ahmadiyya Muslim Jamaat in der Bundesrepublik Deutschland e.V. werden für das Gebiet des Landes Hessen die Rechte einer Körperschaft des öffentlichen Rechts verliehen.

Der Verleihung zugrunde gelegt wird die Satzung der Ahmadiyya Muslim Jamaat in der Bundesrepublik Deutschland e.V. in der Fassung von April 2012.

Alle Änderungen der Satzung sind zur Prüfung von Genehmigungserfordernissen anzuzeigen.

Wiesbaden, den 25. April 2013

DIE HESSISCHE KULTUSMINISTERIN

Nicola Beer

2014

اس سال جماعت کی مجلس شوریٰ میں تجویز پیش ہوئی کہ 2023ء میں جرمنی کی جماعت کی صدسالہ جوبلی کے لئے ایک خصوصی پروگرام ترتیب دیا جائے۔اس کے مطابق جرمنی کے ہرشہری تک اسلام کا پیغام پہنچانے۔ پریس کانفرنسیں کرنے نیز نمائشیں ترتیب دینے کا فیصلہ کیا گیا۔اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب کا جرمن میں ترجمہ کرنے کا قصد کیا گیا۔الحمدللہ شعبہ تبلیغ کی نگرانی میں جماعت کی 95 فیصد آبادی تک مختلف ذرائع سے پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔جملہ کتب مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ترجمہ مکمل کیا گیا۔فری فون سروس پر اسلام کے حوالہ سے 30 ہزار فون کالز موصول ہوئیں۔

Ahmadiyya Muslim Jamaat
Deutschland

Shoba Umur-e-Kharjiyya
Externe Angelegenheiten

Report Subkomitee 100 jähriges Jubiläum
Majlis-e-Shura 2014

18.05.2014

Präsident : Ihsan-ul-Haq Sb
Sekretär : Dr. Mohammad Dawood Majoka Sb

Mitglieder des Komitees: 16

Das Komitee zur 100jähriges Jubiläum der AMJ Deutschland begann seine Arbeit um 20:30 Uhr unter der Leitung von Ihsan ul Haq Sb mit Dua an. National Sekretär Umur-e-Kharjiyya, Dr. Mohammad Dawood Majoka Sb, war Sekretär des Komitees. Bei der Anwesenheitskontrolle wurde festgestellt, dass alle 16 Mitglieder des Komitees anwesend waren. Anschließend wurde die Vorgehensweise der Diskussion festgelegt. Es wurde einstimmig vereinbart, dass das Komitee Schobaweise den Vorschlag diskutiert.

2015

سن 2009ء میں جرمنی میں مسلمانوں سے تبادلہ خیال کے لیے سرکاری سطح پر ایک اسلام کانفرنس قائم کی گئی تھی۔لیکن دیگر اسلامی تنظیموں کے اعتراض پر جماعت احمدیہ کو اس میں شامل نہ کیا گیا تھا۔تاہم 2013ء میں جماعت احمدیہ کو اس کانفرنس میں بطور مہمان دعوت دی گئی اور 2015 میں باقاعدہ رکنیت دے دی گئی۔حکومت کی طرف سے پیش کی گئی تجاویز کو نافذالعمل کرنے میں جماعت سر فہرست ہے۔مثلاً حکومت کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ اسلامی تنظیمیں فلاحی ادارہ قائم کریں تو جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے النصرت نامی فلاحی ادارہ قائم کیا۔

2018

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم صداقت احمد صاحب کو مبلغ انچارج جرمنی مقرر فرمایا۔آپ نے 1991ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی اور بعد میں جرمن ادب میں ایم اے کیا۔جرمنی میں آنے سے قبل آپ ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا میں بطور مبلغ سلسلہ خدمات کی توفیق پا چکے ہیں۔

2019

اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خصوصی لیکچر جرمنی کے دارالحکومت برلن میں ہوا جس میں ممبران پارلیمنٹ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔حضور کے لیکچر کا موضوع ’’اسلام اور یورپ، تہذیبوں کا تصادم؟‘‘ یہ لیکچر بعد میں کتابی صورت میں بھی شائع ہوا۔لیکچر سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبران پارلیمنٹ سے الگ کمرے میں ملاقات کی اور اسلام دشمنی یا اسلاموفوبیا کے موضوع پر بات کی اور ممبران کو اس کے نقصانات سے آگاہ فرمایا۔یہ تقریب جرمن پارلیمان کے نزدیک واقع ایک تاریخی ہوٹل Adlon کے ایک ہال میں منعقد کی گئی۔

2019

اس سال ''النصرت'' تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ایک رفاہی اور خدمت خلق کی تنظیم ہے جو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ہر ممکن مدد فراہم کرتی ہے۔ یہ تنظیم بھی رجسٹرڈ ہے۔ جرمن حکومت نے مسلمان تنظیموں سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اپنے امام جرمنی میں تیار کریں اسی طرح فلاحی ادارے بھی قائم کریں جو فلاح و بہبودی کے کام انجام دیں۔ جامعہ احمدیہ جرمنی کے قیام کے بعد ''النصرت'' کے نام سے یہ فلاحی ادارہ قائم کیا گیا جو تجہیز و تکفین کے علاوہ جرمن زبان سکھانے، مہاجرین کی آبادکاری اور خواتین کی مدد کرنے کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ اس کی اچھی کارکردگی کی وجہ سے یہ تنظیم اب جرمنی میں معروف ہو رہی ہے۔

2020

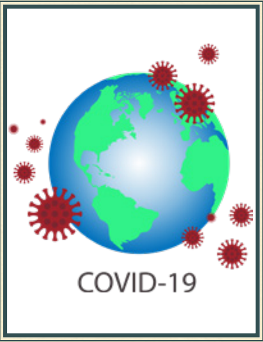

کورونا وباء کی بنا پر حکومت کی طرف سے اجتماعات وغیرہ پر پابندی لگ گئی۔ لہٰذا جماعت کے لیے بھی جلسہ سالانہ کرنا ممکن نہ رہا۔ بلکہ لوکل اجلاسات اور درس وغیرہ بھی ممکن نہ رہے۔ ان حالات میں جماعت نے آن لائن اجلاسات، دروس اور ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا جو بہت کامیاب رہا اور بالمشافہ پروگراموں کی کمی کسی حد تک پوری ہو گئی۔ جب تک حکومت کی طرف سے ماسک کے استعمال کی پابندی رہی آن لائن پروگرام ہی ہوتے رہے۔ پابندی ختم ہونے پر اجلاسات کا مروّجہ نظام پوری طرح سے دوبارہ بحال ہو گیا۔

2021

کینیڈا اور برطانیہ کی طرز پر جرمنی میں بھی خواتین کی تعلیم کے لیے عائشہ اکیڈمی کا آغاز کیا گیا۔ اس کی کلاسیں بیت السبوح میں قائم لجنہ اماء اللہ کے دفاتر میں ہوتی رہیں۔ بعدازاں طالبات کی سہولت کے پیش نظر آن لائن کلاسز بھی متعارف کروائی گئیں۔ مرد اساتذہ طالبات کو آن لائن پڑھاتے ہیں جبکہ خواتین اساتذہ بالمشافہ تدریس کرتی ہیں۔ نصاب میں قرآن کریم ناظرہ، ترجمہ و تفسیر، حدیث، فقہ، کلام اور موازنہ مذاہب شامل ہیں۔

2021

اس سال محدود پیمانہ پر جلسہ سالانہ کی اجازت بھی مل گئی۔ جو من ہائم کی مائی مارکیٹ میں ہوا۔ جلسہ میں صرف دس ہزار شرکاء کی اجازت دی گئی تھی۔ ہر شامل ہونے والا صرف ایک ہی دن آ سکتا تھا۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ احباب جلسہ سالانہ سے استفادہ کر لیں۔

2022

اس سال لجنہ اماء اللہ کو قائم ہوئے سو سال پورے ہونے پر جرمنی میں خصوصی پروگرام ترتیب دیے گئے۔ سن 1922 میں حضرت مصلح موعودؓ رضی اللہ عنہ نے قادیان میں لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اس طرح لجنہ اماء اللہ دنیا کی قدیم ترین مسلمان تنظیموں میں سے ایک ہے۔ اس کا مقصد خواتین کی تعلیم و تربیت ہے۔ نیز یہ بھی کہ خواتین اپنے جماعتی معاملات باہمی تعاون کے ساتھ خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کے قابل ہوں۔ دیگر جماعتوں کی طرح لجنہ اماء اللہ جرمنی نے بھی اس سال کے دوران متعدد پروگرام ترتیب دیئے اور مختلف اہداف حاصل کیے۔

2023

سن 2014 کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق 2023 میں جماعت جرمنی کے سو سال مکمل ہونے پر مختلف پروگرام ترتیب دیے جانے اور مختلف تقاریب منعقد کرنے کا لائحہ عمل بنایا گیا تھا اور ہر سال مجلس شوریٰ میں رپورٹ کارکردگی بھی پیش کی جاتی رہی۔ مقرر کیے گئے اہداف میں سے کتب حضرت مسیح موعودؑ کا جرمن ترجمہ مکمل کر لیا گیا۔ ہر مقامی جماعت میں ایک استقبالیہ تقریب ہوئی جس میں اہم شخصیات کو بلایا گیا۔ سو مساجد سکیم کے تحت مساجد کی تعمیر میں غیر معمولی تیزی لائی گئی، جلسہ سالانہ 2023 میں بین الاقوامی مہمانوں کی ایک کثیر تعداد کو شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ جو امسال ان شاءاللہ شٹٹ گارٹ Stuttgart میں ہوگا۔

مبلغین کرام جماعت احمدیہ جرمنی

نمبر	نام	عرصۂ خدمت
1	Herr Mubarik Ali Bengali	01.09.1922-01.03.1924
2	Herr Malik Ghulam Fareed	18.12.1923-01.03.1924
3	Herr Ch. Abdul Latif	25.09.1949-06.07.1971
4	Herr Abdu-Shakur Kunzey	07.01.1959-15.09.1969
5	Herr Mirza Lutf-ur-Rahman	27.04.1959-01.12.1960
6	Herr Muneer ud Din Ahmad	21.10.1960-15.12.1961
7	Herr Masood Ahmad Jhelmi	25.03.1961-23.05.1964 27.01.1968-21.10.1972 11.06.1990-23.08.1992
8	Herr Mehmood Ahmad Cheema	21.07.1962-21.04.1966
9	Herr Fazl Ilahi Anwari	21.06.1964-28.12.1967 09.09.1972-26.01.1977
10	Herr Basheer Ahmad Shams	15.07.1966-04.12.1969
11	Herr Qazi Naeem ud Din	02.08.1969-18.03.1974
12	Herr Malik Mansoor Ahmad Umar	21.01.1974-06.07.1975 24.10.1983-19.10.1984
13	Herr Haider Ali Zafar	21.01.1974-25.03.1978 06.03.1982-26.02.1984 und seit 01.01.1994
14	Herr Mansoor Ahmad Khan	29.10.1976-30.10.1983
15	Herr Laeeq Ahmed Munir	07.02.1978-08.04.1982 und seit 30.01.1984
16	Herr Abdul Basit Tariq	31.10.1982
17	Herr Basharat Ahmad Mehmood	17.08.1984-01.07.1990
18	Herr Ata Ullah Kaleem	01.08.1987-11.06.1990 02.03.1993-30.09.1998
19	Herr Muhammad Jalaal Shams	01.07.1988-01.01.2007
20	Herr Abdul Ghaffar	01.08.1988
21	Herr Muhammad Ilyas Munir	02.10.1994
22	Herr Munir Ahmad Munawar	20.02.1995-01.09.2006 24.01.2016-13.09.2020
23	Herr Mubarik Ahmad Tanveer	20.02.1995
24	Herr Sajid Ahmad Naseem	01.12.1999

نمبر	نام	عرصۂ خدمت
25	Herr Javaid Iqbal Nasir	01.12.1999-01.09.2000 und seit 01.09.2019
26	Herr Muhammad Ahmad Rashid	01.03.2000-31.01.2017
27	Herr Shamshad Ahmad Qamar	17.11.2006
28	Herr Mubashir Ahmed Butt	17.11.2006
29	Herr Mashhood Ahmad Zafar	17.11.2006-01.10.2011 und seit 26.12.2018
30	Herr Tahir Ahmad	01.11.2007
31	Herr Ashraf Zia	01.11.2007-01.10.2020
32	Herr Muhammad Ahsan Saeed	26.01.2009
33	Herr Shamus Iqbal	26.01.2009
34	Herr Hafiz Ullaha Bharwana	15.03.2011
35	Herr Muhammad Fateh Ahmad Nasir	15.03.2011
36	Herr Sarfraz Ahmad	15.03.2011
37	Herr Hamid Iqbal	15.03.2011
38	Herr Hasan Tahir Syed Bukhari	28.10.2011
39	Herr Muhammad Zafarullah Salam	01.11.2012-01.09.2013 und seit 01.08.2016
40	Herr Saeed Ahmad Arif	14.01.2013
41	Herr Tariq Ahmad Zaffar	01.03.2013
42	Herr Ansar Bilal Anwar	02.03.2013
43	Herr Safeer-ul-Rahman Nasir	08.03.2013
44	Herr Adeel Ahmad Shad	01.07.2013
45	Herr Athar Sohail	01.05.2014
46	Herr Syed Salman Shah	01.05.2014
47	Herr Ahsan Faheem Bhatti	01.05.2014
48	Herr Malik Usman Naveed	01.06.2014

نمبر	نام	عرصہٗ خدمت
49	Herr Jery-Ullah Khan	01.06.2014
50	Herr Nabeel Ahmad Shad	01.06.2014
51	Herr Talat Hafeez	10.06.2014
52	Herr Arbab Ahmad	01.12.2014
53	Herr Mustansar Ahmad	04.02.2015
54	Herr Imtiaz Ahmad Shaheen	01.03.2015
55	Herr Shakeel Ahmad Umar Mahmood	01.03.2015
56	Herr Kamal Ahmad	01.07.2015
57	Herr Iftikhar Ahmad	01.07.2015
58	Herr Shoaib Umer	01.07.2015
59	Herr Tahssin Rasheed	01.07.2015
60	Herr Muhammad Bilal Awais	01.07.2015
61	Herr Afaq Ahmad	01.07.2015
62	Herr Arslan Ahmad	01.07.2015
63	Herr Basil Bhatti	01.07.2015
64	Herr Mahmood Malhi	01.07.2015
65	Herr Osama Ahmad	01.07.2015
66	Herr Sohail Riaz	01.07.2015
67	Herr Noman Khalid	01.07.2015
68	Herr Faiz Khan	01.07.2015-07.09.2020
69	Herr Abdul Hannan Sheikh	01.07.2016
70	Herr Mansoor Ghumman	01.07.2016
71	Herr Arslan Ahmad Sindhu	01.07.2016
72	Herr Aziz Ahmad Ghumman	01.07.2016
73	Herr Aftab Aslam	01.07.2016
74	Herr Mohammad Mosawar Ahmad	01.07.2016
75	Herr Mohammad Sarfraz Khan	01.07.2016
76	Herr Adil Ahmad Khalid	01.07.2016
77	Herr Behzad Ahmed Chaudhry	01.07.2016
78	Herr Wafa Mohammad	18.12.2021

نمبر	نام	عرصہٗ خدمت
79	Herr Habib Ur Rahman Nasir	01.07.2016
80	Herr Rehmat Ullah Bandesha	24.01.2017
81	Herr Usman Ahmed	01.07.2017
82	Herr Kamran Ahmad	01.07.2017
83	Herr Hasib Ahmad Ghumman	01.07.2017
84	Herr Zeshan Ahmad Bajwa	01.07.2017
85	Herr Adnan Ranjah	01.07.2017
86	Herr Aniq Ahmad	01.07.2017
87	Herr Luqman Shahid	01.07.2017
88	Herr Umer Rashid Malik	01.07.2017
89	Herr Basalat Ahmad	01.07.2017
90	Herr Wajahat Ahmad	01.07.2017
91	Herr Ferhad Ahmad Malik Ghaffar	01.08.2017
92	Herr Sadaqat Ahmad	19.03.2018
93	Herr Syed Abrar Shah	01.06.2018
94	Herr Noor ud Din Ashraf	01.07.2018
95	Herr Shergil Ahmad Khan	01.07.2018
96	Herr Nawied ul Haq Shams	01.07.2018
97	Herr Anas Ahmad Javed	01.07.2018
98	Herr Musawar Ahmed Shams	01.07.2018
99	Herr Sajil Ahmad Malik	01.07.2018
100	Herr Walid Ahmad Ghumman	01.07.2018
101	Herr Murtaza Ahmad Mannan	01.07.2018
102	Herr Jawad Ahmad	01.07.2018
103	Herr Ijaz Ahmad Janjua	01.07.2018
104	Herr Salman Ahmad Malhi	01.07.2018
105	Herr Wadji Uddin Chaudhry	01.07.2018
106	Herr Nafees Ahmad Atique	14.08.2018
107	Herr Shahid Ahmad Butt	01.09.2018
108	Herr Kamil Ilyas	01.07.2019

نمبر	نام	عرصۂ خدمت
109	Herr Shariq Amer Iftikhar	01.07.2019
110	Herr Kamran Ashraf	01.07.2019
111	Herr Ansir Ahmad	01.07.2019
112	Herr Mubariz Hussain	01.07.2019
113	Herr Nader Ahmad Aweis	01.07.2019-17.08.2023
114	Herr Mansoor Ahmad	01.07.2019
115	Herr Intasar Ahmad Bajwa	01.07.2019-01.11. 2021
116	Herr Ikram Mahmood Aslam	01.07.2019-01.03.2022
117	Herr Riaz Mahmood Bajwa	04.12.2019
118	Herr Naveed ul Zaffar	10.02.2020
119	Herr Ferooz Adeeb Akmal	01.07.2020
120	Herr Naweel Ahmad Shad	01.07.2020
121	Herr Sohaib Nasir	01.07.2020-01.09.2022
122	Herr Basel Aslam	01.07.2020
123	Herr Ata ul Kareem Ansar	01.07.2020-01.05.2023
124	Herr Sajeel Ahmad	01.07.2020
125	Herr Haroon Ahmad Ata	01.07.2020-01.01.2022
126	Herr Talmeez Ahmad	01.07.2020
127	Herr Zafir Ahmad	01.07.2020-
128	Herr Laiq Bilal	01.10.2020
129	Herr Intasar Ahmad	29.04.2021
130	Herr Mashood Adeeb Ahmed	01.06.2021
131	Herr Sagher Ahmad Butt	01.07.2021
132	Herr Luqman Ahmad	01.07.2021
133	Herr Scharjil Ahmad Khalid	01.07.2021
134	Herr Walid Ahmad Khan	01.07.2021
135	Herr Mohammad Imran Basharat	01.07.2021
136	Herr Ayyaz Malik	01.07.2021
137	Herr Rana Sheraz Ahmad	01.07.2021
138	Herr Umair Ahmad Khalid	01.07.2021
139	Herr Saud Ahmed	01.07.2021
140	Herr Hamza Naseer Ahmad	01.07.2021
141	Herr Shamas Ul Mulk Choudhery	01.07.2021
142	Herr Asad Jaryullah	01.07.2021
143	Herr Mobahil Monib Ahmad	01.07.2021
144	Herr Fraz Ahmad Rana	01.07.2021
145	Herr Muhammad Nughman	17.06.2022
146	Herr Mamoon Farooq	01.07.2022
147	Herr Sharib Ahmad Bloch	01.07.2022
148	Herr Mussleh Ahmed Basat	01.07.2022
149	Herr Syed Rameez Bukhari	01.07.2022
150	Herr Umär Ahmad Ilyas	01.07.2022
151	Herr Suleman Akhtar	01.07.2022
152	Herr Mudassar Ahmed	01.07.2022
153	Herr Mahfooz Ahmad Munir	01.07.2022
154	Herr Ansar Ahmed Arshad	01.07.2022
155	Herr Luqman Baber Ahmad	01.07.2022
156	Herr Faiz Ahmad	01.07.2022
157	Herr Ahyaudin Ahmed	01.10.2022
158	Herr Zaafer Mehmood	01.07.2023
159	Herr Khawaja Ahtasham Ahmad	01.07.2023
160	Herr Talha Naeem	01.07.2023
161	Herr Adnan Ahmad Gill	01.07.2023
162	Herr Faiyz Ahmad	01.07.2023
163	Herr Nawaz Chaudhary Sheharyar	01.07.2023
164	Herr Shomail Ahmad	01.07.2023
165	Herr Abdussalam Bhatti	01.07.2023
166	Herr Khalique Hameed	01.07.2023
167	Herr Usman Ahmad Khan	01.07.2023
168	Herr Zischan Mehmood	01.07.2023
169	Herr Adeel Ahmad	01.07.2023
170	Herr Shahan Majeeb Ahmad	01.07.2023
171	Herr Mohammad Talha Kahloon	01.07.2023

مساجد جماعت احمدیہ جرمنی

نمبر	مسجد	شہر	افتتاح
1	Fazl-e-Omar Moschee	Hamburg	22.06.1957
2	Nuur Moschee	Frankfurt	12.09.1959
3	Bait-ul-Shakoor	Gross-Gerau	1992
4	Bait-ul-Islam	Freinsheim	1993
5	Bait-ul-Wakeel	Bremerhaven	1994
6	Bait-ul-Zafar	Immenhausen	12.1999
7	Bait-ul-Hamd	Wittlich	12.1999
8	Al-Momin Moschee	Münster	01.05.2003
9	Bait-us-Sabuh	Frankfurt	2000
10	Basharat Moschee	Osnabruck	25.10.2002
11	Nuur-ud-Din Moschee	Darmstadt	08.2003
12	Nasir Moschee	Stuhr-Brinkum	19.05.2004
13	Tahir Moschee	Koblenz	23.05.2004
14	Habib Moschee	Kiel	25.08.2004
15	Aziz Moschee	Riedstadt	30.08.2004
16	Bait-ul-Hud	Usingen	07.09.2004
17	Bait-ul-Latif	Offenbach	06.2005
18	Aleem Moschee	Würzburg	14.08.2005
19	Bashir Moschee	Bensheim	23.12.2006
20	Bait-ul-Jame	Offenbach	16.01.2007
21	Nasir Moschee	Isselburg	20.08.2007
22	Mahmood Moschee	Kassel	04.09.2007
23	Bait-ul-Muqeet	Wabern	23.11.2007
24	Bait-ul-Karim	Stade	14.08.2008
25	Sami Moschee	Hannover-Stöcken	16.08.2008
26	Anwaar Moschee	Rodgau	19.08.2008
27	Qamar Moschee	Weil der Stadt	21.08.2008
28	Bait-ul-Malik	Berlin	10.2008
29	Khadija Moschee	Berlin	17.10.2008
30	Eehsan Moschee	Mannheim	17.12.2008
31	Afiyat Moschee	Lübeck	21.08.2009
32	Bait-un-Nasr	Köln	12.06.2011
33	Bait-ul-Ghafoor	Ginsheim-Gust.	18.06.2011
34	Bait-ul-Hadi	Seligenstadt	19.06.2011
35	Bait-ul-Aman	Nidda	20.06.2011
36	Bait-ul-Baqi	Dietzenbach	21.06.2011
37	Bait-ur-Rasheed	Hamburg	12.5.2012
38	Bait-ul-Ahad	Limburg	27.05.2012
39	Bait-ul-Baqi	Pforzheim	12.12.2012
40	Bait-ul-Ahad	Bruchsal	12.12.2012
41	Ata Moschee	Flörsheim	24.06.2013
42	Bait-ul-Raheem	Neuwied	25.06.2013
43	Dar-ul-Aman	Friedberg	07.06.2014
44	Al-Mahdi Moschee	Neufahrn	09.06.2014
45	Mansoor Moschee	Aachen	23.05.2015
46	Bait -ul- Wahid	Hanau	27.05.2015
47	Bait-ul-Qa'adir	Vechta	09.06.2015
48	Salaam Moschee	Iserlohn	06.09.2016
49	Subhan Moschee	Mörfelden	07.09.2016
50	Afiyat Moschee	Waldshut-Tiegen	10.04.2017
51	Bait-ul-Naseer	Augsburg	11.04.2017
52	Bait-ul-Samad	Giessen	21.08.2017
53	Mubarak Moschee	Wiesbaden	14.10.2019
54	Bait-ul-Hameed	Fulda	20.10.2019
55	Bait-ul-Baseer	Nahe	25.10.2019
56	Mubarak Moschee	Florstadt	28.08.2023
57	Sadiq Moschee	Karben	30.08.2023
58	Nasir Moschee	Waiblingen	05.09.2023
59	Noor Moschee	Frankenthal	09.09.2023
60	Bait-ul-Khabeer	Pfungstadt	11.09.2023

نمبر	شہر	سنگِ بنیاد
1	Nürnberg	28.10.2016
2	Husum	04.04.2019
3	Erfurt	13.11.2018
4	Raunheim	18.09.2017
5	Marburg	19.04.2017
6	Nordhorn	14.10.2015

نمبر	شہر	تاریخ خرید
1	Leipzig	29.05.2013
2	Bad Marienberg	29.10.2020
3	Alzey	10.09.2021
4	Echzell	23.03.2022
5	Rotenburg a.d.Fulda	12.08.2022
6	Rüsselsheim	25.03.2022
7	Mönchengladbach	23.02.2022
8	Mühlheim a.d.R	20.09.2022
9	Blomberg	20.09.2022
10	Alsfeld	12.08.2022
11	Ramstein-Miesenbach	14.03.2023
12	Betzdorf	18.07.2023
13	Freiburg im Breisgau	05.04.2023
14	Pinneberg	07.06.2023

47 ویں جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء کے موقع پر تشریف لانے والے

حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود کے معزّز و مکرّم مہمانوں کی خدمت میں

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی کی طرف سے

اَھلاً وَّسَھلاً وَّمَرحَباً

اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو جلسہ سالانہ کی برکات و فیوض سمیٹنے اور

اس کے مقاصد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

Monthly Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 24 | ISSUE 09 | SEPTEMBER 2023

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de